

منظر کلیم احمد



پچم مائٹ
Five minutes

عزات سیریز

پچم مائٹ

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون :- نیا مکمل ناول "جم مانٹ" آپ کے ہاتھوں میں ہے اس ناول میں عمران کا سابقہ ایسی بین الاقوامی تنظیموں سے پڑتا ہے جو مختلف ممالک سے انتہائی قیمتی سائنسی دھاتیں چوری کر کے اور انہیں اپنی لیبارٹریوں میں صاف کر کے سپر پاورز کی لیبارٹریوں کو فروخت کرتی ہیں اور جب ایک انتہائی قیمتی دھات عمران کے ملک سے ہی چوری کر لی جاتے اور پھر عمران کو معلوم ہو کہ اس دھات کی پاکیشا کو ضرورت ہے مگر چوری کرنے والے لاکھوں کروڑوں ڈالر طلب کر رہے ہیں تو آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ عمران کا رد عمل کیا ہو گا اور وہی ہوا۔ عمران ان بین الاقوامی تنظیموں سے دیوانہ وار ٹکرا گیا۔ لیکن یہ ٹکراؤ اس قدر خوفناک اور جان لیوا ثابت ہوا کہ شاید اس کا آپ اندازہ بھی نہ کر سکیں انتہائی جان لیوا جدوجہد مسلسل اور تیز ایجنشن پر مبنی یہ دلچسپ کہانی یقیناً آپ کو پسند آئے گی۔ اب آپ اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

دینہ سے محترمہ نورین صاحبہ لکھتی ہیں :- میں اور میری دوست نبیلہ گزشتہ کئی سالوں سے آپ کے ناول "اتحاد" سے پڑھ رہی ہیں البتہ ایک الجھن ہمیشہ ہمارے ذہنوں میں موجود رہتی ہے کہ کیا واقعی عمران اور اس کے ساتھی پاکیشا سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں اور اگر واقعی ایسا ہے تو پھر آخر کیا وجہ ہے کہ تمام دنیا کی ذہانت صرف عمران میں ہی اکٹھی ہو گئی ہے۔

کیا دنیا میں اس سے زیادہ ذہین آدمی اور کوئی نہیں ہے ؟ امید ہے
آپ ضرور جواب سے نوازیں گے ۔

محترمہ نورین صاحبہ ! خط لکھنے اور ناول پڑھنے کا بھروسہ کیا ہے ۔ آپ
کو آخر اس بات پر الجھن کیوں ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی پاکشیا سیکرٹ
سروس سے متعلق ہیں یا نہیں ۔ ان کے کانٹے تو آپ پڑھتی ہی رہتی ہیں
باقی رہی عمران کی ذہانت کی بات ۔ تو اس میں بھی آپ کو کوئی الجھن نہیں
ہونی چاہیے ۔ ذہن تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو دیا ہے ۔ باقی رہی ذہانت
تو اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ کون اپنے ذہن کو کس قدر اور کس طرح
استعمال کرتا ہے مجھے یقین ہے کہ آپ اور آپ کی دوست عمران سے
سے زیادہ ذہین ثابت ہو سکتی ہیں بشرطیکہ آپ بھی عمران کی طرح اپنے
ذہن کو استعمال میں لاسکیں ۔ ایک اور بات پر بھی شاید آپ نے غور نہیں کیا
ایکٹو کا درجہ بہر حال کیس دن کے بعد ہی آتا ہے ۔ مجھے آپ کی ذہانت
پر مکمل اعتماد ہے کہ آپ سمجھ گئی ہوں گی اور آپ گلہ لیتا دور ہو گیا ہوگا ۔
ذیرہ غازی خان سے آصف پروین صاحبہ کہتی ہیں ۔ عمران چلتے ہی
پینے لگ گیا ہے پینے سے منع کریں کہ وہ اتنی زیادہ چلتے نہ پیا کرے ۔
کیونکہ زیادہ چلتے پینے کی وجہ سے اگر اس کی صحت بگڑ گئی تو یہ پورے
عالم اسلام کے لئے انتہائی نقصان دہ بات ہوگی ۔

محترمہ آصف پروین صاحبہ ! خط لکھنے کا بے حد شکر ہے ۔ آپ کی بات
درست ہے کہ زیادہ چلتے پینا واقعی صحت کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے
آپ نے شاید محسوس نہیں کیا کہ عمران چلتے یا تو اپنے فلیٹ میں پیتا ہے
یا دانش منزل میں ۔ اور ہوسکتا ہے کہ وہ ایسا سلیمان اور بلیک زیرڈ دونوں

کو ہم میں مصروف رکھنے کے لئے کرتا ہو ۔ بہر حال آپ کا مشورہ عمران
تک پہنچ جاتے گا ۔ باقی رہی میرے لئے منگ کرنے کی بات تو اس کے لئے
پہلے تو مجھے خود زیادہ چلتے پینی نہ کرنا پڑے گی ۔ البتہ آپ نے زیادہ کی
وضاحت نہیں کی ۔ ہوسکتا ہے میرے نزدیک دس بارہ چلتے روزانہ زیادہ
ہو اور عمران کے نزدیک چار پانچ کپ روزانہ زیادہ نہ ہوں اس لئے پہلے
آپ زیادہ کی مکمل وضاحت کر دیجئے ۔ پھر آگے بات ہوگی ۔

اسلام آباد سے محترمہ نورین شامی صاحبہ کہتی ہیں ۔ آپ کے ناولوں کی
باقاعدہ قاری ہوں اور آپ کے ناول پڑھ کر میں نے آپ کی ذات کا تجزیہ
کیا ہے کیونکہ تجویز انسان کے کردار کا عکس ہوتی ہے ۔ تجزیہ تو ہیچ طویل
ہے البتہ ابتدائی طور پر چند پوائنٹس نکھ رہی ہوں ۔ آپ عورت کی مکمل
آزادی نہ سہی پھر بھی عورت کی آزادی کے قابل ضرور ہیں ۔ آپ مکمل طور پر
مذہبی ہیں مگر ایک حد سے آگے نہیں بڑھتے ۔ آپ شادی شدہ نہیں ہیں
آپ چلتے ہی پیتے ہیں اور صبح سیر کو بھی جاتے ہیں ۔ آپ کا مشاہدہ بے حد
مضبوط ہے ۔ آپ کا کردار بے داغ اور انتہائی اعلیٰ ہے ۔ آپ سوتے
میں ٹائٹ بلب جلاتے ہیں اور ات کو دودھ بھی نہ ورہیتے ہیں ۔۔۔۔۔۔

محترمہ نورین شامی صاحبہ ! خط لکھنے کا بے حد شکر ہے ۔ آپ نے
میری تحریروں سے میری ذات کا جو تجزیہ کیا ہے میں اس کے لئے
آپ کا بے حد شکر ہوں ۔ آپ نے لکھا ہے کہ تجزیہ تو بے حد طویل ہے
اور آپ صرف ابتدائی چند پوائنٹس درج کر رہی ہیں لیکن یہ ابتدائی چند
پوائنٹس بھی اگر میں تفصیل سے چند باتوں میں درج کر دوں تو شاید پھر
ناول لکھنے کی گنجائش بھی باقی نہ رہے اس لئے بطور نمونہ چند دلچسپ

تجزیاتی پوائنٹس میں نے لکھ دیئے ہیں۔ ان کے جواب میں صرف اتنا کہنا مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ نے شاید بھول کر یہ لکھ دیا ہے کہ آپ میرا ذاتی تجزیہ کر رہی ہیں حالانکہ یہ تمام تجزیہ آپ نے عمران کے کردار کا کیا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ خط میں تصحیح کر لیں گی۔ شکریہ۔

ملتان سے محمد خالد احمد صاحب لکھتے ہیں۔ آپ اپنے ناولوں میں جس طرح تعلیم کی اہمیت پر زور دیتے رہتے ہیں وہ واقعی قابل قدر ہے اور آپ کے ناولوں میں تعلیم کی اسی اہمیت سے متاثر ہو کر میں نے چند دوستوں کے ساتھ مل کر چند چھوٹے چھوٹے محفل علاقوں میں کھولے ہیں جہاں ہم سب دوست بچوں کو بغیر کسی معاوضے سے پڑھاتے ہیں تاکہ ہمارے ملک میں تعلیم عام ہو سکے۔ آپ سے ایک گزارش ہے کہ چند باتوں کے آخر میں جہاں آپ کا نام شائع ہو گا، اگر اس کی بجائے آپ ہر کتاب پر وہاں اپنے ہاتھ سے دستخط کر دیا کریں تو اس طرح ہمیں ناول کے ساتھ ساتھ آپ کا نوکران بھی مل جائے گا۔ امید ہے آپ اس تجویز پر غور کریں گے۔

محترم محمد خالد احمد صاحب! خط لکھنے کا جید شکریہ۔ آپ کی اور آپ کے دوستوں کا بلا معاوضہ تعلیم دینے کا جذبہ جید قابل قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی آپ کو جزا دے گا۔ ایک بچہ کو تعلیم دینے کا مطلب ایک نسل کو نیا تعلیم سے آراستہ کرنا ہوتا ہے اور یہ ایک لازوال کامیابی ہے۔ آپ کا خط پڑھ کر مجھے حقیقتاً عجیب سی حسرت ہوئی ہے جہاں تک آؤ گراف کا تعلق ہے تو یہ تو نا ممکن ہے کہ میں ہزاروں لاکھوں ناولوں پر خط کر سکوں البتہ یہ ممکن ہے کہ نام کی بجائے دستخط شائع ہو جائیں اگر آپ اور دوست رفیقین کی خواہش ہے تو اس پر غور کیا جاسکتا ہے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

منظر کلیم۔ ایم۔ اے

عمران بڑے اطمینان بھرے انداز میں کار چلاتا اور الحکومت کے نوای قصبے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ عقیقی سیٹ پر حریف اور جو اب بیٹھے ہوئے تھے۔ سڑک پر خاصی ٹریفک موجود تھی کیونکہ یہ سڑک دار الحکومت سے دوسرے اہم شہروں کو جانے والی مین شاہراہ تھی۔ اس نوای قصبے کا نام ظاہر تھا اور عمران ظاہر میں رہنے والے ایک ریٹائرڈ پولیس آفیسر انکل زبیری سے ملنے جا رہا تھا۔ وہ اسے انکل اس لئے کہتا تھا کہ سر جسٹن اور زبیری صاحب کسی زمانے میں اکٹھے پولیس ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتے رہے تھے پھر زبیری صاحب نے کسی واقعے کی بنا پر نوکری سے استخفاد ریٹائرمنٹ لے لی اور وہاں نیسے میں اپنی آبائی زمینداری میں مصروف ہو گئے تھے لیکن ان کے تعلقات سر جسٹن سے ویسے ہی رہے تھے اور اکثر وہ اپنے بچوں سمیت سر جسٹن سے ملنے آتے رہتے تھے اور خوشی غمی کے مواقع پر سر جسٹن عمران کی والدہ کے ہزار عام بھی جاتے رہتے تھے۔ ان لئے عمران ان سے اچھی طرح

واقف تھا۔ انکل زہیری کی صحت خاصی اچھی تھی اور ویسے عمو شریع سے ہی ورزش کے شوقین تھے اس لئے کچھ ورزش کی اس عادت اور کچھ قصبے کی کھلی آب و ہوا کی وجہ سے وہ تقریباً سرجن کی عمر کے ہونے کے باوجود جوان دکھائی دیتے تھے۔ انکل زہیری اپنی بڑی بڑی مونچھوں اور قطعی گنجنے سر کی وجہ سے زیادہ مشہور تھے۔ پولیس میں رہنے کی وجہ سے ان کے چہرے پر سختی جیسے ثابت ہو کر رہ گئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ پہلی نظر میں دیکھنے والا انہیں کوئی خوفناک مجرم سمجھ کر خوف کھلے لگتا تھا لیکن انکل زہیری طبیعت کے بے حد نرم تھے۔ ان کے دوڑ کے تھے۔ دونوں شادی شدہ تھے اور وہ دونوں بھی دارالحکومت میں اچھے عہدوں پر فائز تھے جب کہ زہیری صاحب کی بیگم جنہیں عمران بگ آہٹ کہا کرتا تھا انتہائی دیو قامت عورت تھیں۔ قد و قامت اور ڈیل ڈول کے لحاظ سے وہ واقعی کسی دیو کی اولاد لگتی تھیں لیکن طبیعت کے لحاظ سے وہ انتہائی محبت کرنے والی خاتون تھیں اور عمران توان کی گود میں کھیلا رہتا تھا اس لئے وہ عمران سے بے پناہ پیار کرتی تھیں اور اس وقت عمران کی انکل زہیری کے قصبے میں جلنے کی وجہ بھی بگ آہٹ ہی تھیں۔ انکل زہیری نے سرجن کو فون کر کے کہا تھا کہ وہ ایک پراسرار واقعہ کی وجہ سے بے حد پریشان ہیں اور جو پراسرار واقعہ انہوں نے بتایا تھا اس کے مطابق بگ آہٹ کے جسم پر اچانک آگ بھڑک اٹتی تھی لیکن یہ آگ صرف ان کے کپڑے جھلسنے تک ہی محدود رہتی تھی۔ نہ ہی ان کے کپڑے پوری طرح جھلتے تھے اور نہ ہی ان کے جسم کو کوئی گزند پہنچتی تھی۔ بگ آہٹ کے مطابق تو یہ سب کچھ جنات کا

کیا دھڑا تھا لیکن انکل زہیری چونکہ پولیس میں رہ چکے تھے اس لئے وہ ایسی باتوں کے سرے سے ہی قائل نہ تھے۔ انہوں نے اپنے طور پر اس واقعہ کی چھان بین بلکہ صحیح لفظوں میں مکمل تحقیق کر ڈالی تھی لیکن وہ بھی اس پراسرار اور اچانک بھڑک اٹنے والی آگ کی وجہ تلاش نہ کر سکے تھے چنانچہ انہوں نے سرجن سے فرمائش کی تھی کہ وہ عمران کو اس کے پاس مجبوروں کیونکہ ان کے مطابق عمران اپنی بے پناہ ذہانت کی وجہ سے اس واقعہ کا آسانی سے سراغ لگا سکتا تھا۔ گو سرجن نے انکل زہیری کو بے حد یقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ بے پناہ ذہانت تو ایک طرف عمران میں سرے سے ذہانت نام کی کوئی چیز ہی موجود نہیں ہے لیکن انکل زہیری شاید فیاض کی وجہ سے عمران کے متعلق کافی جانتے تھے کیونکہ وہ سرجن کے ساتھ ساتھ پرنٹنگ فاض کے بھی اتنے ہی دوست تھے جتنے سرجن کے تھے اس لئے وہ اپنی بات پر لشد سب سے جس پراسرار جملے نے تنگ آکر انہیں براہ راست عمران سے بات کرنے کے لئے کہا اور عمران کے فیسٹ کا فون نمبر انہیں دے دیا لیکن زہیری صاحب چونکہ عمران کی عادت اچھی طرح جانتے تھے اس لئے انہوں نے خود فون کرنے کی بجائے اپنی بیگم کو آگے کر دیا تھا اور بگ آہٹ کے فون کے بعد عمران کو بہر حال ظالم جانے کا فیصلہ کرنا ہی پڑا چنانچہ اس وقت عمران جوزف اور جونا کو ساتھ لے کر طرف ہی بڑھا جا رہا تھا۔ جوزف اور جونا کو اس نے اس لئے ساتھ لے لیا تھا تاکہ انہیں رانا باؤس سے باہر نکلے ماموقبل کے لیکن اس نے چلنے سے پہلے اس پراسرار آگ کا ذکر ان دونوں سے کر دیا تھا اور جوزف نے توفوری طور

پر یہ فیصلہ دے دیا تھا کہ عمران کی بگ آنٹی پر شائال دیوتا کا سایہ ہے اور شائال دیوتا کو خوش کئے بغیر عمران کی بگ آنٹی کو اس آگ سے نہیں بچا جاسکتا۔ لیکن جوزف نے شائال دیوتا کو خوش کرنے کی جو تفصیل بتائی تھی اس کے مطابق بگ آنٹی کو افریقہ کے انتہائی خوفناک دلدلی علاقے میں واقع شائال دیوتا کے قدیم معبد میں موجود جھیل میں رہنے والی خوفناک جوہنوں کے ساتھ تیراکی کا کورس کرنا پڑے گا اور عمران نے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ بگ آنٹی کو ضرور اس پر آمادہ کرے گا بشرطیکہ انکل زبیری نے اجازت دے دی۔ اور انکل زبیری سے اجازت لینے کا کام اس نے جوزف پر چھوڑ دیا تھا۔ جوزف کو یقین تھا کہ وہ بہر حال انکل زبیری کو قائل کرے گا جب کہ جوانا کا خیال تھا کہ بگ آنٹی کو ٹکٹنے والی یہ آگ لازماً انکل زبیری کا کارنامہ ہوگا۔ وہ بگ آنٹی سے چشکوارہ پانے اور دوسری شادی کرنے کی غرض سے یہ سارا کھیل کھیل رہے ہوں گے اور باوجود عمران کے بنانے کے کہ انکل زبیری بگ آنٹی سے بے حد محبت کرتے ہیں وہ اپنی بات پر اٹھ تھا۔

ماسٹر۔ زبیری صاحب کی زمینیں ان کی اپنی ملکیت ہیں یا ان کی بیگم کی ہیں؟ — ہاں اب جوانا نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔
زیادہ بگ آنٹی کی ہیں — کیوں؟ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
”پھر پوچھنے کی کیا ضرورت ہے ماسٹر — اب تو بات صاف ہو گئی۔“
جوانا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔
ابا۔ اب تو کتنی؟ — عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”یہی کہ آپ کے انکل زبیری بگ آنٹی کی زمینوں کے بچہ میں یہ کھیل کھیل رہے ہیں۔“ — جوانا نے کہا۔

”تم انکل زبیری کو جانتے ہی نہیں — وہ ایسے نہیں ہیں۔ میں ان سے ملا ہوا ہوں — یہ شائال دیوتا کی ناراضگی ہے۔ بگ آنٹی نے شائال دیوتا کی توہین کی ہوگی۔“ — جوزف نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”بس بس — فی الحال ہم سفر میں ہیں اور بزرگ کہتے ہیں سفر کے دوران اچھی اچھی باتیں کرنی چاہئیں ورنہ بلائیں چٹ جاتی ہیں۔“ — عمران نے کہا۔

”بلائیں — کیا مطلب؟“ — ۹ جوانا نے حیران ہو کر کہا۔
”مطلب یہی تو مجھے معلوم نہیں ہو سکا۔ اس لئے میں نے ایک سیٹ کا فاصلہ رکھا ہوا ہے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ عمران کی بات کا مطلب سمجھ گیا تھا جب کہ جوزف اسی طرح خاموش بیٹھا رہا۔

”باس ٹھیک کہہ رہے ہیں۔“ — بلاؤں کو فاصلے پر ہی رکھنا چاہیے۔
وچ ٹوڈاٹر شمولی اسی لئے اپنے گلیے میں زرد پھولوں کا ہار پہننے رکھا تھا۔
جوزف نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

تھوڑی دُور آگے جانے کے بعد اس نے کار کو ایک بائی روڈ پر موڑا اور پھر تقریباً دس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ظام قصبے میں پہنچ گئے۔ یہ ایک دیہاتی انداز کا قصبہ تھا جس میں بچتہ اور کپے تلے مکانات موجود تھے۔ عمران قصبے کو کراس کرتے ہوئے آگے بڑھتا ہوا گیا کہ وہ انکل

فٹ نہ ہوا تھا۔

”اے — میرا بھتیجہ عمران آیا ہے“ — اسی لمحے ایک بھاری سی آواز دروازے میں سنائی دی اور عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ ظاہر ہے جوزف اور جوالمے بھی اس کی پیروی کی اور دوسرے لمحے انکل زہیری اندر داخل ہوئے۔ ان کی بڑی بڑی مونچھیں لہرا رہی تھیں اور گنجے سر کے ساتھ واقعی وہ کوئی پہلوان یا غنڈہ لگ رہے تھے لیکن اپنے بھاری قد و قامت کے باوجود وہ بھی بگ آنٹی کے ایک چوتھائی بھی نہ تھے۔ عمران نے بڑے موزبانہ انداز میں سلام کیا اور انکل زہیری عمران کے بعد جوزف اور جوالمے مصافحہ کر کے ایک صوفے پر بیٹھ گئے۔ اسی لمحے نوکروں نے مشروب کے بڑے بڑے گلاس لاکر ان کے سامنے رکھ دیئے۔
 ”ہاں! — اب بتائیں بگ آنٹی! — کہ آپ کے کپڑوں کو آگ کون لگا تا ہے؟“ — عمران نے مشروب کی چسکی لیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔
 ”مجھے پتہ چلا کہ کون لگا تا ہے تو میں اس کی گردن نہ مرڈ دیتی۔“
 بگ آنٹی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”لیکن میں نے تو سنا ہے کہ جراث کی گردن ہی نہیں جوتی“ —
 عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور انکل زہیری بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے۔
 گردن نہیں جوتی — اچھا۔ تو کیا ان کے سر کندھوں سے جڑے ہوئے ہیں؟ — بگ آنٹی نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔
 ”بالکل — البتہ سر سے وہ بالکل گنجے ہوئے ہیں اور ان کی بڑی بڑی مونچھیں بھی جوتی ہیں“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

زہیری کا حویلی نامکان قصبے سے کافی ہٹ کر بنا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک حویلی کے کھلے ہوئے گیٹ میں داخل ہو گئی اور عمران نے ایک وسیع برآمدے کے اندر جا کر کار روک دی۔ یہاں دو جیسپین پہلے سے موجود تھیں۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کو فوراً ہی ایک وہابی انداز میں سبے ہوئے ڈرائنگ روم نما کمرے میں بٹھا دیا گیا اور اسی وہ دہاں بیٹھے ہی تھے کہ بگ آنٹی اندر داخل ہوئیں۔ وہ واقعی دلوں پر عورت تھیں۔
 ”اے تم یہاں کیوں بیٹھ گئے بچے۔ اندر آؤ“ — بگ آنٹی نے ہمارنگی کے اظہار میں کہا۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بگ آنٹی! — یہ میرے ساتھی جوزف اور جوالمے ہیں اور آپ کے سامنے واقعی بچے ہیں“ — عمران نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا اور بگ آنٹی کھل کھل کر ہنس پڑیں۔

”یہ اس سے ڈبل بھی ہو جائیں۔ تب بھی میرے لئے تو نیچے ہی آؤ۔ آؤ۔ اندر آؤ۔“ — بگ آنٹی نے سلام کا جواب دینے کے بعد نشے ہوئے کہا اور پھر واپس دروازے کی طرف مڑ گئیں اور تھوڑی دیر بعد وہ حویلی کے اندر ایک بڑے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ بگ آنٹی اپنی مخصوص جہازی ساز کی کرسی پر بیٹھی جوتی تھیں جب کہ عمران، جوزف اور جوالمہ صوفوں پر ان کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے جو اب بڑی حیرت بھری نظروں سے بگ آنٹی کو دیکھ رہا تھا کیونکہ اس نے واقعی اس ڈبل ڈول اور قد و قامت کی عورت پہلے کبھی نہ دیکھی تھی حالانکہ ایکریا میں بھی موٹی عورتیں جوتی تھیں لیکن ان کا قدر حال سا

”بھتیجے بھتیجے۔۔۔ حد ادب میں رہو۔“ انکل زہیری نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”فکر نہ کریں انکل۔۔۔ جب آنٹی کی وجہ سے ادب کی حد خاصی وسیع ہو چکی ہے۔“ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور انکل زہیری بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

”تمہارا مطلب ہے کہ جنات زہیری جیسے ہوتے ہیں۔ مگر ان کی تو گردن ہے۔“ جب آنٹی نے بڑے معصوم سے لہجے میں پوچھا۔
”بس یہی فرق تو آڑے آ رہا ہے۔“ عمران نے بھی گنگ آنٹی کی طرح معصوم سے لہجے میں جواب دیا اور انکل زہیری کے زوردار قہقہے سے کمرہ گونج اٹھا۔

”تم واقعی شیطان ہو۔“ شکر ہے کوئی فرق بنا دیا ورنہ نگیم کو یقین آجاتا کہ میں ہی وہ جن ہوں جو ان کے کمزوروں میں آگ لگاتا ہے اور پھر نہ زہیری رہتا اور نہ جن۔“ انکل زہیری نے ہنستے ہوئے کہا۔

”آپ سے ہزار بار کہا ہے کہ فضول باتیں نہ کیا کریں لیکن آپ اپنی عادت سے باز نہیں آتے۔“ جب آنٹی نے اس کا غصیلہ لہجے میں کہا۔

”ارے ارے میں چلا۔“ ابھی غصہ ابتدائی سیلج پر ہے اس لئے فی الحال زبان بچانے کا موقع موجود ہے۔“ انکل زہیری نے اسی طرح ہنستے ہوئے کہا اور اچانک تیزی سے کمرے سے باہر کی طرف چل پڑے۔

”ہونہب۔“ اپنی عمر دیکھتے نہیں اور بچوں کی طرح قہقہے لگانے شروع کر دیتے ہیں۔“ نگیم زہیری کا غصہ بدستور موجود تھا۔

”کتنی عمر ہوگی۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں پوچھا۔

”عمر۔۔۔ کس کی عمر۔“ وہ گنگ آنٹی نے چونک کر پوچھا۔

”انکل زہیری کی۔“ عمران نے اسی طرح سادہ سے لہجے میں کہا۔

”ساتھ سے اور تو جو ہی گئے ہوں گے۔“ کیوں۔۔۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔“ وہ گنگ آنٹی نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

”اوہ۔“ پھر تو واقعی یہ جن نہیں ہو سکتے۔“ میں نے تو سنا ہے کہ جنوں کی عمریں ہزاروں سال ہوتی ہیں۔“ عمران نے کہا اور اس بار گنگ آنٹی بھی ہنس دیں۔

”تم تنکے ہوئے ہو گے اس لئے میں تمہیں تمہارے کمرے دکھا دیتی ہوں آرام کرو۔“ پھر رات کے کھانے پر باتیں ہوں گی۔“ جب آنٹی نے اس جہازی سانڑ کی کرسی سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے۔“ آنٹی کٹر لطف دھیں اور پہلے مجھے تفصیل سے باتیں کر یہ آگ لگنے والا چکر کیا ہے۔“ عمران نے کہا اور جب آنٹی نے اٹھنے کی کوشش ترک کر دی۔

”دس بارہ بار ایسا ہو چکا ہے کہ رات کو سوتے ہوئے مجھے اچانک آگ لگ جاتی ہے۔“ میں گھبرا کر اٹھتی ہوں تو میرے کپڑے آگ سے جھلکے ہوئے ہوتے ہیں۔“ جب آنٹی نے جواب دیا۔

”کیا مطلب۔“ کیا آگ آپ کو دکھائی نہیں دیتی۔“ صرف کپڑے جھلکے ہوئے ہوتے ہیں۔“ عمران نے چونک کر پوچھا۔ وہ اس وقت سنجیدہ تھا۔

”دو بار آگ بھی مڑک رہی تھی۔ میں چینیں مارتی ہوئی ابھی بستر سے اترنے ہی لگی تھی کہ آگ بجھ گئی۔“ جب آنٹی نے کہا اور عمران سکرا دیا۔

ظاہر ہے آپ کو اترنے میں کافی وقت لگتا ہوگا۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وقت بس آدھی رات کے بعد کا ہی وقت ہوتا ہے۔۔۔۔۔“ بگ آنٹی نے سادہ سے لہجے میں جواب دیا اور عمران مسکرا دیا۔

”کوئی ٹو محسوس ہوتی ہے۔ کپڑوں کے جلنے کی یا کوئی دوسری؟“ عمران واقعی ماہر سراغ رسالوں کی طرح پوچھ گچھ کر رہا تھا۔

”ہو۔۔۔۔۔ نہیں تو تو میں نے کبھی محسوس نہیں کی۔۔۔۔۔“ بگ آنٹی نے چونک کر جواب دیا۔

”تو کو تو ظاہر ہے ان کی ناک میں طویل سفر کرنا پڑتا ہوگا اس لئے وہ بھاری تھک مار کر بے ٹو ہو جاتی ہوگی۔۔۔۔۔“ دروازے سے آنکل زبیری کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”آپ پھر آگئے۔۔۔۔۔“ بگ آنٹی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اے بیگم۔۔۔۔۔ میں نے سوچا کہ یہ شیطان کہیں میری عدم موجودگی کا فائدہ اٹھا کر تمہیں تنگ نہ کرے۔ اس لئے تمہاری مدد کے لئے آگیا ہوں۔“

آنکل زبیری نے مسکراتے ہوئے کہا اور صوفے پر بیٹھ گئے۔

”یعنی آپ کی موجودگی، بگ آنٹی نے کی اجازت ہے۔“ عمران نے کہا تو آنکل زبیری بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

”آپ پھر بچوں کی طرح ہنس رہے ہیں۔۔۔۔۔“ بگ آنٹی شاید آنکل زبیری کے اس طرح ہنسنے سے الے الجھ گئیں۔

”بس بس یہ آخری قہقہہ تھا۔ اس لئے غصہ ختم کرو۔۔۔۔۔“

”بھئیں تفصیل بتانا ہوں۔ میں نے ان کپڑوں کا تجربہ کیا ہے ان میں شپول

کی ہلکی سی بو مجھے محسوس ہوتی ہے۔۔۔۔۔“ آنکل زبیری نے اپنی تھنیش کی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”ایک منٹ۔۔۔۔۔ پہلے یہ بتائیے کہ یہ تجربہ کیا اس وقت کیا ہے آپ نے جب بگ آنٹی کپڑے پہنے ہوئے تھیں یا۔۔۔۔۔“ عمران نے کہا تو آنکل

زبیری کے حلق سے بے اختیار زوردار قہقہہ نکل گیا۔

”تم۔۔۔۔۔ تم شیطان ہو۔۔۔۔۔ واقعی تم شیطان ہو۔۔۔۔۔ میں سر جملن کی بات پر یقین نہ کرتا تھا لیکن اب مجھے یقین آگیا ہے کہ تم یہ باتیں کر کے مجھے

اپنی بگ آنٹی کے ہاتھوں انجام تک پہنچا ہی دو گے۔۔۔۔۔“ آنکل زبیری نے قہقہہ لگانے کے بعد بگ آنٹی کے چہرے پر شدید غصے کے آثار نمودار

ہوتے دیکھ کر ہلدی سے کہا اور صوفے سے اٹھ کر تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

”اتنی عمر ہو گئی ہے لیکن بچوں جیسی حرکتیں نہیں چھوڑیں انہوں نے ہونہار۔۔۔۔۔“ بگ آنٹی نے پھینکارتے ہوئے کہا اور پھر وہ عمران کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

”دیکھو عمران بیٹا۔۔۔۔۔ یہ سارا چکر جات کا ہی ہے۔۔۔۔۔ تم مجھے وہ وظیفہ بناؤ جس سے جات بھاگ جلتے ہیں۔ باقی باتیں چھوڑو۔۔۔۔۔“

بگ آنٹی نے عمران کی طرف متوجہ ہو کر سوچیدہ لہجے میں کہا۔

”وظیفہ۔۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”اے!۔۔۔۔۔ وہی وظیفہ جو تمہیں پیر کا لے شاہ نے بتایا تھا اور جس کی وجہ سے تم نے بے شمار لوگوں پر آنے والے جنوں کو بھگا لیا ہے۔۔۔۔۔“ بگ آنٹی نے اپنے بڑے سے سر کو ہلانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا اور عمران

بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ انھیں زہری نے اسے بگ آنٹی کے ذریعے بلوانے کے لئے انہیں چکر دیا ہو گا کہ عمران کو کسی پر کالے شاہ نے جنات جھگکانے کا وظیفہ بتایا ہو ا ہے۔ تبھی بگ آنٹی عمران کو بلانے پر آمادہ ہوئی ہونگی۔

ارے آنٹی — وہ وظیفہ تو بیچارے چھوٹے موٹے جنات کو جھگکانے کا ہے۔ شاہ جنات جھگکانے کا نہیں ہے۔ — عمران نے مسکرتہ ہوئے جواب دیا اور بگ آنٹی کی آنکھیں خوف سے جھپٹی جلی گئیں۔

سش — سش — شاہ جنات — اودھ خدایا — کیا تم درست کہہ رہے ہو؟ — بگ آنٹی نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

ظاہر ہے آپ پر کوئی عام جن تو قابو پا ہی نہیں سکتا — اور بیچارہ شاہ جنات بھی شاہ ہونے کے باوجود اتنا پٹرول مہیا نہیں کر سکتا کہ اپنی مرضی کی آگ لگا سکے۔ دو چار ٹینکر ہی لے آتا ہو گا پٹرول کے۔ ان سے آپ کا کیا بگڑتا ہے۔ ویسے بھی آجکل پٹرول بے حد مہنگا ہے۔ —

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

شاہ جنات کا پٹرول سے کیا تعلق؟ — بگ آنٹی نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

پوری دنیا میں پٹرول کے ذخیرے شاہوں کے قبضے میں ہی ہیں بہر حال آپ فکر نہ کریں۔ میں شاہ جنات کے دو خاص درباریوں کو ساتھ لے آیا ہوں۔ یہ شاہ جنات کو سمجھاتیں گے کہ وہ خراجخواہ اتنا قیمتی پٹرول ضائع نہ کریں۔ کسی غریب کو تحفے میں دے دیں۔ بے چارہ غریب کچھ دن کا ریشموں پر جھگا کر شوق پورا کر لے گا۔ — عمران نے بڑے

سنجیدہ لہجے میں کہا۔

شاہ جنات کے درباری — تو — تو کیا یہ — بگ آنٹی نے خاموش بیٹھے ہوئے جوزف اور جوان کی طرف غورزدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

آنٹی — ماشاء اللہ کر سہے ہیں۔ میرا نام جو نام ہے اور اس کا نام جوزف ہے۔ ہم عمران صاحب کے ساتھی ہیں۔ شاہ جنات کے درباری نہیں ہیں۔ — جوان نے بگ آنٹی کو خوفزدہ دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

اودھ — اچھا اچھا — تو تم میرے ساتھ مذاق کر رہے تھے۔ اپنی آنٹی کے ساتھ؟ — بگ آنٹی نے پہلے تو اطمینان کا سانس لیا اور پھر وہ عمران پر غصہ ہونے لگ گئیں۔

توبہ توبہ — میری یہ مجال کہاں بگ آنٹی — میں تو آپ کا بڑا احترام کرتا ہوں اور مجبوری ہے بڑا احترام کرنا ہی پڑتا ہے کیونکہ آپ کے لئے چھوٹا احترام تو کام ہی نہیں دے سکتا۔ — بہر حال آپ مجھے وہ لباس دکھائیں گی جو اس طرح آگ میں جھلا ہو؟ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ سب تمہارے انکل کے پاس ہیں۔ ان سے دیکھ لینا۔ اور اب تم آرام کرو۔ یہ باتیں تو جوتی رہیں گی۔ — بگ آنٹی نے کہا اور دوبارہ اپنی جہازی کرسی سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے آخر کار اُٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔

آؤ میرے ساتھ — میں تمہیں تمہارے کمرے دکھا دوں۔ — انہوں

ہستے ہستے یکھٹ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ انہیں شاید ہنسنے کے دوران یہ خیال آیا تھا کہ عمران نے اعتراف جرم کے الفاظ کیوں استعمال کئے ہیں۔
 لاول ولاقوہ انکل زہیری — یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ اتنا کچا کام کیسے کر سکتے ہیں؟ — عمران نے دونوں ہاتھ کانوں کو لگاتے ہوئے کہا۔
 کچا کام — انکل زہیری نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔
 ظاہر ہے آپ پولیس میں رہ چکے ہیں اور پولیس والے کبھی کچا کام نہیں کرتے — وہ تو اتنا پکاتے ہیں کہ پتھر بھی علوہ بن جاتے ہیں —
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور انکل زہیری اس بار کھسیانی سی ہنسی ہنس کر رہ گئے۔

سنو جھپٹے! — اگر تمہارے ذہن میں یہ شک ہے کہ میں نے اپنی بیگم کو اس طرح مارنے کا کوئی منصوبہ بنایا ہوا ہے تو مجھے افسوس ہے کہ تمہارے ذہن میں میرے متعلق ایسا خیال بھی آ سکتا ہے — تم شاید نہ جانتے ہو لیکن تمہارے ڈپٹی بہر حال جانتے ہیں کہ مجھے شروع سے ہی تمہاری بگ آنچی سے کتنی محبت رہی ہے اور اب میں نے اُسے مار کر کیا لیا ہے؟ — انکل زہیری نے حد سنجیدہ ہو گئے تھے بلکہ ان کے چہرے پر قدرے رنجیدگی کے آثار بھی نظر آنے لگے تھے جسے انہیں عمران کے ان الفاظ نے دلی تکلیف پہنچائی ہو۔

ارے انکل — آپ تو خامواہ سنجیدہ ہو گئے — اگر میرے ذہن میں ایسا خیال آتا تو میں یہاں آنے کی بجائے ہسپتال فاضل کو نہ بھیج دیتا۔ وہ ایسی پلاننگ کا ماسٹر ہے لیکن سلمیٰ بھی مجی کے سامنے اس کی کوئی پلاننگ کامیاب نہیں ہوتی — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور انکل زہیری

نے کہا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گئیں۔ قریب ہی ان کے لئے تین کمرے کھلوادیتے گئے تھے۔ عمران نے جوت اور جوتا کو آرام کرنے کے لئے کہا اور خود وہ انکل زہیری کو ڈھونڈنے میں مصروف ہو گیا۔ کیونکہ وہ جلد از جلد اس چکر کو نشانہ کرنا چاہتا تھا۔ انکل زہیری ایک کمرے میں اُسے بل گئے۔ وہ کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھے۔ آؤ بیٹھے — معاف کرنا تمہاری آنٹی کو غصہ بڑی جلدی آ جاتا ہے اس لئے غبور مجھے وہاں سے بھاگنا پڑا۔ بہر حال اب کچھ سنجیدہ باتیں ہو جائیں — انکل زہیری نے کہا۔

سنجیدہ باتیں — لیکن مجھے قلم اور کاغذ تو تلاش کرنے دیجیئے۔ عمران نے کسی سی پر بیٹھ کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ قلم اور کاغذ تلاش کر رہا ہو۔

قلم اور کاغذ — کیا مطلب! — اس کی کیا ضرورت پڑگئی تمہیں؟ انکل زہیری نے حیران ہو کر پوچھا۔

ظاہر ہے اعتراف کو قلم بند کرنا ہی پڑے گا۔ اور پھر نیچے آپ کے دستخط بھی ضروری ہیں۔ عمران نے جواب دیا۔

اعتراف — کیسا اعتراف؟ — انکل زہیری اور زیادہ حیران ہو گئے۔

اعتراف جرم — اس سے زیادہ سنجیدہ بات اور کیا ہو سکتی ہے؟ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور انکل زہیری بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس دیئے۔

تو تمہارا مطلب ہے کہ یہ آگ میں لگتا ہوں؟ — انکل زہیری نے

اور انہوں نے یہ ڈھیر عمران کے سامنے پھینک دیا۔ یہ بگ آنٹی کے مختلف لباس تھے جو واقعی جگہ جگہ سے جھلپے ہوئے نظر آرہے تھے۔ عمران نے ایک کپڑا اٹھایا اور پہلے تو وہ غور سے اس جھلپے ہوئے حصے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اُسے سونگھا۔ اس کے بعد اس نے اس جھلپے ہوئے حصے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر جھٹکے دیئے پھر اس نے اُسے فرش پر پھیلادیا۔ پھر اس نے باقی کپڑوں کو بھی ساتھ ساتھ فرش پر پھیلایا اور انہیں کچھ دیر غور سے دیکھتا رہا۔

”آنٹی کو کسی پرفیوم لگاتی ہیں؟“ عمران نے پوچھا تو انکل زبیری بے اختیار چونک پڑے۔

”پرفیوم۔۔۔ اس عمر میں انہوں نے کیا پرفیوم لگانی ہے۔۔۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ کیا تم نے لباس سے کسی پرفیوم کو سونگھا ہے؟“ انکل زبیری نے کہا۔

”اس جھلپے ہوئے حصے پر لینین کی جلی، بوتی بلی سی تہہ موجود ہے اور لینین ایک ایسا مادہ ہوتا ہے کہ اگر خامص استعمال کیا جائے تو معمولی سی گرمی سے خود بخود جھڑک اٹھتا ہے لیکن چونکہ اس کے ساتھ آکسیجن شامل نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ زیادہ دیر تک بنیں جل سکا اور لینین عادیہ عام طور پر اچھی کوالٹی کی پرفیوم میں استعمال کیا جاتا ہے لیکن انتہائی معمولی مقدار میں۔۔۔ یہ مادہ اس لئے استعمال ہوتا ہے کہ اس سے پرفیوم میں شامل کی جانے والی مصنوعی خوشبو کا اثر دیر تک قائم رکھا جاسکے اور پھر ان سب لباسوں میں صرف آنٹی کی قمیضیں شامل ہیں شلواریں نہیں ہیں اور انہیں اگر غور سے دیکھا جائے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ سب جھلپے

ہنس پڑے۔

”بہر حال تمہاری مرضی۔۔۔ تم جو چاہے سوچتے رہو۔ میں نے تمہیں اس لئے یہاں بلوایا ہے کہ مجھے یقین ہے کہ تم اگر سنجیدہ ہو جاؤ تو اس پراسرار وارداتوں کا سراغ ضرور لگا لو گے۔“ انکل زبیری نے کہا۔

”تو آپ نے یہ بات طے کر لی ہے کہ یہ وارداتیں ہیں۔“ عمران نے سنجیدہ ہلچلے میں کہا۔

”ظاہر ہے اس کے سوا اور سوچا بھی کیا جاسکتا ہے۔“ انکل زبیری نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ انہیں وارداتیں سمجھتے ہیں انکل۔۔۔ تو پھر پولیس میں ہونے کی وجہ سے آپ نے سب سے پہلے اس کے مقصد کے بارے میں بھی ضرور سوچا ہو گا۔“ عمران بھی اب سنجیدہ ہو چکا تھا۔

”ظاہر ہے سب سے پہلے یہی بات ذہن میں آتی ہے۔ لیکن مجھے اعتراض ہے کہ باوجود مغز مادی کے میں ان وارداتوں کے پیچھے کسی مقصد کا سراغ نہیں لگا سکا۔۔۔ کوئی مقصد مسجد میں ہی نہیں آتا۔ نہ ہمارے یہاں کوئی دشمن ہیں اور نہ ہی کوئی غیر آدمی جو یہاں داخل ہو سکتا ہے۔ پھر تمہاری بگ آنٹی سے کسی کو کیا دشمنی ہو سکتی ہے۔۔۔ اور اگر دشمنی ہوتی بھی سہی تو پھر آگ کا فوراً بجھ جانا۔۔۔ یہ سب باتیں کم از کم میری سمجھ میں نہیں آ رہیں۔“ انکل زبیری نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”وہ لباس آپ مجھے دکھائیں گے جو جھلپے ہوئے ہیں۔“ عمران نے کہا اور انکل زبیری سر ہلاتے ہوئے اٹھے اور کمرے سے باہر چلے گئے۔ مقوڑی زیر لب وہ کپڑوں کا ایک بڑا سا ڈھیر اٹھائے اندر داخل ہوئے

کیا مطلب! — یہ تم اچھی بھلی باتیں کرتے کرتے انٹی سیدی کیوں بانٹنے لگ جاتے ہو — قوال پارٹیوں کا کیا تعلق — انکل زبیری نے انتہائی اچھے ہوئے لہجے میں کہا۔

آپ بگ آنٹی کی جوانی کی بات کر رہے تھے ناں — اس کا مطلب ہے کہ اب بگ آنٹی بوڑھی ہو گئی ہیں اور عورت چاہے بگ آنٹی جیسی ہی کیوں نہ ہو بہر حال عورت ہوتی ہے ان کے سامنے بڑھاپے کی بات کرنے کے بعد ظاہر ہے مجھ جیسا نحیف و زرا آپ کو بچا تو نہ سکے گا۔ صرف اتنا کر سوں گا کہ دار الحکومت سے قوال پارٹیاں بلوا کر آپ کے مزار پر قوالی کرادوں — عمران نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے کمرہ انکل زبیری کے بے اختیار فلک شکاف قہقہے سے گونج اٹھا۔

اس بات کے ساتھ ساتھ اگر آپ نے بگ آنٹی کے سامنے ایسا قہقہہ بھی لگا سنا تو پھر شاید قوالی کرانے کی حسرت بھی دل میں ہی باقی رہ جائے کیونکہ مزار ڈھونڈنے میں عمر ختم ہو جائے گی — عمران نے معصوم لہجے میں کہا اور کمرہ ایک اور فلک شکاف قہقہے سے گونج اٹھا۔ انکل زبیری کی حالت واقعی عجیب سی ہو گئی تھی۔ ان کے منہ سے قہقہے بے اختیار نکل رہے تھے جب کہ وہ شعوری طور پر انہیں روکنے کی کوشش بھی کر رہے تھے۔

اسی لمحے کمرے کا بھڑا ہوا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور بگ آنٹی اندر داخل ہوئیں۔

یہ کیا بد قمیزی ہے — آخر آپ کو ہو کیا گیا ہے — آپ تو بالکل ہی

ہوئے حصے وہ ہیں جہاں عام طور پر غور تین پرفیوم سپرے کرتی ہیں۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو انکل زبیری کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

”اوہ — اوہ — حیرت انگیز — انتہائی حیرت انگیز — تم نے کمال کر دیا۔ میں نے تو لاکھ سر پٹھا مگر یہ نکتہ تو کبھی میرے ذہن میں آ ہی نہ سکتا تھا — اور سچی بات تو یہ ہے کہ میں تو صرف اتنا جانا ہوں کہ بس پرفیوم ہوتی ہے مگر اس کے اجزاء اور پھر ان کی خاصیتیں — حیرت ہے کہیں تم نے پرفیوم بنانے کا کاروبار تو نہیں کر رکھا — انکل زبیری نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اگر بگ آنٹی وعدہ کریں کہ وہ مجھ سے ہی پرفیوم خریدیں گی تو پھر میں آج ہی یہ کاروبار شروع کر دیتا ہوں — غیلونوں کے حساب سے تو روزانہ آنٹی کو پرفیوم سپرے کرنا ہی پڑتا ہوگا — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پہلے تھادی آنٹی سے تو پوچھیں کہ کیا وہ واقعی کوئی پرفیوم استعمال کرتی ہیں — ویسے مجھے تو سچی بات ہے کہ یقین ہی نہیں آتا کہ اس عمر میں وہ کوئی پرفیوم بھی استعمال کر سکتی ہیں — جوانی میں تو انہوں نے کبھی ایسا شوق نہیں کیا تو اب —“ انکل زبیری نے رکتے ہوئے کہا۔

”یہی بات اگر آپ نے بگ آنٹی کے سامنے کرنی ہے تو پلیز مجھے کچھ وقت دیجیئے تاکہ میں دار الحکومت سے قوال پارٹیاں منگوا لوں —“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بچے بن گئے ہیں۔ بگ آنٹی نے انتہائی غصے سے لہجے میں اٹکل زہیری کو ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا اور اٹکل زہیری کی حالت اور زیادہ خراب ہو گئی اور وہ اسی حالت میں بے اختیار ہنستے ہنستے دوسرے ہونٹے تیزی سے دروازے کی طرف دوڑ پڑے۔

”یہ انہیں کیا ہو گیا ہے۔ کیا دماغ پر کوئی اثر ہو گیا ہے۔“ اس بار بگ آنٹی کے لہجے میں تشویش تھی۔

”اصل بات بامدوں۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔
”اصل بات۔ کیا مطلب۔“ بگ آنٹی نے چونک کر پوچھا۔

”اٹکل آپ سے کہہ نہیں سکتے۔ کہتے ہوئے ڈرتے ہیں۔“ انہیں آپ کی پرفیم سے الرجی ہے۔ جیسے ہی اس کی خوشبودار کی ناک میں پہنچتی ہے انہیں گدگد ہی ہونے لگ جاتی ہے اور وہ بے اختیار ہنسنے لگ جاتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”پرفیم۔“ مگر میں تو کوئی پرفیم نہیں لگاتی۔ کس پرفیم کی بات کر رہے ہو۔“ بگ آنٹی نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا اور عمران کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر ہنچ گیا۔ اس کی نفیٹش کا سارا عمل ہی بگ آنٹی کی اس بات سے دھڑک سے نیچے آگرا تھا۔ ظاہر ہے جب وہ سر سے پرفیم ہی نہیں لگاتیں تو پھر کیا اس کا مارہ لینڈولین اور کمیسی آگ۔ سارا مسئلہ ہی ختم ہو گیا تھا۔

”مگر اٹکل تو کہہ رہے تھے کہ کوئی تو خوشبو آتی ہے۔ ظاہر ہے پرفیم کی ہی ہوتی ہوگی۔“ پرفیم کی نہ ہوتی ہوگی تو کسی نہ کسی چیز کی تو آتی ہوگی۔“ عمران نے مزہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔“ بو۔ خوشبو۔ یہ سب کیا ہے۔ زنجبار سے تو نہ بو آتی ہے اور نہ خوشبو۔ وہی میں کبھی کبھار لگا لیتی ہوں۔“ بگ آنٹی نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”زنجبار۔ کیا مطلب۔“ یہ تو ایک علاقے کا نام ہے۔“ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”علاقے دلاتے کہ تو مجھے علم نہیں۔“ مجھے تو اکبر نے ڈبہ لادیا فاکہ یہ زنجبار کا ڈبہ ہے اسے اگر کپڑوں اور چہرے پر لگایا جائے تو بلوت میں کیسوی پیدا ہوتی ہے مگر اس میں تو نہ خوشبو ہے اور نہ۔“ بگ آنٹی نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

”وہ ڈبہ کہاں ہے اس وقت۔“ عمران نے پوچھا۔
”وہ تو ختم ہو گیا۔ چھوٹا سا ڈبہ تھا۔ بس سات آٹھ بار ہی میں نے لایا تھا۔“ عمران نے جواب دیا۔

”یہ اکبر کون صاحب ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔
”اکبر میری زمینوں کا مینجر ہے۔“ بڑا ٹیک آوی ہے۔ کیوں نہ۔“ بگ آنٹی نے کہا۔

”اچھا اب یاد کر کے بتائیں کہ آپ نے جب بھی زنجبار لگایا اُسی رات لب کے کپڑوں کو آگ لگ گئی۔“ عمران نے کہا تو بگ آنٹی کی عین پہلے تو مٹھوڑی سی سکڑیں اور پھر تیزی سے پھیلتی چلی گئیں۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم درست کہہ رہے ہو۔“ اوہ۔ مجھے تو خیال تک آتا تھا۔“ اس واقعے کا ذکر کرتے ہوئے تھپک اسی رات کپڑوں

ظہر پر بتادیا۔

زنجبار۔ یہ کونسی پرنیم ہے۔ اور اکبر تو انتہائی نیک پر سیر نگار اور
برآ آدمی ہے۔ انکل زبیری نے حیران ہوتے ہوئے کہا، لیکن ظاہر
ہے عمران کیا جواب دیتا، خاموشی سے چلتا ہوا بگ آنٹی کے ذاتی کمرے
میں پہنچ گیا۔ کمرہ کیا تھا پورا ہال تھا۔ اس کے ایک طرف ایک جہاز سیڑ
کا ڈبل بیڈ، ٹیکہ ٹرپل بیڈ پڑا ہوا تھا اور ایک کونے میں اسی طرح کا ایک
وسیع و عریض تخت پوش تھا جس پر بڑی سی دری نما جاناڑ بھی ہوتی
تھی۔ بگ آنٹی نے ایک الماری کھولی اور اس میں سے ٹین کا بنا ہوا ایک
بڑا سا ڈبہ نکال کر عمران کی طرف بڑھادیا۔

شکر یہ آئی!۔ اب آپ بے فکر رہیں۔ اب ظاہر ہے نہ آپ
زنجبار لگا میں گی اور نہ آگ لگے گی۔ عمران نے ڈبہ لیتے ہوئے کہا۔
مگر وہ اکبر کا تم کہہ رہے تھے۔ بگ آنٹی نے چونک کر پوچھا۔
"انکل نے بتا دیا ہے کہ وہ انتہائی نیک آدمی ہے اس لئے اس نے
تو اپنے طور پر نیکی کا ہی کام ہو گا۔ یہ اور بات ہے کہ آپ کے کپڑے
ریشمی ہوتے ہیں اور ریشمی کپڑوں پر زنجبار لگنے سے آگ جھڑک اٹھتی
ہوگی۔" عمران نے بات نہاتے ہوئے کہا اور بگ آنٹی نے اس
حرج اپنا بڑا سا سر ہلانے کی کوشش کی جیسے وہ عمران کی اس توجہ پر
سے پوری طرح مطمئن ہو گئی ہوں۔

عمران انکل زبیری کے ساتھ بگ آنٹی نے کمرے سے نکل کر دوبارہ
انکل زبیری کے کمرے میں پہنچ گیا اس نے کرسی پر بیٹھ کر ڈبہ کھولا اور پھر
اس کے اندر انکلی ڈال کر ڈبے کی سائیڈوں سے لگا ہوا جھوٹے رنگ کے

کو لگ لگ گئی تھی۔ بالکل اب مجھے یاد آ گیا ہے مگر اس کا کیا
مطلب ہوا۔ بگ آنٹی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
"یہ آپ کے سمجھنے کی بات نہیں ہے۔ آپ بس مجھے وہ ڈبہ دکھائیں
اور اکبر صاحب کو بلا کر ملوادیں لیکن آپ نے انہیں یہ نہیں بتانا کہ ہم
ان سے اس ڈبے کے بارے میں کوئی بات کریں گے۔" عمران
نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

مگر اکبر تو آجکل جلدی گھر چلا جاتا ہے کیونکہ اس کا بیٹا جو کہیں باہر
کے ملک میں پڑھتا ہے وہ آیا ہوا ہے۔ بگ آنٹی نے کہا۔
"اکبر کا گھر کہاں ہے۔" عمران نے اور زیادہ سنجیدہ ہوتے ہوئے
کہا کیونکہ معاملہ غیر ملک کے حوالے کی وجہ سے اسے کچھ زیادہ ہی سنجیدہ
لگنے لگا تھا۔

اس کا گھر ساتھ والے قصبے عالم پور میں ہے۔ میں اسے وہاں
سے بلوا لیتی ہوں ملازم کو بھیج کر۔ بگ آنٹی نے کہا۔

آپ پہلے مجھے وہ ڈبہ دکھائیں۔ عمران نے کہا اور بگ آنٹی
واپس مڑ گئیں۔

"کیا ہوا۔ کچھ پتہ چلا۔" کمرے سے نکلتے ہی انہیں انکل زبیری
مل گئے جو شاید اب اپنے آپ کو پوری طرح سنبھال لینے کے بعد واپس
آ رہے تھے۔

ہاں!۔ بگ آنٹی کو ان کے منیجر نے زنجبار کا ڈبہ دیا اور آنٹی نے
جب بھی یہ زنجبار لگا یا اسی رات کپڑوں کو آگ لگ گئی۔ بگ آنٹی
کے پیچھے چلتے ہوئے عمران نے سرگوشیاں لہجے میں انکل زبیری کو مختصر اس کے اندر انکلی ڈال کر ڈبے کی سائیڈوں سے لگا ہوا جھوٹے رنگ کے

مادے کو باہر نکالا اور اسے انگلیوں کے درمیان مسلنے لگا۔ انکل زبیری خاموش بیٹھ ہوئے تھے۔

یہ تو خالص لینولین ہے۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

لیکن پھر رگ فوراً ہی کیوں نہیں بھڑک اٹھتی تھی؟ انکل زبیری نے کہا۔

بتایا تو ہے کہ گرمی سے آگ لگتی ہے۔ ریشمی کپڑوں پر لگنے کے بعد جب بگ آنی پھرتی ہوگئی اور رضائی یا چادر اوپر لیتی ہوں گی تو درجہ حرارت بڑھ جانے کی وجہ سے اس میں آگ بھڑک اٹھتی ہوگی یا پھر بگ آنی کے نیند میں پہلو بدلنے کی وجہ سے ریشمی کپڑے پر بستر کی چادر کی رگڑ پڑنے سے یہ جل اٹھتا ہوگا۔ عمران نے کہا اور انکل زبیری نے اثبات میں سر ہلادیا۔

مگر اس سارے کھیل کا مقصد۔۔۔؟ اس اکبر نے یہ لینولین کیوں بیگم کو لا کر دیا تھا۔۔۔؟ انکل زبیری کے چہرے پر اب تشویش کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

کوئی نہ کوئی مقصد تو ہوگا۔ آپ ایسا کریں کسی ملازم کو ہارے ساتھ مجھوا دیں جو اکبر کا گھر جانا ہو۔ بگ آنی بتا رہی تھیں کہ اس کا بیٹا جو کسی باہر کے ملک میں پڑھتا ہے آیا ہوا ہے اس لئے وہ گھر گیا ہوا ہے اس سے ملنے کے بعد پتہ چلے گا کہ یہ ڈوبے کس لئے لا کر دیا ہے۔ عمران نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

”میں اسے یہیں بلوالیہا ہوں۔“ انکل نے بھی کرسی سے اُٹھتے

ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں خود اس کے گھر جانا چاہتا ہوں اور آپ ساتھ نہیں جائیں گے کیونکہ اس طرح میں جو کچھ معلوم کرنا چاہوں گا وہ آپ کی موجودگی کی وجہ سے معلوم نہ ہو سکے گا۔“ آپ ملازم کو کہہ دیں کہ ہم آپ کے مکان میں اور ہم کچھ زرعی اراضی خریدنا چاہتے ہیں اس لئے اس سلسلے میں مشورہ لینے آرہے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”مگر پھر تم نے مجھے واپس آ کر سب کچھ بتانا ہے۔“ انکل زبیری نے کہا۔

”ظاہر ہے واپس ہی آؤں گا۔ بگ آنی نے میرے لئے خصوصی طور پر رات کا کھانا تیار کرایا ہوگا۔“ میرے نہ آنے سے تو سارا کھانا آپ ہی کھا جائیں گے۔“ عمران نے کہا اور انکل زبیری مسکرا دیئے۔

ارے ارے۔ اتنا بھی کیا ڈرنا انکل کہ آپ ہنسنے میں بھی کنجوسی کر رہے ہیں۔“ عمران نے کہا اور انکل زبیری بے اختیار ہنس پڑے۔

یہ بات نہیں۔ میں دراصل ذہنی طور پر اس معاملے میں الجھ گیا ہوں۔ بہر حال آؤ۔“ انکل زبیری نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

رسیور رکھ دیا اور پھر کرسی سے اُٹھ کر وہ ایک سائیڈ پر موجود وارڈروپ
المداری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے وارڈروپ کھولی اور اس میں اُنکے ہونے
اپنے کوٹ کی اندرونی جیب کے اس نے ایک چھوٹا سا سگریٹ کیس نما
باکس نکالا اور باکس اٹھائے وہ ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے واش
بیسن کا پانی کھولا اور باکس کو اس پانی میں بھگوننا شروع کر دیا۔ چند لمحوں
بعد باکس کا سیاہ رنگ ہلکا پڑنے لگا گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ سفید ہو گیا
جیسے ہی اس کا رنگ سفید ہوا ڈان نے اُسے پانی سے ہٹایا اور پھر ٹوٹی
بند کر دی۔ چند لمحوں بعد اس باکس سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

”میلو۔ میلو۔“ بیڈ کوارٹر کانگٹ — چند لمحے ٹوں ٹوں کی
آوازیں سنائی دینے کے بعد ایک بھاری آواز باکس میں سے نکلی۔

”ڈان بول رہا ہوں یا کیشیا سے؟“ ڈان نے کہا۔ اس باکس کے
ذریعے اس طرح بات ہو رہی تھی جیسے فون پر بات ہو رہی ہو۔ حالانکہ
ٹوں ٹوں کی آوازوں کے مطابق یہ کوئی جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر ہی تھا۔

”لیس — کیا رپورٹ ہے؟“ — دوسری طرف سے کہا گیا۔
”جیک نے نقشہ ڈھونڈ نکالا ہے۔“ ڈان نے جواب دیا۔

”گڈ — یہ اہم کامیابی ہے۔ اب تم اسل مشن پر تیز رفتاری سے
کام شروع کر دو۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لیس باس — اب مشن یقینی طور پر مکمل ہو جائے گا۔“ ڈان
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوکے — گڈ ٹاک — دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ
ہی ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور پھر خاموشی چھا گئی۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھ ہوئے غیر ملکی نے ہاتھ
بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔ اس کا قد لمبا جسم چھٹوس اور جڑے بڑے بڑے تھے۔
”لیس — ڈان بول رہا ہوں؟“ غیر ملکی نے بھاری آواز میں کہا۔

”جیک بول رہا ہوں باس؟“ دوسری طرف سے ایک مودبانہ سی
آواز سنائی دی۔ لیکن بولنے والے کا لہجہ تیار ہوتا کہ وہ بھی غیر ملکی ہے۔

”ہاں! — کیا رپورٹ ہے؟“ — ڈان نے چونک کر پوچھا۔
”کامیابی باس! — میں نے وہ نقشہ حاصل کر لیا ہے۔“ دوسری

طرف سے جیک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
”دیری گڈ — کیسے ملا — کہاں سے ملا — پوری رپورٹ دو۔“

اس بار ڈان نے بھی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
”میں آپ کے پاس آ رہا ہوں — لمبی تفصیل ہے اس لئے زبانی

ہی بتاؤں گا۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈان نے اوکے کہہ کر

ڈان نے ایک سائیڈ پر لگا ہوا بیٹن دبا یا تو وہ سگریٹ کیس نکال کر اس کے اندر واقعی سگریٹ موجود تھے۔ ڈان نے ایک سگریٹ نکالا اور اُسے منہ سے لگا کر اس نے باکس بند کیا اور پھر اس کے کونے پر موجود بیٹن دبا کر اس نے لائٹر کا شعلہ پیدا کیا اور سگریٹ سلگا کر وہ ہاتھ روم سے باہر نکل آیا۔ باکس کا رنگ دوبارہ سیاہ ہو چکا تھا۔ ڈان نے اُسے کوٹ کی جیب میں ڈالا۔ الماری بند کی اور سگریٹ کے کش لیتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی ذراخ پیشانی پر شکنوں کا جال مچھلا ہوا تھا اور آنکھیں اس انداز میں سکڑ گئی تھیں کہ صاف نظر ہو رہا تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہے۔ سگریٹ ختم ہونے پر اس نے اُسے میز پر پڑی ہوئی ایٹش ٹرے میں کھنچا یا اور پھر کرسی کی پشت سے ٹپکا کر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن پھر دروازے پر دستک کی آواز سننے ہی وہ چونک پڑا۔

"یس۔ کم ان۔" ڈان نے اونچی آواز میں کہا اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک خوشرو سانو جوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہم پرکشش رنگ کا سوٹ تھا۔ اس نے سرخ رنگ کی ٹائی باندھی ہوئی تھی جس پر سبزے رنگ کے پھول تھے۔

"ہیلو باس۔" آنے والے نوجوان نے دروازہ بند کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

آؤ جیک۔ بیٹھو۔" ڈان نے مسکراتے ہوئے کہا اور آنے والا نوجوان اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"باس!۔" کچھ پینے کے لئے زنگیوں۔" جیک نے مسکراتے

دستے کہا۔

"باس منگواؤ۔" میں بھی پینے کی خواہش محسوس کر رہا ہوں۔" ڈان نے کہا اور جیک نے سائیڈ میز پر پڑا ہوا لیٹر اٹھایا اور روم سروں کا نمبر مانگ کر اس نے شراب کا آرڈر دیا اور ریسور رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ویٹر ٹرے اٹھاتے اندر داخل ہوا ٹرے میں اس نے شراب کی بوتل، جام اور برف کی ٹرے رکھی ہوئی تھی۔ اس نے میز پر سب چیزیں رکھیں اور پھر باہر چلا گیا۔ جیک اٹھا اور اس نے دروازے کی اندر سے چٹخنی چڑھا دی اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے شراب کے جام تیار کئے اور ایک جام ڈان کے آگے رکھنے کے بعد دوسرا خود لے لیا۔

"باس۔ اب تاؤ۔" ڈان نے چپکی لیتے ہوئے کہا۔

"باس!۔" جیسا کہ آپ جانتے ہیں اطلاعات یہی ملی تھی کہ یہ نقشہ

زیر کی اس دیوٹی نما بیوی کے بیڈ روم میں اس کے خاص سیف میں

موجود ہے۔ لیکن اس کے سیف کی تلاشی لے لی گئی مگر وہاں سے وہ

نقشہ برآمد نہ ہو سکا۔ لیکن یہ بات بہت مال طے مٹی کہ نقشہ اس عورت

کے پاس ہے اور ہم یہ بھی نہ جانتے تھے کہ اس عورت کو اس بات کا

علم ہو سکے کہ ہم اس سے نقشہ حاصل کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اس کا شوہر

پولیس کا ریٹائرڈ آدمی ہے اور اس کے تعلقات سنٹرل انٹیلی جنس

بورو کے سپرنٹنڈنٹ اور ڈائریکٹر جنرل سے دوستانہ ہیں۔ اس طرح

انٹیلی جنس ہمارے پیچھے لگ سکتی تھی چنانچہ اس عورت کے لاشعور کو

لٹکانے کے لئے لینز لین کا سہارا لیا گیا۔ اس سے صرف اتنا معلوم ہوا کہ

کالہجہ کاروباری انداز کا تھا۔

”میں جان رات بول رہا ہوں مسٹر شاہ“ — ڈان نے کہا۔

”اوہ — رات صاحب! — آپ نیریت سے ہیں۔ فرمائیے

کیسے یاد کیا۔“ — ؟ دوسری طرف سے اس بار دوستانہ انداز میں کہا گیا۔

ایک ضروری کام آن پڑا ہے — میرے ایک دوست کے پاس

یہاں کے کسی قدیم قلعے کا نقشہ ہے۔ وہ پاکیشیا کے قدیم قلعوں پر کتاب

نکھ رہا ہے لیکن یہ نقشہ اس سے بڑھا نہیں جا رہا۔ اس لئے میں نے سوچا

کہ شاید آپ کسی ایسے ماہر سے واقف ہوں جو ایسے نقشے بڑھ سکتا ہو۔

میرا دوست انہیں معقول فیس بھی دے سکتا ہے“ — ڈان نے کہا۔

نقشہ پڑھنے والا ماہر — اوہ ہاں ہاں! — بالکل ہمارے

کلب کے ممبر ہیں جناب توقیر احمد — انہیں اس کام میں مہارت ہے

آثار قدیمہ میں بھی رہے ہیں۔ اب تو ریٹائر ہو چکے ہیں وہ لازماً اسے

بڑھالیں گے“ — میجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان کا پتہ“ — ؟ ڈان نے پوچھا۔

ایک منٹ — میں اپنے کلب کے ممبر شپ رجسٹر دیکھ کر ہی بتا سکتا

ہوں“ — میجر نے کہا۔

”اوہ — بے حد شکریہ مسٹر شاہ — آپ کو تکلیف ہوئی“ —

ڈان نے کہا۔

ارے نہیں مسٹر رات! — آپ جیسے دوستوں کا اتنا سا کام کرنے میں

کیا تکلیف ہو سکتی ہے — ایک منٹ ہو لوٹ کیجئے — میں ابھی بتاتا ہوں۔

دوسری طرف سے میجر نے کہا اب اس کے ساتھ ہی ریسیور علیحدہ رکھ جانے کی

کوئی نقشہ تھا لیکن نقشہ کسی نامی کا بنا ہوا نظر آ رہا تھا۔ وہ دونوں اس پر جھکے رہے لیکن پھر ان دونوں کے چہروں پر مایوسی کے آثار نمودار ہوئے گئے۔

”یہ تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ گولڈن مائیٹ کہاں ہے۔ اشارات

بھی ایسے ہیں جو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھے“ — ڈان نے

مزوت چباتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے باس — کہ یہ نقشہ کسی مقامی ماہر کو دکھایا جائے

یہ نشانات کسی مقامی علاقے کو ہی ظاہر کرتے ہوں گے اور ہم ان علاقوں

سے واقف نہیں ہیں۔“ — جیک نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے لیکن اس طرح اس مقامی ماہر کو اس سارے

کھیل کا علم ہو جائے گا“ — ڈان نے کہا۔

تو کیا ہوا باس! — اُسے بعد میں ختم بھی تو کیا جاسکتا ہے“ —

جیک نے کہا اور ڈان نے سر ہلاتے ہوئے رسیسیور اٹھایا اور پھر فون کے

نیچے موجود بٹن دبا کر اس نے اُسے ڈائریکٹ کیا اور تیزی سے نمبر ڈائل

کرنے شروع کر دیئے۔

”لیس رائل کلب“ — رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

”میجر سے بات کر لیں۔ میں ان کا دوست جان بول رہا ہوں۔“

ڈان نے کہا۔

”لیس سر“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک

مردانہ آواز سنائی دی۔

”لیس — شاہ بول رہا ہوں میجر رائل کلب“ — بولنے والے

آواز سنائی دی۔ تھوڑی دیر بعد شاہ کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”جسٹس مرٹن رائٹ! کیا آپ لائن پر ہیں؟“ — شاہ نے پوچھا۔

”یس مرٹن شاہ“ — ڈان نے کہا۔

”ان کا پتہ نوٹ کر لیں۔“ کو بھی نمبر پندرہ لمبے ہلاک اقبال ٹاؤن۔

میجر نے پتہ نوٹ کر اتنے ہوئے کہا اور ساتھ ہی فون نمبر بھی بتا دیا۔

”شکریہ مرٹن شاہ“ — ڈان نے کہا۔

”آپ انہیں میرا حال دے دیں۔ وہ میرے اچھے واقف ہیں۔“ میجر

نے کہا اور ڈان نے ایک بار پھر شکریہ ادا کر کے کرڈل دیا اور پھر اس

لے میجر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کر دیا۔

”یس۔“ تو قیصر بل رل ہوں۔“ — ایک بڑھی سی آواز سنائی دی۔

”میرا نام جان رائٹ ہے۔ میں رائل کلب کے میجر شاہ کا دوست ہوں

میں اور میرا ایک دوست جیک پاکیشیا کے قدیم قلعوں پر کتاب لکھ رہے ہیں

ہمارے ساتھ کسی قدیم قلعے کا ایک پرانا نقشہ لگے لیکن ہم اسے بڑھ

نہیں سکتے۔“ مرٹن شاہ نے بتایا ہے کہ آپ اس کام میں مہارت رکھتے

ہیں۔ اگر آپ تعاون کریں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔“ — اگر آپ اس

سلسلے میں کوئی فیس لینا چاہیں تو ہم وہ بھی ادا کرنے پر تیار ہیں۔“

ڈان نے کہا۔

”آپ کا اور آپ کے دوست کا تعلق کس ملک سے ہے؟“ —

دوسری طرف سے توقیر احمد نے پوچھا۔

”ایڈریٹن کارمن سے۔“ ڈان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔ اگر آپ ایڈریٹن کارمن کے باشندے ہونے کے

باوجود پاکیشیا کے قدیم قلعوں پر کتاب لکھ رہے ہیں تو میں پاکیشیا کا

شہری ہونے کی وجہ سے آپ کی جگہ ادا کروں گا۔“ — میرا تعلق بھی

آئندہ قدیم سے ہی رہا ہے اس لئے میں آسانی سے وہ نقشہ بڑھ لوں گا۔

اور مجھے آپ کی مدد کر کے خوشی ہوگی۔“ — دوسری طرف سے

توقیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

بے حد شکر یہ جناب! — کیا ہم ابھی حاضر ہو سکتے ہیں۔ آپ کا پتہ

مرٹن شاہ نے جہن بتا دیا ہے۔“ — ڈان نے کہا۔

تشریف لے آئیں۔ میں آپ کا منتظر ہوں۔“ — دوسری طرف

سے کہا گیا اور ڈان نے ایک بار پھر شکریہ ادا کر کے ریسور رکھ دیا۔

”چلو ماسک میک آپ کر لو۔“ — جیس یہ کام خوری نمٹا رہا ہے۔“

ڈان نے جیک سے کہا۔

”مگر ہاں! — یہ نقشہ تو ظاہر ہے کسی قدیم قلعے کا نہیں ہے۔“

جیک نے اٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اب میں اسے اصل حقیقت فون پر تو نہ بتا سکتا تھا۔“ — وہاں چل کر

بات ہو جائے گی۔“ — ڈان نے کہا اور جیک نے ثبات میں سر ملادیا۔

ڈان نے ایک بار پھر وارڈ روم کھول کر اس کے نیچے بنے ہوئے

خانے میں سے ایک باکس نکالا اور اس میں ہے دو ماسک نکال کر اس

نئے باکس والے خانے میں رکھ کر خانہ بندی کیا اور پھر ایک ماسک جیک

کی طرف بڑھا کر دوسرا اس نے خود چہرے پر چڑھا نا شروع کر دیا۔ ماسک

کو چہرے پر ایڈجسٹ کر کے اسے جیسے ہی مخصوص انداز میں پھینچا یا گیا۔

اس کا چہرہ یکسر بدل گیا۔ ڈان نے وہ نقشہ والا کاغذ تہہ کر کے اسے اپنا

سے جب میں رکھا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد کسی نے انہیں ہونٹوں سے اقبال ٹاؤن کے پہلے چوک پر اتار دیا۔ ٹیکسی کے جانے کے بعد وہ پیدل چل کر توقیر احمد کی کوئی چیک کرتے رہے اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے کوٹھی تلاش کر لی۔ یہ ایک دینیاتی ٹائپ کی کوٹھی تھی نہ بہت شاندار اور بڑی اور نہ ہی بہت چھوٹی۔ گیٹ پر توقیر احمد کی نیم پلیٹ بھی موجود تھی۔ کال بیل پر ایک ملازم باہر آیا اور پھر وہ انہیں لے کر ڈرائیونگ روم تک چھوڑ گیا۔ چند لمحوں بعد ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا تو وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میرا نام توقیر احمد ہے" — بوڑھے نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میرا نام جان رائٹ ہے اور یہ میرے دوست ہیں مشر جیک۔" ڈان نے مصافحہ کرتے ہوئے اپنا اور جیک کا تعارف کرایا اور پھر رسمی فقرے ادا کرنے کے بعد وہ تینوں کرسیوں پر بیٹھ گئے، اسی لمحے ملازم نے مشروبات کی بوتلیں لاکر ان دونوں کے سامنے رکھ دیں۔

"کہاں ہے وہ نقشہ؟" جب سے آپ کا فون آیا ہے مجھے اس بارے میں اشتیاق پیدا ہو گیا ہے۔" توقیر احمد نے کہا۔

"نقشہ بے حد پرانا اور خستہ ہے جناب! — اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم اس کمرے میں جا کر اسے کھولیں جہاں آپ اس کا مطالعہ کر سکیں کیونکہ بار بار کھلنے اور بند ہونے سے وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں ڈان نے کہا۔

وہ ایک نئے آپ شراب پی لیں پھر شادی روم میں چلتے

ہیں۔" — توقیر احمد کے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں توقیر احمد کے ساتھ ایک دوسرے کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کمرے کی ایک دیوار کے ساتھ الماروں میں کتابیں تھیں۔ درمیان میں ایک بڑی میز موجود تھی جس پر ایک نفیس سا ٹیبل لیپ موجود تھی۔ آتشیشہ اور چند کتابیں بھی میز پر موجود تھیں۔

"تشریف رکھیں" — توقیر احمد نے میز کی سائڈ پر رکھی ہوئی دو کرسیاں اٹھا کر میز کے قریب رکھتے ہوئے کہا اور خود وہ پہلے سے موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے ٹیبل لیپ جلادیا جس کی وجہ سے میز کی سطح پر تیز روشنی پھیل گئی۔ ڈان نے جیب سے وہ کاغذ نکالا اور اُسے احتیاط سے کھول کر اس نے میز پر بچھا دیا۔ توقیر احمد نے اُسے کھسکا کر اپنے سامنے کیا اور پھر آتشیشہ اٹھا کر اس نے اس کا مشاہدہ کرنا شروع کر دیا۔ وہ دونوں میز کے دونوں اطراف میں خاموش بیٹھے رہے۔

"یہ کسی قدیم قلعے کا نقشہ تو نہیں ہے؟" کس نے آپ کو ایسا بتایا ہے؟ — چند لمحوں بعد توقیر احمد نے شیشہ ایک طرف رکتے ہوئے کہا۔

"اوہ — جس نے یہ نقشہ دیا ہے وہ تو یہی کہہ رہا تھا۔ ایک بوڑھا معزز آدمی تھا اس نے بڑی کثیر رقم لے کر ہمیں یہ نقشہ دیا تھا۔ یہ قلعے کا نہیں تو کس چیز کا نقشہ ہے؟" ڈان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس بوڑھے نے آپ سے دھوکا کیا ہے۔ یہ نقشہ تو سونار جنگل میں واقع کسی قدیم معبد کا نقشہ ہے؟" توقیر احمد نے کہا۔

"سونار جنگل اور قدیم معبد — یہ سونار جنگل کہاں ہے؟" ڈان نے چوک کر پوچھا۔

نے کہا اور نوٹوں کی گڈی اٹھا کر اس نے اسے جیب میں رکھ لیا اور ایک بار پھر آتشیں شیشہ اٹھا کر اس نے اسے دیکھا شروع کر دیا۔ کافی دیر بعد اس نے شیشہ رکھا اور اٹھ کر کتابوں کی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس میں سے ایک کتاب نکالی اور اسے لاکر میز پر رکھا اور پھر اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ ڈان نے دیکھا کہ اس کتاب میں عجیب و غریب اشارات بنے ہوئے تھے اور ہر اشارے کے نیچے وضاحت درج تھی۔ توقیر احمد نے ایک مخصوص صفحہ کھولا اور پھر اسے پڑھنے لگا۔ کافی دیر تک پڑھنے کے بعد اس نے ایک بار پھر آتشیں شیشہ اٹھا کر وہ نقشہ دیکھنے لگا۔ پھر اس نے ایک خالی کاغذ میز کی دراز سے نکالا اور اس پر نقشے کی تفصیلات درج کرنی شروع کر دیں۔ ڈان اور جیک خاموش بیٹھے اسے یہ سب کچھ کرتے ہوئے دیکھتے رہے۔

”یہ لیجئے جناب! — نقشہ پڑھا گیا“ — مقصودی دیر بعد توقیر احمد نے پن بند کرتے ہوئے ایک طویل سانس لے کر کہا۔
 ”ہمیں سمجھا دیجیئے“ — ڈان نے کہا اور توقیر احمد نے انہیں تفصیل سے نقشہ سمجھانا شروع کر دیا۔

”کیا آپ کو مکمل یقین ہے کہ آپ نے یہ نقشہ درست طور پر پڑھا ہے؟“ ڈان نے کہا۔

”بالکل — یہ دیکھیے یہ کتاب — اس میں پوری دنیا میں بنائے جانے والے نقشوں کے اشارات کی مکمل تفصیلات موجود ہیں“ — توقیر احمد نے کہا اور پھر اس نے ڈان اور جیک کی تسلی کی غرض سے انہیں مزید تفصیل سے بتایا کہ اس کے کس طرح اس کتاب کی مدد سے اس نقشے کو پڑھا ہے۔

”یہ جنگل بالکیشا اور ناپال کی سرحد پر واقع ہے۔ انتہائی خوفناک جنگل ہے۔ یہاں دزدندوں کی بے حد کثرت ہے۔“ — باقی اس نقشے کو پڑھنے کے لئے تو وقت لگے گا۔ بہر حال ہے کسی قدیم معبد کا۔ اس لئے آپ کے تو ظاہر ہے کام کا نہیں پھر اس پر کیوں محنت کی جاتے؟“ — توقیر احمد نے کہا۔

ارے رائٹ! — ہم نے قدیم معبدوں پر بھی تو ریسرچ کا پروگرام بنایا ہو لے۔ چلو یہ اس ریسرچ میں کام آجائے گا — صاحب! — آپ اسے پڑھیں۔ ہم آپ کو فیس دینے کے لئے تیار ہیں۔ آخر ہم نے اس پر کثیر رقم خرچ کی ہے کسی کام تو اسے لانا ہی ہے۔“ — اس بار جیک نے کہا۔

میرا تعلق چونکہ آثار قدیمہ سے رہا ہے اس لئے قدیم تعلق کے نقشے تو میں آسانی سے پڑھ سکتا ہوں لیکن اس کے لئے واقعی مجھے خاصی محنت کرنی پڑے گی۔ آپ ایسا کریں کہ یہ نقشہ میرے پاس چھوڑ جائیں میں اسے پڑھنے کی کوشش کروں گا۔ ایک ہفتے بعد میں اس کی تفصیلات سے آپ کو آگاہ کر دوں گا۔“ — توقیر احمد نے کہا۔

ارے نہیں جناب! — ہم نے تو آج رات واپس الیٹن لاہرن جانا ہے۔ ایک انتہائی ضروری کام آج پڑا ہے۔ یہ لیجئے یہ رقم قبول کیجئے لیکن اسے ابھی پٹھ دیجیئے۔ ڈان نے جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک بھاری گڈی نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا اور توقیر احمد کے بوڑھے چہرے پر اتنی بھاری مالیت کے نوٹ دیکھ کر بے اختیار جھک سی اٹھ آئی۔
 ”اوہ اچھا۔“ — اگر آپ اصرار کرتے ہیں تو نمک نہ“ — توقیر احمد

”بہت خوب۔ آپ کی سجدہ مہربانی۔ اب اجازت دیجیے۔“ ڈان نے اٹھتے ہوئے کہا اور جیک بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ ڈان نے اصل نقشہ اور اس کا حل اٹھا کر جیب میں ڈالا اور پھر وہ اس کمرے سے باہر آگئے۔ توقیر احمد کو چونکہ انہوں نے ہماری رقم معوضہ کے طور پر دی تھی اس لئے وہ انہیں پھاٹک تک خود چھوڑنے آیا۔

”باس!۔ آپ نے اُسے زندہ چھوڑ دیا۔“ جیک نے کوٹھی سے نکل کر کالونی کے چوک کی طرف چلتے ہوئے کہا۔

”اب اگر اُسے قتل کرتے تو پھر نوکروں کو بھی قتل کرنا پڑتا اور ہر ظاہر ہے کہ پولیس حرکت میں آجاتی اور ہو سکتا ہے کہ کسی طرح جہاد سراخ لگا لیا جاتا۔ یا پولیس کو پتہ چل جائے کہ کوئی نقشہ اس قتل کی بنیاد بنا ہے۔“ توقیر احمد کا قتل کوئی مسئلہ نہیں کسی بھی پیشہ ور قاتل کو تھوڑی سی رقم دیکر اُسے آسانی سے قتل کرایا جاسکتا ہے اس طرح نقشہ اور ہم مکمل طور پر محفوظ ہو جائیں گے۔“ ڈان نے دفاعت کرتے ہوئے کہا اور جیک نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”اب کیا پروگرام ہے۔“ جیک نے کہا۔

”بس اب اصل مشن پر کام شروع کرنا ہے۔ مقام کا حتمی طور پر علم ہو چکا ہے اس لئے اب کوئی مسئلہ نہیں رہا لیکن چونکہ مسئلہ جنگل کا ہے اس لئے اس کے لئے خصوصی انتظامات کرنے پڑیں گے۔ جنگل کی پوزیشن بھی چمک کرنا پڑے گی بہر حال دو تین روز میں کام شروع کر دیا جائے گا۔“ ڈان نے کہا اور جیک نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلادیا۔ چوک پر انہیں ٹیکسی مل گئی اور انہوں نے ڈرائیور کو اپنے ہوٹل کا پتہ بتایا اور ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھادی۔

جھپ قصہ عالم پور کی ایک ٹانگ سی گئی کے کنارے پر جا کر رُک گئی۔ اکبر کا گھر اس گلی کے اندر ہے جناب۔“ ڈرائیورنگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے انہی زہری کے ملازم نے ساتھ بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا اور عمران سر جھلا ہوا جھپ سے نیچے اتر آیا۔ عبقسی سیٹوں پر موجود جوزف اور جوانا بھی نیچے اتر آئے اور پھر ڈرائیور کی رہنمائی میں چلتے ہوئے وہ اس گلی میں داخل ہو گئے۔ گلی سے گزرنے والے دیہاتی حیرت سے جوزف اور جوانا کو دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ڈرائیور نے ایک مکان کے بڑے دروازے کے سامنے رُک کر مکان کی طرف اشارہ کیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے دروازے کی کنڈی بھائی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک نوجوان باہر آگیا۔

”اکبر صاحب ہیں۔“ یہ زہری صاحب کے مہمان ہیں اور اکبر صاحب سے ملنے آئے ہیں۔“ ڈرائیور نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا جو حیرت

سے ان سب کو دیکھ رہا تھا۔

”اوہ اچھا۔ میرا نام احمد ہے اور میں ان کا بیٹا ہوں۔ میں بیچک لکھولتا ہوں۔“ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

”تم جیپ کی چابیاں مجھے دو اور خود واپس چلے جاؤ۔ ہم آجائیں گے۔“ عمران نے ڈیڑھ تیر سے کہا اور ڈیڑھ تیر سے سر ہلاتے ہوئے چابیاں عمران کی طرف بڑھا دیں اور سلام کر کے واپس چل پڑا۔ عمران جانتا تھا کہ وہ اسی علاقے کا آدمی ہے اس لئے کسی نہ کسی طرح واپس پہنچ رہی جائے گا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور احمد نے انہیں اندر آنے کے لئے کہا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جسے عام انداز میں بیچک کے طور پر سجایا گیا تھا۔ ایک طرف چار کرسیاں اور دوسری طرف ایک میز پڑی ہوئی تھی جب کہ دوسری طرف ایک چار پائی پر سفید رنگ کی چادر پڑی ہوئی تھی جس کے کناروں پر بیل بولٹے کڑھے ہوئے تھے اور اسی طرح بیل بولٹوں سے کڑھے ہوئے بستر کے دوسرے ہالے بھی چار پائی پر موجود تھے۔ کمرے کی دیوار پر ایک پرانا کیلنڈر لٹک رہا تھا اور چند سا بخودہ سی تصویریں بھی کالرش پر لکھی ہوئی نظر آرہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد اندرونی دروازہ کھلا اور ایک ادھیر عمر آدمی جس نے بنیان اور دھوٹی پہن رکھی تھی اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہی اکبر ہوگا۔

”السلام وعلیکم۔“ اکبر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

وعلیکم السلام درجۃ اللہ بکاکہ۔“ عمران نے اٹھ کر جواب

دیتے ہوئے کہا۔

”میرا نام اکبر ہے۔“ جناب آپ نے تکلیف کی۔ مجھے وہیں چوٹی میں ہی طلب کر لینا تھا۔“ اکبر نے انتہائی افسانہ بلجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باری باری عمران، جوزف اور جوآنا سے مصافحہ بھی کیا۔

”کوئی بات نہیں۔ ہم تو ایسے ہی گھومنے پھرنے آئے تھے۔ ہم نے سوچا آپ سے بھی ملاقات ہو جائے۔“ میرا نام عمران ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں جوزف اور جوآنا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اسی لمحے وہ لڑکا جس نے اپنا نام احمد بتایا تھا اندر داخل ہوا۔ اس نے ایک ٹرے اٹھایا جو اتنا جھجکا میں لستی سے بھرا ہوا ایک گجک اور اس کے ساتھ تین بڑے بڑے گلاس رکھے ہوئے تھے۔

”ہم تو یہ دسی مشروب ہی پیش کر سکتے ہیں جناب۔“ اکبر نے افسانہ بلجے میں کہا۔

”واہ۔“ بڑا غرور ہو گیا یہ لذیذ مشروب پیٹے۔“ ویری گٹ۔“ عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور اکبر کا چہرہ عمران کے اس رد عمل کو دیکھ کر مسرت سے کھل اٹھا۔ اور پھر عمران نے واقعی مزے لے کر لستی کا بھرا ہوا گلاس چسکیاں لے کر پینا شروع کر دیا۔ جوزف اور جوآنا شاید زندگی میں پہلی بار یہ مشروب پی رہے تھے لیکن ان کے چہرے بتا رہے تھے کہ انہیں یہ دسی مشروب بے حد پسند آ رہا ہے۔

”اکبر صاحب!۔“ بیگم زہیرا بی بی عتیق کو آپ کا کوئی لڑکا جو غیر ملک میں پڑھتا ہے آیا ہوا ہے۔“ عمران نے کہا۔

جی ہاں — میزبانا بنے اصغر — وہ ایٹرن کارمن کی ایک
 یونیورسٹی میں پڑھتا ہے — زہیری صاحب نے مہربانی کی تھی۔ بچے بچے حد
 لائق تھا اس لئے اُسے اپنے اخراجات پر ایٹرن کارمن مجبور دیا تھا —
 زہیری صاحب اور بیگم صاحبہ کے ہم پر بے حد احسانات ہیں — میزبانا
 ایک ماہ کی چھٹی پر آیا ہے ایک دو روز عین والپس چل رہا ہے گا۔ اس کے
 ساتھ اس کا ایٹرن کارمن سے ایک دوست جیک بھی آیا تھا جیک صاحب
 کو بھی پستی اور ہمارے ساگ وغیرہ بے حد پسند آتے تھے۔ وہ دو چار دن
 ہمارا مہمان رہا پھر دارالحکومت چلا گیا۔ وہاں وہ کسی سے ملنے آیا تھا —
 میں بلوآتا ہوں اصغر کو — اکبر نے کہا اور اٹھ کر اندرونی دروازے
 کی طرف بڑھ گئے۔

غروب — بڑا لاکھ اور ام اصغر — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
 اور کرسی سے اُٹھتے ہوئے اکبر صاحب بھی مسکرا دیتے۔ تھوڑی دیر بعد
 وہ والپس آتے تو ان کے ساتھ ایک اور نوجوان تھا جس نے شلوار قمیض پہنی
 ہوئی تھی لیکن کپڑوں کی صفائی اور اس کے سلیقے سے ہی نظر آتا تھا کہ
 وہ واقعی غمگین نہیں پڑھ رہا ہے۔ عمران وغیرہ سے مصافحہ کر کے وہ
 چل پانی پر بیٹھ گیا۔

اکبر صاحب! — باقی باتیں تو بعد میں ہوں گی۔ پہلے یہ بتائیے کہ
 آپ نے جو زنجبار بیگم زہیری کو لاکر دیا تھا کہ اس سے عبادت میں یکسوئی
 پیدا ہوتی ہے وہ آپ نے کہاں سے لیا تھا — عمران نے کہا تو
 اکبر چونک پڑا۔

جی وہ زنجبار اصغر کے دوست جیک نے دیا تھا۔ وہ پہلے غیر مسلم تھا

پھر ایٹرن کارمن کے کسی مسلمان بزرگ نے اُسے مسلمان کر دیا اور ساتھ ہی اُسے
 وہ مادہ جسے وہ زنجبار کہہ رہا تھا دیا تھا جس کو کپڑوں اور چہرے پر لگانے
 سے عبادت میں بے حد یکسوئی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے پاس اس مادے
 کا جس کا نام وہ زنجبار بتا رہا تھا ایک ڈبہ موجود تھا جو کس نے مجھے دے دیا۔
 اس نے بتایا تھا کہ یہ زنجبار کسی خاص پودے کے عرق سے بنایا جاتا ہے
 اور یہ بے حد قیمتی ہے — میں نے اُسے خود استعمال کیا۔ واقعی
 بے حد یکسوئی پیدا ہوئی عبادت میں۔ بے حد لطف آیا۔ پھر میں نے یہ
 ڈبہ بیگم صاحبہ کو تحفے میں دے دیا۔ انہوں نے بھی بتایا تھا کہ واقعی یکسوئی
 پیدا ہو جاتی ہے اور عبادت میں لطف آتا ہے — اکبر نے پوری
 تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کیا اس جیک نے آپ کو خاص طور پر کہا تھا کہ یہ ڈبہ بیگم صاحبہ کو بھی
 دیا جائے یا آپ نے خود دیا تھا — عمران نے کہا۔

دراصل باتوں ہی باتوں میں ذکر آ گیا تھا بیگم صاحبہ کی نیکی کا اور ان کی
 بے پناہ عبادت کا — وہ واقعی بعض اوقات ساری ساری رات عبادت
 میں گزار دیتی ہیں بے حد نیک خاتون ہیں جس پر جیک نے اس زنجبار
 کے متعلق بتایا اور مجھے تاکید کی کہ میں یہ ڈبہ بیگم صاحبہ کو دے دوں کیونکہ
 اس طرح اُسے بھی ثواب ملے گا لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ پہلے خود اس
 کا تجربہ کروں اور جب میں نے واقعی اس کی وہی خصوصیت دیکھی جو
 جیک نے بتائی تھی تو میں نے وہ ڈبہ لے جا کر بیگم صاحبہ کو دے دیا۔ مگر
 آپ کیوں اس کے متعلق تفصیل سے پوچھ رہے ہیں — اکبر نے
 جواب دیتے ہوئے کہا۔

بن سکتی ہیں اور بیگم صاحبہ کے والد نے انہیں یہ بھی بتایا تھا کہ یہ خزانہ کسی انتہائی قیمتی دھات پر مشتمل ہے لیکن یہ دھات ابھی چلی ہے۔ اسے بچتے ہوئے کے لئے دس بارہ سال کا عرصہ درکار ہوگا تو جب تک صاحب نے اس کہانی میں سے حد دلچسپی لی اور وہ مجھ سے کرید کرید کر پوچھتے رہے تب سے ان کے ساتھ دوستی بڑھ گئی تھی۔ میری چھٹیاں قریب تھیں اس لئے انہوں نے بھی ساتھ چلنے کا ارادہ ظاہر کیا تو میں انہیں ساتھ لے آیا۔ ویسے مجھے ان کے متعلق کچھ زیادہ معلومات نہیں ہیں کہ وہ کیا کرتے ہیں کیونکہ میں زیادہ تر پڑھائی میں ہی دلچسپی لیتا ہوں۔“ اصغر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ کو معلوم تھا کہ وہ ملمان ہو چکا ہے؟“ — ہ عمران نے پوچھا۔
 ”نہیں۔ وہاں تو پہلے الیا کوئی ذکر نہیں کیا تھا اس نے، لیکن یہاں آکر اس نے جب بتایا تو ہم سب واقعی بے حد خوش ہوئے تھے۔“ اصغر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ نے اس تعویذ کے متعلق کیا بتایا تھا جب تک کہ۔۔۔ اور آپ کو کیسے ان ساری تفصیلات کا علم ہوا تھا؟“ — عمران نے پوچھا۔

”در اصل مجھے یہ ساری تفصیلات کا علم اس لئے تھا کہ بچپن میں ایک بار بیگم صاحبہ نے میرے سامنے یہ سب کچھ بتایا تھا میں ان دنوں پڑھائی کے لئے زہری صاحبہ کی تحویلی میں ہی رہتا تھا اور بیگم صاحبہ مجھے بالکل اپنے بچوں کی طرح چاہتی ہیں۔“ اصغر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں آپ کو بتاتا ہوں جناب۔۔۔ بیگم صاحبہ کے والد الفت حسین صاحب مشہور ماہر ارضیات تھے۔ ان کی ساری عمر قیمتی دھاتوں کو تلاش

”در اصل مجھے یہ مادہ بے حد پسند آیا ہے۔ میری والدہ صاحبہ بھی بے حد خدات گذار خاتون ہیں۔ میں نے باقی زنجار بیگم صاحبہ سے تولے لیا تھا لیکن آپ سے اس کی تفصیل اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ یہ میرے لئے بالکل نئی چیز تھی۔“ ویسے یہ بتائیں کہ جب جب تک نے یہ ڈبہ دیکھا کیا وہ بھی آپ کے ساتھ بیگم زہری سے ملنے تحویلی گیا تھا۔“ — ہ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس وقت تو ساتھ نہ گیا تھا لیکن رات کو وہ اصغر کے ساتھ علاقے کی سیر کرنے کے لئے گیا تھا تو تحویلی میں بھی رات کو ٹھہرا تھا مگر وہ بیگم صاحبہ سے نہیں ملا تھا اور اصغر کے ساتھ مہمان خانے میں ہی مقہر کر صبح یہ دونوں واپس آ گئے تھے کیونکہ اس نے اچانک درالحکومت جانے کا پروگرام بنالیا تھا۔“ اکبر نے جواب دیا۔

”اصغر صاحب!۔۔۔ آپ بتائیں گے کہ یہ جب تک صاحب آپ کے کیسے دوست بنے تھے؟“ — ہ عمران نے اصغر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی میں یونیورسٹی میں پڑھتا ہوں لیکن رہتا ہر میوٹیل طور پر ہوں ایک آدمی کے مکان میں ایک کمرہ میں نے کرایہ پر لے رکھا ہے۔ یہ جب تک صاحب اس آدمی جس کا نام مارٹن ہے اس کا دوست تھا۔ وہ اکثر مارٹن کے پاس آتا رہتا تھا اس لئے اس سے بے تکلفی ہو گئی۔ ایک بار باتوں ہی باتوں میں بیگم صاحبہ کے اس تعویذ کا ذکر آ گیا جو بیگم صاحبہ کے والد نے انہیں دیا تھا اور کہا تھا کہ اسے سنبھال کر رکھیں کیونکہ اس تعویذ کی مدد سے وہ کسی بھی وقت ایک بہت بڑے خزانے کی مالک

کرنے میں گذری تھی۔ انہوں نے اس کے لئے پورے پاکشیا کا ایک ایک چپہ و کچہ ڈالنا تھا بلکہ پوری دنیا میں وہ گھومے پھرے تھے۔
اکبر صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”کیا وہ قعود اب بھی بیگم زہیری کے پاس ہے؟“ — — —
عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں ہوگا۔ لیکن ہم نے کبھی اس سلسلے میں ان سے پوچھا نہیں وہ اپنی قیمتی چیزوں کے بارے میں بے حد محتاط رہتی ہیں اور اپنی قیمتی چیزیں اپنی خوابگاہ میں موجود ویدیف میں رکھتی ہیں اور کسی کو اسے کھولنے کی اجازت نہیں دیتیں۔“ — — —
ظاہر ہے یہ قعود بھی اسی سیف میں ہی رکھا ہوگا۔“
اکبر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”کیا جبکہ صرف اسی رات حویلی گیا تھا جب آپ نے زنجبار لے جا کر بیگم صاحبہ کو دیا تھا؟“ — — —
عمران نے پوچھا۔

”جی نہیں۔“ وہ پہلے دن ہی الصغر کے ساتھ حویلی میں زہیری صاحبہ اور بیگم صاحبہ سے ملنے گیا تھا لیکن اتفاق سے زہیری صاحبہ بیگم صاحبہ کے ساتھ کسی عزیز کی شادی میں گئے ہوئے تھے۔ رات کو یہ دونوں وہیں رہے۔ لیکن صبح جب وہ واپس آئے تو پھر یہ دونوں واپس آ گئے۔ اس کے بعد پھر دوبارہ اس دن گئے تھے جب میں نے زنجبار بیگم صاحبہ کو دیا تھا لیکن پھر ملاقات کئے بغیر واپس آ گئے۔“
اکبر نے کہا۔
”اصغر صاحب! — — —
داں مہمان خانے میں آپ اکٹھے سوئے تھے یا علیحدہ علیحدہ کمرے میں؟“ — — —
عمران نے پوچھا۔

”جی علیحدہ علیحدہ کمرے میں سوئے تھے۔“
اصغر نے جواب دیا۔

”ان بیک صاحب کا ٹھیلہ۔ عمر وغیرہ بتا دیں تاکہ میں دارالحکومت میں انہیں تلاش کر سکوں۔“
میں ان سے اس زنجبار کے بارے میں مزید تفصیلات سے پوچھنا چاہتا ہوں۔“
عمران نے کہا تو اصغر نے پوری تفصیل بتادی۔

”اچھا اکبر صاحب! — — —
اب آپ صرف آنا بتا دیں کہ جب آپ نے یہ زنجبار استعمال کیا تھا تو کیا آپ کے کپڑوں کو بھی رات کو آگ لگی تھی؟“
عمران نے پوچھا تو اکبر بے اختیار چونک پڑا۔

”آگ۔“
”اوہ نہیں۔“
”تو کیا آپ کا مطلب ہے کہ بیگم صاحبہ کے کپڑوں کو جو آگ لگتی رہی ہے وہ اس زنجبار کی وجہ سے لگتی رہی ہے؟“
اکبر نے استہساہ جرت بھرے بلجھے میں کہا۔

”ارے نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میرے ذہن میں صرف یہ خیال اس لئے آیا تھا کہ کہیں اس مادے کی وجہ سے جلدی حیات نہ پیدا ہو جاتی ہوں کیونکہ میں نے سنا ہے کہ جسم میں جلدی حیات پیدا ہو جائیں تو جسم میں بالاس میں آگ مچ سکتی ہے۔“
زہیری والدہ شائد اسے برواست نہ کر سکیں۔“
عمران نے بات بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ایسی کوئی بات نہیں جناب۔“
میں نے اسے خود استعمال کیا ہے اور میرے کپڑے رات کو کھونٹی پر لٹکے رہے لیکن ان میں تو آگ نہیں لگی۔“
اکبر نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کھونٹی پر لٹکے رہے۔“
کیا مطلب۔“
کیا آپ کپڑے اتار کر سوتے ہیں؟“
عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”جی نہیں۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ البتہ رات کو سوتے وقت ہم

لوگ کپڑے بدل لیتے ہیں اس لئے کہ رہا تھا۔ اکر نے قدمے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”اچھا۔ آپ سے مل کر بے حد مسرت ہوتی ہے۔ اب ہمیں اجازت دیں۔ ہم یہاں گھومنے پھرنے آئے تھے۔ بیگم زہیری نے آپ کی بے حد تعریف کی تھی اس لئے ہم نے سوچا کہ آپ سے ملاقات بھی ہو جائے۔“ عمران نے آٹھتے ہوئے کہا۔

”جی آپ کی بے حد مہربانی ہے۔“ اکر نے انکار نہ لہجے میں کہا اور عمران ان سے اور ان کے بیٹے اصغر سے ہاتھ ملا کر مکان سے باہر آگیا۔ مقہوڑی دیر بعد عمران، جوزف اور حمانا کے ساتھ جیب میں بیٹھا اکل زہیری کی حویلی کی طرف بڑھا جا رہا تھا لیکن اس کی پیشانی پر شکنیں اُبھر آئی تھیں۔ معاملات کچھ اور زیادہ پیچیدہ ہوتے جا رہے تھے۔ اب کسی تعویذ اور کسی قیمتی دھات کا مسئلہ سامنے آگیا تھا۔ بہت سی چیزیں اس کے ذہن میں گڈمڈ ہو رہی تھیں۔ سب سے زیادہ وہ اس بات پر سوچ رہا تھا کہ آؤ جیک نے زنجبار بیگم زہیری کے پاس مجھوڑا کر کیا فائدہ اٹھایا تھا۔ یا اٹھانے کی کوشش کی تھی کیونکہ عبادت میں یکسوئی اور کپڑوں میں آگ لگنے سے تو کوئی مسئلہ نہ ہوتا تھا۔

عمران نے جیسے ہی حویلی پہنچ کر جیب روکی، اکل زہیری تیزی سے ایک کمرے سے نکل کر جیب کی طرف بڑھے۔

”اکر سے ملاقات ہوتی عمران! کیا بتایا اس نے۔“ اکل زہیری نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے مختصر طور پر انہیں ساری باتیں بنادیں۔

”یہ تو کوئی بات نہ ہوتی۔ آخر اس آگ لگنے کا مقصد کیا تھا۔ اس سے کیا فائدہ کوئی اٹھا سکتا ہے۔“ اکل زہیری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”پہلے آپ یہ بتائیں کہ کیا بگ آنٹی کے والد نے بگ آنٹی کو کوئی تعویذ دیا تھا کہ اس سے کوئی خزانہ حاصل ہوگا۔“ اکر صاحب بتائے تھے۔ عمران نے ان کے ساتھ چلتے ہوئے ایک کمرے میں پہنچ کر کہا۔ ”ارے وہ میرے مرحوم سسر کی ذاتی اختراع ہوگی۔ مجھوڑا تعویذوں کی مدد سے بھی خزانے ملتے ہیں اور خزانہ بھی کیسا۔ کوئی سونا جواہرات ہوتے تو بات بھی ممتی کسی ناچنچہ یا پچنچہ دھات کا خزانہ۔“ ہونہر۔ ویسے یہ بات میری شادی سے پہلے کی ہے۔ شادی کے بعد مجھے بیگم نے بتایا تو میں نے ان کا خوب مذاق اڑا دیا۔“ اکل زہیری نے ہنستے ہوئے کہا۔ ”وہ تعویذ اب کہاں ہے۔“ کیا بگ آنٹی کے پاس ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں۔ اس کا بھی ایک قسطہ ہے۔“ بیگم ایک رات خواب میں ڈرگتیں اور ایسی ڈرگتیں کہ انہیں دور سے پڑنے لگ گئے۔ کسی عورت نے انہیں بتایا کہ کوئی تعویذ الٹ پڑ گیا ہے۔ بس بیگم نے سمجھا کہ یہ سب کچھ اس خزانے والے تعویذ کی وجہ سے ہے چنانچہ انہوں نے وہ تعویذ اتارا اور اسے کسی باکس میں بند کر کے اپنے مکان کے اندر کہیں دفن کر دیا تھا۔“ اکل زہیری نے جواب دیا، اسی لمحے بیگم زہیری بھی کمرے میں داخل ہوئیں۔

”ارے تم تو آگ لگے۔“ میں تمہارے انتظام میں تھی۔ آؤ پھر پہلے

پہلے کھانا کھاؤ۔“ بیگم زہیری نے کہا اور عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

کھانے کے بعد عمران نے بیگم زہیری سے اس تعویذ کے بارے میں پوچھا تو بیگم زہیری نے بھی وہی بات دوہرا دی جو اس سے پہلے اگل زہیری نے بتائی تھی۔

”تو وہ تعویذ اب بھی آپ کے میکے کے مکان میں زمین میں دفن ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ مجھے بابا کریمو نے ایک بار بتایا تھا کہ مکان کی مرمت کے دوران مزدوروں نے فرش سے وہ باکس نکال لیا تھا اور وہ سب لے حد خوفزدہ ہو گئے تھے اس پر بابا کریمو نے وہ باکس جا کر قبرستان میں کہیں دفن کر دیا تھا۔“ بابا کریمو ہمارا نامزدی ملازم ہے اور اب بھی وہیں رہتا ہے۔“ بیگم زہیری نے کہا۔

”آپ نے اپنا سیف چیک کیا تھا۔ اُسے کسی نے کھولنے کی کوشش تو نہیں کی؟“ عمران نے اچانک پوچھا تو بیگم زہیری چونک پڑیں۔

”سیف۔“ منہیں۔ میں نے کبھی چیک نہیں کیا۔ ضرورت ہی نہیں پڑی۔ مگر تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو۔“ میرے کمرے میں تو کوئی داخل ہی نہیں ہو سکتا۔“ بیگم زہیری نے حیرت جھریے لہجے میں کہا۔

”میرے ساتھ آئیے۔“ میں آپ کے سیف کو دیکھنا چاہتا ہوں۔“

سنابے بڑا محفوظ سیف ہے۔ اگر واقعی ایسا ہے تو میں ایسا ہی سیف اپنی والدہ کو بھی لے دوں گا۔ وہ ہر وقت کسی محفوظ ترین سیف کا تقاضا کرتی رہتی ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے تو زہیری نے واقعی مضبوط اور محفوظ ترین سیف لاکر دیا تھا ہلال

آؤ۔“ بیگم زہیری نے کہا اور عمران کو اپنے کمرے میں لے جا کر انہوں نے سیف دکھایا۔ عمران نے بڑے غور سے سیف کو دیکھا۔ غما سا سیف تھا کوئی خاص بات نہ تھی۔ سیف بند تھا۔

”اس کی چابیاں آپ کہاں رکھتی ہیں؟“ عمران نے پوچھا۔

”اُدھر الماری میں پڑی رہتی ہیں۔“ بیگم زہیری نے ایک الماری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران سر ملتا ہوا واپس آ گیا۔ کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ سیف کو زبردستی بھی نہ کھولا گیا تھا اور ظاہر ہے وہ تعویذ بھی اس میں موجود نہ تھا جس سے اس بیک کو دلچسپی ہو سکتی تھی۔ چھوڑ دینا چاہیے اور کپڑوں کو آگ۔“ یہ ساری باتیں اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھیں کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا اور وہ بے اختیار چونک پڑا۔ وہ تیزی سے اپنے لئے مخصوص کمرے میں پہنچا اور اس نے جواما کو بھی اپنے کمرے میں بلایا۔

”لیس ماسٹر۔“ جواما نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”یہاں کرسی پر بیٹھو۔“ میں تم پر ایک تجربہ کرنا چاہتا ہوں۔“ عمران نے کہا اور جواما بغیر تجربے کی تفصیل پوچھے کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران نے ڈبے میں سے تھوڑا سا لئینولین ماہ نکالا اور اسے جواما کے دونوں نکتھوں پر لگا دیا۔

”تمہیں کچھ محسوس ہو رہا ہے؟“ عمران نے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے پوچھا۔

”محسوس کیا ماسٹر۔“ میں سمجھا نہیں۔“ جواما نے حیران ہو کر پوچھا۔

سے دوستی کرنا اور لوگوں کو قتل کرنا تھا۔ جو انہیں جواب دیا۔

”سب سے زیادہ دوستی کس سے تھی“ — عمران نے پوچھا۔

”سب سے زیادہ دوستی نینسی سے تھی۔ وہ مجھے بے بند پند تھی لیکن پھر ایک آدمی نے اُسے قتل کر دیا اور میں نے اس آدمی کو قتل کر دیا اور پھر میں نے تب سے قتل کرنے کا کام شروع کر دیا تھا۔ جو انہیں کہا۔

”اب تم دو گھنٹوں کے لئے گہری نیند سو جاؤ گے۔ دو گھنٹوں بعد تمہاری آنکھ خود بخود کھل جائے گی اور تمہیں کچھ یاد نہیں رہے گا کہ تم نے کچھ بتایا ہے۔“ — عمران نے کہا اور جو انہیں وہی بات دہرا دی۔

عمران اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اب ساری بات اس پر واضح ہو چکی تھی۔ لینولین کا یہ مادہ لاشعور کو بھی ٹرانس میں لے آتا تھا اس کا مطلب تھا کہ اس جیک نے پہلے آکر سیف کھولا اور جب اُسے تعویذ نہ ملا تو پھر اس نے اس مادے کی مدد سے بیگم زہیری کے لاشعور میں جھانک کر اس تعویذ کے متعلق معلومات حاصل کیں اور پھر وہ اکبر اور اجعفر سے علیحدہ ہو کر چلا گیا۔ اس نے یقیناً اس کریمو بابا سے جا کر پوچھ گچھ کی ہوگی۔ اب یہ اور بات ہے کہ اُسے یہ معلوم ہی نہ ہو کہ اس مادے کی وجہ سے کپڑوں کو آگ بھی لگ سکتی ہے۔ کپڑوں پر لگنے کی بات اس نے اس لئے کی ہوگی کہ ٹاک نہ پڑے اور چونکہ بیگم زہیری کو وہ دیکھ چکا تھا اس لئے ان کے مٹاپے کے پیش نظر اس نے سالم ڈبہ دے دیا ہوگا اور یقیناً اُسے یہ علم نہ ہوگا کہ اس سے

کوئی ایسی بات کہ اس مادے نے تمہارے ذہن پر کوئی اثر کیا ہو۔

عمران نے کہا۔
”نہیں۔ کچھ نہیں۔“ — جو انہیں سپاٹ بےجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ کچھ دیر اسی طرح بیٹھے رہو اور جیسے ہی کچھ محسوس ہونے لگے مجھے بتا دینا۔“ — عمران نے کہا اور ایک طرف پڑا ہوا اخبار اٹھا کر پڑھنے لگا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد چانک جولا کی آواز آئی۔

”ماسٹر۔ اب مجھے محسوس ہونے لگا ہے ایسے جیسے میرا ذہن ہلکا ہوتا جا رہا ہو۔ جیسے مجھے نیند آنے لگ گئی ہو۔“ — جولا کی آواز میں بھی خوابیدگی کا عنصر نمایاں تھا اور عمران بے اختیار مسکرا پڑا۔ بس کا خیال درست ثابت ہو رہا تھا اور پھر چند لمحوں بعد جولا کی آنکھیں خود بخود بند ہوتی گئیں اور اس کے چہرے پر ایسے تاثرات نظر آنے لگے جیسے وہ گہری نیند سو گیا ہو۔

”جوانا۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟“ — عمران نے پوچھا۔
”یس ماسٹر۔ میں آپ کی آواز سن رہا ہوں۔“ — جولا کے ہونٹ ہلے اور اس کی خوابیدہ سی مدہم سی آواز سنائی دی اور عمران آواز سے ہی سمجھ گیا کہ وہ اس وقت لاشعوری طور پر بلورل رہا ہے اس کا شعور سوچکا ہے۔

جوانا۔ تم مجھے بتاؤ گے کہ پاکیشا آنے سے پہلے اکیڑیا میں تمہاری دوستی کس لڑکی سے تھی۔“ — عمران نے پوچھا۔
”ایک لڑکی سے۔ بے شمار لڑکیوں سے دوستی تھی۔ میرا تو کام اسی لڑکی

بچوں کو آگ لگ سکتی ہے ورنہ شاید وہ یہ چکر نہ چلا آ۔
 عمران نے سوچا۔ اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ صبح انکل زہیری
 سے اجازت لے کر سب سے پہلے بیگ زہیری کے میکے جا کر اس کریمو
 بابا سے ملے گا۔ تب پتہ چلے گا کہ اس کے بعد جبیک نے کیا کارروائی کی

انتہائی طاقتور اینجن کی لینرڈ جیپیں آہستہ آہستہ سونار کے خوفناک
 جنگل میں راستہ بناتی ہوئی آگے بڑھی جابری قیس۔ لینرڈ جیپ خصوصی
 طور پر جنگل کے اندر سفر کے لئے تیار کی گئی تھی۔ اس جیپ کی چوڑائی کم اور
 لمبائی زیادہ تھی۔ پوری ہاڈی کے اوپر سفید رنگ کا ایک ایسا شفاف شیشہ
 چڑھا ہوا تھا کہ جیپ کے اندر بیٹھے ہوئے افراد باہر کا نظارہ تو آسانی سے
 کر سکتے تھے لیکن کوئی جانور جیپ پر حملہ نہ کر سکتا تھا۔ جیپ کے اگلے سرے
 پر ایک خاص قسم کا کٹر فٹ تھا جو راہ میں آنے والی جھاڑیوں کو انتہائی
 تیز رفتاری سے کاٹ دیتا تھا۔ اس طرح لینرڈ جیپ کے ذریعے انتہائی
 محفوظ طریقے سے گھنے سے گھنے اور خطرناک سے خطرناک جنگل میں آسانی
 سے سفر کیا جاسکتا تھا۔

آگے والی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک ناپالی بیٹھا ہوا تھا جس
 نام ماکینو تھا اور اس کے ساتھ والی سیٹ پر ڈان موجود تھا جب کہ عقبی

بناتے ہوئے کہا۔

آپ کی مرضی ہے جناب! — میرا فرض تو آپ کو آگاہ کر دینا تھا۔ — ماکینو نے منہ ملتے ہوئے جواب دیا مگر ڈان نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

دونوں جیپیں ایک دوسرے کے پیچھے چلتی ہوئی آگے بڑھتی جا رہی تھیں۔ ڈان نے سونا رنگ جنگل کے متعلق تفصیلات معلوم کرنے کے بعد اس جنگل میں پاکیشیا کی طرف سے داخل ہونے کی بجائے ناپال کی طرف سے داخل ہونے کا پروگرام بنایا تھا۔ گو وہ معبد جہاں انہوں نے پہنچنا تھا پاکیشیا کی ہی حدود میں تھا لیکن ناپال کی طرف سے ایک تو راستہ کم دشوار گذار تھا اور دوسرا ناپال کی طرف سے فاصلہ بھی نسبتاً کم ہی پڑتا تھا چنانچہ اس نے ہیڈ کوارٹر رپورٹ کی اور پھر ہیڈ کوارٹر نے بھی اس کی تجویز کی تاہم کردی اور تمام انتظامات کر لینے کی حامی بھر لی۔ چنانچہ ڈان جبک کو ساتھ لے کر پاکیشیا سے ناپال آگیا اور پھر ہیڈ کوارٹر نے ہی یہ دونوں خصوصی جیپیں، مخصوص فہرہ اسلحہ اور دوسرا ضروری سامان خصوصی طور پر ایئرٹن کارس سے ناپال لکھجوا دیا اور ساتھ ہی آٹھ افراد بھی ہیڈ کوارٹر سے ہی آئے تھے جو کس وقت ان کے ساتھ جیپوں میں موجود تھے۔ ان میں سے چار تو ہیڈ کوارٹر کے ایشین گروپ سے متعلق تھے جبکہ باقی چار افراد مانگ کے شیعہ کے خصوصی ماہر تھے۔ ان کا مشن اس قدیم اور غیر آباد معبد کے قریب ایک خاص علاقے سے ایک ایسی دھات نکالنا تھا جسے سائنسی طور پر جم باٹ کہا جاتا تھا اور اور کہا جاتا تھا کہ اس دھات کی وجہ سے زمین میں جواہرات وجود میں آتے

سیٹوں پر ایئرٹن کارس کے چار باشندے موجود تھے جبکہ پچھلی جیپ میں جبک کے ساتھ بھی چار ایئرٹن کارس کے باشندے موجود تھے۔ پچھلی جیپ کے عقبی حصے میں دو بڑے بڑے باکس رکھے ہوئے تھے اور اس جیپ کے عقب میں ایک بڑا سا ٹرلر بھی موجود تھا جس میں سامان لدا ہوا تھا۔ پورا ٹرلر سیاہ رنگ کی تریال میں لپٹا ہوا تھا۔ میں ایک بار پھر کہہ رہا ہوں جناب! — کہ ہمیں براہ راست اس قدیم معبد تک نہیں جانا چاہیے کیونکہ یہاں جنگلوں میں بدھ مذہب کے افراد کے قافلے گذرتے رہتے ہیں اور ان کے لئے خاص خاص جنگلوں پر سرائے وغیرہ موجود ہیں۔ — وہاں سرائے میں ان قافلوں کو نہ صرف رہائشی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں بلکہ ان کی حفاظت کے لئے بھی خصوصی اقدامات کئے جاتے ہیں۔ — خصوصی محافظ ہر سرائے میں رکھے جاتے ہیں اور یہ محافظ انتہائی خوفناک رکاوٹ بھی ہوتے ہیں اور ان کو کس علاقے کے چتے چتے کا علم بھی ہوتا ہے۔ — سائے قدیم معبدان کی نگرانی میں ہوتے ہیں۔ — اگر ہم براہ راست معبد پر پہنچ گئے تو یہ لوگ ہمیں فوراً دشمن قرار دے کر ہم پر چڑھ دوں گے اور پھر ہمارا زندہ بچ نکالنا ناممکن ہو جائے گا۔ — ماکینو نے خاموش بیٹھے بیٹھے اچانک بات شروع کر دی۔

میں نے پہلے بھی تمہاری باتیں سنی ہیں اس لئے ان باتوں کو بار بار دہرانے کی ضرورت نہیں۔ — اگر کسی نے ہم سے دشمنی لی تو ہم ایک لمحے میں انہیں زمین میں دفن کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ اس لئے تم بے فکر رہو اور بس ڈرائیو تک کرتے رہو۔ — ڈان نے براہ راست

میں لیکن سائنسی طور پر یہ دھات جو اہل اتر سے زیادہ قیمتی سمجھی جاتی تھی کیونکہ یہ دھات غلامی تجربات میں انتہائی کارآمد ثابت ہوئی تھی لیکن یورپ دنیا میں یہ دھات انتہائی نامیاب تھی۔ ڈان کا تعلق جس بین الاقوامی تنظیم سے تھا اس کا نام میٹالک تھا اور اس کا کاروبار ہی یورپی دنیا میں ایسی نامیاب دھاتوں کی تلاش اور انہیں بڑے بڑے ملکوں کی سائنسی لیبارٹریوں کو فروخت کرنا تھا۔ میٹالک نے ارضیات کے ماہر ترین افراد کو باقاعدہ ملازم رکھا جو یورپی دنیا میں ایسی دھاتوں کا سراغ لگاتے رہتے تھے اس طرح اس کا کاروبار انتہائی کامیاب جا رہا تھا لیکن اس کا کاروبار میں صرف میٹالک ہی مصروف نہ تھی بلکہ ایکریما، گریٹ لینڈ اور الیٹران کاربن کی کئی اور تنظیمیں بھی اس کا کاروبار میں ملوث تھیں اور ظاہر ہے ان کے درمیان نہ صرف کاروباری رقابت موجود تھی بلکہ یہ ایک دوسرے کے مشن پر بھی ہاتھ صاف کرنے سے نہ چوکتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ ایسی تنظیم نے باقاعدہ ایسے آدمی رکھے ہوئے تھے جو تنظیم کے کاروبار کی حفاظت کرتے تھے۔ میٹالک میں اس شعبے کو ایکٹنگ گروپ کہا جاتا تھا۔ ڈان اس گروپ کا انچارج تھا جب کہ جبیک اس کا اسٹنٹ تھا یہ گروپ انتہائی جدید ترین وسائل کا حامل تھا۔ ویسے بھی میٹالک جو اس کاروبار میں سب سے نمایاں تھی اور اس کی وجہ اس کا انتہائی جدید ترین ہتھیار اور آلات کا استعمال تھا۔ میٹالک نے اس کے ساتھ ساتھ ایسے آدمی بھی رکھے جو تھے جو یورپی دنیا کے ماہرین ارضیات کی ریسرچ کو چیک کرتے رہتے تھے اور اس شعبے کے ایک آدمی کے ہاتھ اتفاق سے ایک ایسی ڈائری نک گئی تھی جو پاکستان کے ایک ماہر ارضیات الفت حسین کی تھی۔ یہ ڈائری

نے پاکستان کے ایک کابڑی سے دستیاب ہوئی تھی اس ڈائری میں کابڑی کی بات یہ تھی کہ اس کے ایک نفعی پرالٹسٹ حسین نے ہم ہاسٹ کی ڈیپت کے بارے میں تحریر کیا ہوا تھا کہ اس نے اتفاق سے ہم ہاسٹ کا ایک خاصا بڑا ذخیرہ دریافت کر لیا تھا لیکن یہ دھات ابھی آپکھتے تھی اور اسے بچھڑے ہوئے ہیں ہم ایک کم از کم دس سال مزید کار کرتے۔ اس الفت حسین نے اس گیارہ کا ایک نقشہ بنا کر اسے اپنی بیٹی کے حوالے کر دیا تھا لیکن اس نے اپنی بیٹی کو صرف اتنا بتایا تھا کہ یہ ایک تعویذ ہے اور اس کی مدد سے دس پندرہ سالوں بعد اسے ایک بہت بڑا خزانہ ہاتھ آسکتا ہے۔ اس آدمی نے جب اس ڈائری کے متعلق مزید تحقیقات کی تو اسے پتہ چلا کہ یہ ڈائری اس کابڑی کو اس سامان میں سے ملی تھی جو شہر معدنیات کے ایک انشکی بیوی نے کالچا کابڑی سمجھ کر اس کابڑی کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا۔ میٹالک کا وہ آدمی جس کا نام جالسن تھا، کابڑی سے یہ پتہ معلوم کر کے اس عورت سے ملا جس نے یہ سامان فروخت کیا تھا لیکن وہ ایک سادہ سی گھریلو عورت تھی۔ وہ اپنے شوہر اور بچوں کے علاوہ کسی اور سے واقف ہی نہ تھی۔ جالسن نے اپنے طور پر الفت حسین کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن چونکہ طویل عرصہ گزر چکا تھا اس لئے وہ الفت حسین کے کوالف معلوم نہ کر سکا اس پر اس نے وہ ڈائری میٹالک کے ہیڈ کوارٹر بھیجوا دی جہاں اس الفت حسین کے کوالف اور اس نقشے کی تلاش کا کام ڈان کے سپرد کر دیا گیا اور ڈان نے جبیک کی ڈیوٹی لگائی۔ ابھی جبیک پاکستان جانے کی تیاری ہی کر رہا تھا کہ اتفاق سے اسے وہیں الیٹران کاربن میں جی اس سلسلے میں تفصیلات کا علم ہو گیا۔

”جناب!۔۔۔ اس رات سے آگے جیب نہیں جا سکتی۔۔۔ ہمیں اٹنا پہاڑی چھوڑ کر بندوبست کرنا پڑے گا اور پہاڑی خچر کسی بدھ سرائے سے ہی حاصل کئے جا سکتے ہیں“۔۔۔ ماکینو نے جیب روکتے ہوئے کہا۔

”مگر تم نے تو کہا تھا کہ ہمیں براہ راست اس معبد تک پہنچ جائیں گے اور نہ ہم شروع سے ہی خچروں کا استعمال کرتے“۔۔۔ ڈوان نے رخت لیے میں کہا۔

جی ہاں! — واقعی میں لے کہا تھا لیکن آپ کو یاد ہے کہ جب سفر شروع ہوا تو آپ نے حکم دیا تھا کہ اس راستے سے معبد تک پہنچا جائے۔ اس راستے پر ہمیں کوئی دیکھ نہ سکے۔ اس لئے مجبوراً مجھے یہ راستہ اختیار کرنا پڑا۔ ورنہ اصل راستے سے جلتے ہوئے تو لازماً ہمیں بدھ سڑکے کے منے سے گزرنا پڑتا — اور اس راستے کے متعلق میں نے صرف سنا تھا میں خود کبھی اس راستے پر گیا نہیں تھا۔ — ماکینو نے جواب دیا تو ڈان نے جوتھ بھیجے اور پھر اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا ایک ٹیوب دیا تو سربر کی آواز کے ساتھ ہی جیب کے اوپر موجود شفاف شیشے کے چادر سمٹ کر جیب کی سائڈوں اور عقبی حصے میں غائب ہو گئی اور اب وہ دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ عقبی جیب سے جب بھی اٹرا اور ڈان نے قریب آگیا۔ ڈان گئے میں پڑی ہوئی دُور بین کو آنکھوں سے لگائے اپنی راستہ تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن واقعی سوائے اس پڑھائی لے اور کوئی راستہ نہ تھا۔ — ہر طرف ہزاروں فٹ گہری کھائیاں تھیں کیونکہ

جیک کے ایک دوست نے اپنے مکان کا ایک کمرہ پاکیشیا کے ایک طالب علم کو کرائے پر دیا جو ابھی تک ناہم الصغر تھا اور پھر اصغر نے ایک نقل میر اس تعویذ اور خزانے کی کبابی سادھی جس کا ذکر ڈائری میں تھا اور پھر جیک نے مزید پوچھ گچھ کر کے الفت حسین کی بیٹی کے بارے میں تفصیلات معلوم کر لیں۔ پھر وہ اصغر کے ساتھ پاکیشیا گیا۔ وہاں جی اس کے ساتھ آیا تھا تاکہ نقشہ ملنے کے بعد اس مشن پر کام کیا جاسکے اور پھر جیک نے طویل جدوجہد کے بعد وہ تعویذ و نسخہ نکال اور ڈان اور جیک نے تو خیر احمد کی مدد سے اس نقشہ کو پڑھ لیا۔ اس طرح انہیں علم ہو گیا کہ جہانمٹ دھات کا ذخیرہ پاکیشیا اور ناپال کی سرحد پر پھیلے ہوئے آتہاڈ خونخوار جنگل سونار میں ایک قدیم معبد کے قریب موجود ہے اور اب وہ اپنے کارگوپ کے ساتھ اس ذخیرے کو حاصل کرنے کے لئے اس معبد کی طرف جا رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ معبد میں پہنچنے کے بعد زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے اندر وہ یہ ذخیرہ زمین سے نکال لینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ کیونکہ میڈ کارٹار نے مانگ سے متعلق ایک تجربے کا کارگوپ بھیج دیا تھا جس کا انچارج انجینئر مائیکل تھا اور اس ذخیرے کو نکالنے کے لئے جدید ترین سلمان بھی ان کے ہمراہ تھا۔ اس لئے ڈان کسی بدھ سرائے وغیرہ کے پیکر میں نہ پڑنا چاہتا تھا وہ براہ راست اس معبد تک ہی جانا چاہتا تھا۔

چندین مسلسل سفر کر رہی تھیں لیکن ان کی رفتار بے حد آہستہ تھی کیونکہ راستہ خاصا دشوار گزار تھا۔ بہر حال مسلسل آٹھ گھنٹوں تک سفر کرنے کے بعد وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے چڑھائی چڑھنا پڑتی تھی اور یہ

تھوڑی دیر بعد ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا اودھڑا عطر بکھٹو باہر نکلا۔ اس نے گہرے رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا لیکن اس نے سر پر ایک مخصوص انداز کی تکیونی بھی پہن رکھی تھی۔
 "خوش آمدید — خوش آمدید — راتے سروپ آکاش سرتے میں مہانوں کو خوش آمدید کہتا ہے۔" راتے سروپ لے بڑی صاف انگریزی میں ڈان اور جیک سے بات کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے باقاعدہ ڈان، جیک اور مکیسٹ سے مصافحہ کیا۔ ماکینو کے سر پر اس نے اس طرح اتھ چھپا دیا جیسے بزرگ اپنے بچوں کے سروں پر شفقت سے اتھ چھپاتے ہیں۔

"ہم الیٹن کا مین کے باشندے ہیں اور معدنیات کے سروے کا کام کرتے ہیں۔ حکومت ناپال نے معدنیات کی تلاش کے لئے ہمیں الیٹن کاربن سے بلوایا ہے۔" ڈان نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "اوہ! — پھر تو آپ سرکاری آدمی ہوئے اور ہمارے لئے آپ کی خدمت فرض ہو گئی۔" تشریف لائیے۔ یہاں آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔" راتے سروپ کا لہجہ بیکھت خوشامدانہ ہو گیا۔
 "ہمارا سامان۔" ڈان نے کہا۔

"سامان کی فکر نہ کریں، یہ محفوظ ہے گا۔ آپ دونوں جیسپین دروازے کی سائیڈ پر لنگھ دیں۔ ہمارے آدمی رات کو اس کا باقاعدہ پہرہ دیں گے۔" راتے سروپ نے کہا اور ڈان نے سر ہلادیا۔ پھر جیسپین دروازے کی سائیڈ پر لنگھ دی گئیں اور انہیں لاک کر کے وہ سب سرتے میں پہنچ گئے۔ ڈان اور جیک کو علیحدہ کمرہ دیا گیا جبکہ ان کے باقی ساتھیوں

کو ایک کمرے کے سرے میں مشترکہ طور پر بٹھرایا گیا۔ کچھ اجڑا نہیں دیا گیا وہ سجدہ لہذا تھا اس لئے ڈان اور جیک دونوں نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ کھانے کے بعد راتے سروپ ماکینو کے ساتھ ان کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

"ماکینو نے مجھے بتایا ہے جناب! — کہ آپ روشن معبد بنانا چاہتے ہیں۔" راتے سروپ نے کہا۔ اس کے لہجے میں ملکی سی تشویش تھی۔
 "اگر اس معبد کا ہم روشن معبد بنے تو بھلا کیا ہے ہم وہیں بنانا چاہتے ہیں۔ ہمارے ایک آدمی نے اس معبد کے قریب حکومت ناپال کے لئے ایک قیمتی دھات کی موجودگی کا پتہ چلایا ہے۔" ڈان نے مادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی جناب! — کہ اب وہاں سے کیا ملے گا۔ کیونکہ آج سے تقریباً دو ہفتے پہلے حکومت ناپال کی ایک ادریم سبجی آئی تھی اور وہ لوگ جی کہہ رہے تھے کہ روشن معبد کے قریب کوئی انتہائی قیمتی دھات تلاش کرنی ہے۔ وہ ایک ہفتہ وہاں رہے اور واپسی میں پھر یہاں سرتے میں بٹھ رہے تھے اور انہوں نے بتایا تھا کہ وہ یہ دھات تلاش کرنے اور حاصل کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔ کسی جم ہاسٹ کا نام لے رہے تھے۔" راتے سروپ نے کہا تو ڈان اور جیک بے اختیار جھل پڑے۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا وہ بھی ہماری طرح غیر ملکی تھے۔ میرا مطلب ہے وہاں کے مقامی افراد تھے یا کسی دوسرے ملک کے؟" ڈان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کا ذہن راتے سروپ کی بات سن کر مبہوئہ حال بن رہا تھا۔

باکس میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نہ سکنے لگیں۔

جینو ویلو — بید کوڑ ٹر کا ٹنگ — چند لمحوں بعد بھاری سی آواز سنا دی وہی۔

ڈان بول رہا ہوں سوز جنگل سے — ڈان نے کہا۔

لیں — کیا رپوٹ ہے — ؟ دوسری طرف سے کہا گیا۔

باس ! — جم ہاٹ کو ڈیوڈ بلیو کا رول نام ایک ہفتہ پہلے نکال کر لے گیا ہے — ڈان نے حوث چباتے ہوئے کہا۔

کیا — کیا کہہ رہے ہو — ؟ یہ کیسے ممکن ہے — انہیں کیسے

پتہ چلا اس کا — ؟ دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور ڈان نے آکاش سرے میں پہنچنے اور اس کے انچارج رائے سرورپ کی تمام باتیں تفصیل سے بتا دیں۔

دیری بیڈ — پھر تو بہت ڈانٹ لیا ہو گا — جم ہاٹ تو اس

وقت سانس لیٹاؤ سے دنیا کی قیمتی ترین دھات ہے — دوسری طرف سے کہا گیا۔

باس ! — وہ لوگ ابھی اس کی صفائی میں مصروف ہوں گے اور انہیں یقیناً یہ علم نہ ہو گا کہ ہم بھی اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے کیوں نہ ہم ان سے یہ حاصل کر لیں — ڈان نے کہا۔

ٹھیک ہے — تم والے آ جاؤ۔ اب وہاں کچھ نہیں ہو گا۔ میں اس دوران معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور اگر واقعی ابھی تک انہوں نے اس کا سودا نہیں کیا تو پھر یہ ہمارا حق ہے۔ ہم اسے ہر صورت میں حاصل کریں گے چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو تب لے — باس نے

فیصلہ کن لہجے میں کہا اور ڈان کا چہرہ کھل اٹھا۔

آپ نے اچھا فیصلہ کیا ہے۔ باس ! — اب آپ بے فکر رہیں۔ ڈان کو صرف آپ کی طرف سے اجازت کی ضرورت تھی۔ باقی ہم میں کر لیں گے۔ ویسے بھی میری طویل عمر سے خواہش تھی کہ اس کا رول نام اور اس کے ساتھیوں کا ہمیشہ کے لئے نامہ کر دوں۔ یہ نام بہت اچھے لگتے تھے — ڈان نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ — مجھے بہت حال بہداشت چاہیے اور اس لئے بھی چاہیے کہ اب یہ ٹینک کی عزت کا سوں بن گیا ہے اور میں اس کا سودا بھی کر چکا ہوں — دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی باکس میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں دوبارہ سنا دی گئیں۔

تیار ہو جاؤ جیک — میں قدرتی طور پر توقع مل گیا ہے۔ آں ڈیوڈ بلیو کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کا — اور میں اس موقع کو کسی منظر بھی نہ مانع نہیں کرنا چاہتا — ڈان نے جیک کی طرف اشارت کرتے ہوئے کہا اور جیک نے اثبات میں سر ہلادیا۔

الفاظ گھوم رہے تھے۔ اس نے اخبار رکھا اور لیسور اٹلی کر اس نے کھڑکی کے خبر ڈائل کر دیتے۔

”یس۔ انکوائری پلیئر۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

”مشہور ماہر آثار قدیمہ توقیر احمد کی رہائش گاہ کا نمبر پانچتیس۔“ عمران نے کہا اور آپریٹر نے چنریسیکنڈ کی حساموشی کے بعد نمبر بتا دیا۔ عمران نے شکریہ ادا کر کرڈیل دیا اور پھر آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔ ”توقیر بول رہا ہوں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی توقیر احمد کی آواز سنائی دی۔

”میں علی عمران بول رہا ہوں۔“ عمران نے خجیرہ بلجی میں کہا۔ ”اوہ عمران صاحب آپ۔“ فرمائے کیسے فون کیا۔“ دوسری طرف سے توقیر احمد کے بلجی میں حیرت تھی۔

”اخبار میں آپ کے گھر چوری کی خبر پڑھی ہے میں نے سوچا کہ آپ سے تفصیلات معلوم کروں کہ کیونکہ ایشیل جنس کا یہ نمڈنٹ میرا گہرا دوست ہے۔“ یہ چوری برآمد کرنا پولیس کے بس کا کام نہیں ہے کیونکہ معاملہ غیر ملکیوں کا ہے۔ یہ کام ایشیل جنس ہی کر سکتی ہے اس طرح اگر آپ کی وہ بھاری مالیت کی رقم برآمد ہو جائے تو مجھے خوشی ہوگی۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ!۔“ آپ کی ہمدردی کا بے حد شکریہ۔“ تفصیل تو تقریباً وہی ہے جو اخبار میں شائع ہوئی ہے۔“ توقیر احمد نے جواب دیا۔ ”کتنی مالیت کی رقم تھی۔“ عمران نے پوچھا۔

عمران نے جیسے ہی میز پر رکھا ہوا تہہ شدہ اخبار اٹھایا۔ اس کی نظر سب اخبار کے پچھلے حصے میں موجود ایک خبر پر پڑیں اور وہ چونک پڑا۔ خبر سرخمی کے مطابق مشہور ماہر آثار قدیمہ توقیر احمد کے گھر میں بھاری مالیت کی غیر ملکی کرنسی چوری کی گئی تھی۔ عمران توقیر احمد کے بارے میں جانتا تھا کہ وہ محکمہ آثار قدیمہ کے ریٹائرڈ ہیں اور آثار قدیمہ کے سٹے کے نقشے پڑھنے کے ماہر ہیں۔ عمران نے کتنی بار ان سے ملاقات کی تھی لیکن عمران دراصل غیر ملکی کرنسی اور اس کی بھاری مالیت کے الفاظ پر چونکا تھا۔ اس نے جلدی سے خبر کی تفصیل پڑھنی شروع کر دی۔ خبر کے مطابق دو غیر ملکیوں نے توقیر احمد سے کوئی قدیم نقشہ پڑھوایا تھا اور اس کے معاوضے میں غیر ملکی کرنسی بھاری مالیت میں دی تھی جو کہ اسی رات کو چوری کر لی گئی۔ پولیس اس معاملے میں تفتیش کر رہی تھی۔ پولیس کا شک توقیر احمد کے ملازموں پر تھا۔ عمران کے ذہن میں غیر ملکی بھاری مالیت کی کرنسی اور قدیم نقشے کے

دس ہزار ڈالر کی رقم تھی — میرے لئے تو یہ بھاری مالیت ہی ہے۔ آجکل مصروف پیش پر ہی گزارہ ہو رہا ہے۔ — تو قیصر احمد لے لیا۔
”ان غیر ملکیوں کے بارے میں جو تفصیل آپ جانتے ہیں بتادیں۔“
عمران نے کہا۔

ان میں سے ایک کا نام رائٹ تھا جبکہ دوسرے کا نام جیک تھا۔ وہ رائل کلب کے مینجیر شاہ کے حوالے سے میرے پاس آئے تھے ان کا کہنا تو یہی تھا کہ وہ دونوں مل کر پاکستان کے قدیم قلعوں کے بارے میں ایک تحقیقی کتاب لکھ رہے ہیں اور ان کے پاس کسی قدیم قلعے کا نقشہ ہے جو وہ پڑھوا چاہتے ہیں۔ لیکن جب میں نے نقشہ دیکھا تو وہ قلعے کی بجائے کسی مہبہ کا تھا جس پر میں نے انہیں بتایا کہ یہ تو قلعے کا نقشہ نہیں ہے تو انہوں نے مجھے کہا کہ وہ معبدوں پر بھی کتاب لکھنا چاہتے ہیں اس لئے وہ اسے بھی پڑھ دیں۔ میں نے وقت مانگا تو انہوں نے فوری کام کرنے کے لئے کہا اور از خود دس ہزار ڈالروں کی گڈی مجھے معادضے کے طور پر دے دی۔ میں نے نقشہ پڑھ دیا اور وہ واپس چلے گئے۔ دوسرے روز میں اٹھا تو میرا سیف کھلا ہوا تھا اور رقم غائب تھی۔ پولیس میرے ملازموں پر شک کر رہی ہے لیکن یہ لوگ میرے اعتماد کے ہیں۔ — تو قیصر احمد نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور جیک کا نام سن کر عمران بے اختیار چومک پڑا کیونکہ ایک جیک کی اُسے بھی تلاش تھی۔

”یہ لوگ ملک کے رہنے والے تھے۔“ — عمران نے پوچھا۔
”ایڈیشن کارمن کے بارے میں تھے۔“ تو قیصر احمد نے جواب دیتے

ہوئے کہا اور عمران کا شک یقین میں بدل گیا۔
”آپ کو وہ نقشہ تو یاد ہو گا۔ اس کی تفصیل بتادیں۔“ عمران نے کہا اور تو قیصر احمد نے جو تفصیل بتائی اس سے بات اور واضح ہو گئی۔
”اس نقشے پر اس کے تیار کرنے والے کا نام یا کوئی اور تحریر — جو آپ نے دیکھی ہو۔“ — عمران نے پوچھا۔

جی ہاں — نیچے کونے میں اے۔ ایک کے حروف درج تھے اور اوپر والے کونے میں دھم سے حروف میں جم ہائٹ کے الفاظ لکھے ہوئے تھے لیکن چونکہ ان کا نقشہ کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا اس لئے میں نے بھی ان پر مغز ماری کرنے کی کوشش نہیں کی۔ — تو قیصر احمد نے جواب دیا اور بات بالکل ہی واضح ہو گئی تھی۔ اے۔ ایک سے صاف ظاہر تھا کہ الف تحسین نے اپنے ہم کا مخفف لکھا تھا لیکن جم ہائٹ کے الفاظ سن کر عمران کے ذہن میں ایک دھماکہ ہوا تھا کیونکہ جم ہائٹ ایک انتہائی قیمتی دھات کا نام تھا۔

شکریہ ا — آپ بے فکر رہیں۔ میں پوری کوشش کر دینگا کہ آپ کی رقم واپس مل جائے۔ — عمران نے کہا اور ریسور رکھ دیا۔ اس دوران سلیمان مین پر ناشہ رکھ گیا تھا اس لئے عمران ریسور رکھ کر ناشتے میں مصروف ہو گیا لیکن اس کا ذہن مسلسل جیک اور اس نقشے کے متعلق سوچنے میں ہی لگا ہوا تھا۔ اہل زہری کی جو علی سے واپسی کے بعد اس نے بگ آنٹی کے پرانے ملازم کریمو بابا کو تلاش کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اُسے پتہ چلا کہ کریمو بابا کو کوئی غیر ملکی اپنے ساتھ کسی غیر ملک لے گیا ہے نوکر بنا کر۔ — اور تب سے کریمو بابا واپس ہی نہیں آیا۔ اس

غیر ملکی کے جلیے سے اتنا تو عمران کو معلوم ہو گیا تھا کہ یہ وہی اہنرا کا دوست
 جیک ہے لیکن اس کے بعد کیا ہوا، اس کا پتہ نہ چل سکا تھا۔ ویسے اس
 نے ڈائیگری کے ذمے یہ لگا دیا تھا کہ وہ جیک کا سرخ لگائے۔ لیکن ابھی
 تک اس کی طرف سے کوئی اطلاع نہ آئی تھی اور یہ بات واضح ہو گئی
 تھی کہ جیک کریمو بابا کو لے کر غیر ملک نہ گیا تھا بلکہ وہیں رہا تھا اور اس
 نے وہ تعویذ حاصل کر لیا تھا جس میں سے یقیناً وہی نقشہ نکلا ہو گا
 جسے تو قیراحمد نے پڑھا تھا اور جم ہاٹھ کے بارے میں اب وہ حسی
 طور پر اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ الفت حسین صاحب چونکہ مشہور ماہر
 ارضیات تھے اس لئے انہوں نے سونار جنگل میں اس معبد کے قریب
 جم ہاٹھ کا سرخ لگایا لیکن دھات چونکہ ابھی کچی تھی اس لئے انہوں نے اس
 کا نقشہ بنا کر اپنی بیٹی کو فے دیا تعویذ کی صورت میں اور لڑائیاں انہوں نے اس
 کی تفصیل بھی کہیں لکھی ہوگی جس کا علم اب آئی کو نہ ہو سکا تھا۔ چنانچہ یہ
 سارا کھیل اس جیک نے جم ہاٹھ حاصل کرنے کے لئے کھیلا تھا اور یقیناً
 اب وہ لوگ سونار جنگل میں اس جم ہاٹھ دھات کو نکالنے کے لئے گئے
 ہوئے ہوں گے۔

عمران نے ناشتے سے فارغ ہو کر لباس تبدیل کیا اور پھر کار لے کر وہ
 فلیٹ سے نکلا اور دانش منزل پہنچ گیا۔

’اوہ! آج تو صبح صبح آپ کو دانش منزل یاد آگئی۔ خیریت!‘
 بلیک زیرو نے آپرین روم میں اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

’رات سلیمان نے ساری دانش وصول کر لی اس لئے میں نے سوچا کہ چلو
 کچھ وصول کر آؤں۔ اب دونوں ہی چیزیں خالی ہوں تو گزارہ نہیں

ہوتا۔‘ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

’دونوں چیزیں۔‘ کیا مطلب۔‘ بلیک زیرو نے چونک
 کر پوچھا۔

’جیب اور کھوپڑی۔‘ عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار متنبہ
 ار کر رہا تھا۔

’مطلب ہے کہ ایمان نے آپ کی جیب خالی کر دی ہے۔‘
 بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

’ارے وہ بچہ تو بے حد کوٹش کرتا رہتا ہے جیب خالی کرنے کی۔
 یمن میں نے بھی ایک جیب ایسی بنا رکھی ہے جس تک اس کا ہاتھ پہنچ
 ہی نہیں سکتا۔‘ اس البتہ اپنے قرض کا حساب بتاتا کہ اس نے میری
 کھوپڑی ضرور خالی کر دی ہے۔‘ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب
 دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریسور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع
 کر دیئے۔

’واور بول رہا ہوں۔‘ رابطہ قائم ہوتے ہی سردار کی آواز سنائی دی۔
 ’عمران بول رہا ہوں جناب۔‘ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’اوہ عمران بیٹے تم۔‘ خیریت ہے آج صبح صبح کیسے فون کیا ہے؟
 سردار کے لیے میں حیرت تھی۔

’میں تو انتہائی ڈرپوک سا آدمی ہوں۔‘ میں تو دوپہر کو بھی خون
 نہیں کر سکتا آپ صبح صبح کی بات کر رہے ہیں۔‘ عمران نے

سہمے ہوئے لیے میں کہا اور سردار اونچی آواز میں ہنس پڑے۔
 ’خون نہیں بلکہ فون کہا ہے میں نے۔‘ سردار نے ہنستے

ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ درہل میں نے سنا ہوا ہے کہ آدمی رات کے بعد سے فون کا کام معاوضہ بھی آدھا ہو جاتا ہے۔ میں نے سوچا کہ آدمی رات آدھا معاوضہ۔ اور رات ختم تو معاوضہ بھی ختم اور فون کا لڑ گئی مفت میں۔ اور آپ کو تو پتہ ہے کہ مفت کی شراب تو قاضی صاحب نے بھی نہ چھوڑی تھی۔ بیچارہ میری طرح کا ہوگا کہ شراب خرید نہ سکنا ہوگا اور سلیمان نے جی مجھے اس قابل نہیں چھوڑا کہ فون کا بل ادا کر سکوں۔ چنانچہ مفت کی کال۔“ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”میرا خیال ہے آجکل تمہارے پاس کوئی کام نہیں ہے لیکن عمران بیٹے! میرے پاس تمہاری طرح آتا فالتو وقت نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ کوئی کام ہو تو بات ورنہ مجھے اپنا کام کرنے دو۔“ سردار نے انتہائی سنجیدگی میں کہا۔

”چلو قضا فالتو وقت ہو اس کی تفصیل بتادیں۔“ میرے لئے جتنا بھی ہوگا کافی ہے۔“ عمران نے ان کے الفاظ آتا فالتو وقت نہیں ہے کو پکڑتے ہوئے کہا۔

”جتنا وقت تھا وہ اب ختم ہو چکا ہے۔ باقی کل۔“ سردار نے کہا۔

”ارے ارے فون بند نہ کیجیے۔ میرا بھی فالتو وقت ختم ہو گیا ہے۔ بڑی شکل سے ملتا ہے یہ فالتو وقت۔“ ورنہ پورے چوبیس گھنٹے گزارنے پڑتے ہیں۔ ہزار بار میں نے وقت والوں کو کہا کہ جب دنیا کی ہر چیز بدلی جا رہی ہے تو کم از کم اس وقت کو بھی بدل دیں۔ چوبیس کی بجائے چھتیس چالیس گھنٹے کر دیں۔“ یا پھر اٹھارہ، بارہ گھنٹے کر دیں

لیکن وہ تو تین سو پینسٹھ دن اور چوبیس گھنٹوں پر ایسے جیسے ہوتے ہیں کہ زمین جنبہ جنبہ گل محمد کے مصداق بات ہی نہیں سنتے۔“ عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

”خدا بچائے تمہاری اس زبان سے۔“ فالتو وقت کے ٹکڑوں میں تم نے اور وقت ضائع کر دیا۔ بہر حال بات و مستند کیا ہے۔“ سردار نے اس بار بڑی بے بسی سے پوچھا۔

”آپ کے بچے میں بے بسی محسوس ہو رہی ہے اور اگر پاکستان کے اتنے غظیم سائنسدان بے بس ہو گئے تو پاکستان ترقی کیسے کر سکے گا۔“ آپ فوراً بے بسی چھوڑ دیتے اور بس لے لیتے۔ ویسے بچوں کو سکول چھوڑنے اور سکول سے آنے کا دھندہ آجکل بڑا کامیاب جا رہا ہے۔ پھر نسلی کام بھی ہے معصوم بیارے پیارے بچے گھر میں بلکہ کمرہ گدھے کے بوجھ سے بھی بڑے بڑے لیتے اٹھاتے جب آپ کی بس میں سوار ہوں گے اور ان کی پیاری پیاری اور معصوم باتیں آپ سنیں گے تو ایمان سے آپ کی بس بھی مسکرائے گئے گی۔“ عمران جھلا اُتھی آسانی سے کہاں باز آئے والا تھا لیکن دوسری طرف سے سردار نے جواب دینے کی بجائے رپ رپ کر رکھ دیا۔

”کمال ہے آجکل زمانہ ہی بے مروتی کا ہے۔ اتنے کامیاب کاروبار کا مشورہ دیا ہے اور وہ بھی مفت۔“ لیکن انہوں نے پرواہ ہی نہیں کی۔“ عمران نے بڑا سامنے بندتے ہوئے کرڈل دبا کر کہا اور بلیک ریز بے اختیار نہیں پڑا۔

”سردار واقعی بے حد مصروف آدمی ہیں۔“ بلیک زیر کرنے

سکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا واقعی — تمہاری طرح —“ عان نے دوبارہ سروادر کے منبر
ڈال کرتے ہوئے کہا اور بیک زیرو لے اختیار کھینا سا ہو کر رہ گیا۔
”دور بول رہا ہوں“ — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے
سروادر کی آواز سنائی دی۔

جناب! — اگر آپ اتنے ہی مصروف ہیں کہ آپ کو فون سننے کی
بھی فرصت نہیں ہے تو مجھے حکم کیجئے میں فرصت کا پورا ٹرانسپورٹ
طیارہ بھرا آپ کو بھجوا دوں — وہ ہمارے بڑے مشہور شاعر ہیں
مرزا غالب — وہ بھی فرصت کے رات دن کی بڑی خواہش رکھتے
تھے لیکن انہیں فرصت تصور جاہاں کے لئے چاہیئے تھی۔ شاید ان کی
جاہاں اتنی موٹی ہوگی کہ تصور میں پوری نہ آ سکتی ہوگی اس لئے انہیں کئی
دن اور کئی راتیں فرصت کی چاہیئے تھیں مگر آپ تو —“ عمران کی
زبان ایک باہر چل پڑی۔

”اگر آج تم نے فیصلہ کر ہی لیا ہے کہ مجھے کام نہ کرنے دو گے تو
ٹھیک ہے نہیں کرتا کام — اطمینان سے بولے جاؤ میں سن رہا ہوں
اس بار سروادر نے شاید ننگ آکر دوسرا رنج اختیار کیا۔

شکریہ شکریہ سروادر — لیکن سارا مسئلہ تو اسی اطمینان کا ہے
ہر شخص کو ہر کام کی اتنی جلدی ہوتی ہے کہ جیسے ہی کوئی بیمار ہوتا ہے او
بیاری بھی معمولی سا نزلہ زکام کو لوگ اس کی تہ کھدوانے کا آرڈر دے دیتے
میں بلکہ کئی تو چہلم بلکہ برسی تک کے احتیاطات شروع کر دیتے ہیں۔
اب آپ ہی سوچئے کہ اتنی بھی کیا جلدی —“ حکیم اطمینان سے جو

کسی کو مرنے تو دیں لیکن صاحب! — اطمینان نام کی تو کوئی چیز آجکل
نفت میں بھی باقی نہیں رہی — ویسے میں نے تو سنا تھا کہ آجکل آپ
جم ہاسٹ پر کام کر رہے ہیں اور جم ہاسٹ پر کام تو ظاہر ہے انتہائی
اطمینان سے ہی کیا جاسکتا ہے۔ انتہائی قیمتی دھات جو ہوتی — جلدی
میں ضائع بھی تو ہو سکتی ہے — عمران آخر کار اپنے اصل موضوع
پر آ ہی گیا۔

”جم ہاسٹ پر کام — کیا مطلب — یہ تمہیں کس نے کب دیا کہیں جم ہاسٹ
پر کام کر رہا ہوں“ — سروادر کی انتہائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔
وہ بھی عمران کی ساری باتیں چھوڑ کر جم ہاسٹ کے الفاظ پر ہی چوکنے لگے۔
”چلو نہ کہہ رہے ہوں گے کام — لیکن اس پر کام کیا تو جاسکتا ہے۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مگر میں تو آجکل واقعی جم ہاسٹ پر ہی کام کر رہا ہوں۔ مگر تمہیں
کیسے معلوم ہوا کیونکہ میں نے اسی حال ہی میں اس پر کام شروع کیا ہے
اور میرا خیال ہے کہ جب سے کام شروع ہوا ہے تم تو لیبارٹری میں بھی
نہیں آئے — چہرہ تمہیں کس نے بتا دیا“ — دوسری طرف سے
سروادر نے کہا اور عمران ان کی بات سن کر چوک پڑا کیونکہ اس نے تو
صرف جم ہاسٹ کا حوالہ دینے کے لئے دوسرے پیرائے میں بات کی تھی
اس کے تو تصور میں بھی نہ تھا کہ سروادر واقعی جم ہاسٹ پر کام ہی کر رہے
ہوں گے۔

”تو آپ واقعی جم ہاسٹ پر کام کر رہے ہیں۔ مگر میں نے تو سنا تھا کہ
یہ صرف خلائی تجربات میں کام آتی ہے اور ہمارا ملک تو خلائی دوڑ میں

سرے سے شامل ہی نہیں ہے اور آپ کی لیبارٹری بھی خلائی تجربات کے لئے نہیں بنائی گئی۔" عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا اس کے لہجے میں شدید حیرت کا عنصر بھی نمایاں تھا۔

"عام طور پر تو ہم یہی خیال کیا جاتا ہے کہ جہاں صرف خلائی تجربات میں ہی کام آتی ہے۔ لیکن میرے ذہن میں ایک موثر دفاعی ہتھیار بنانے کا ایک پلان موجود تھا۔ چنانچہ میں نے اس پر کام شروع کر دیا۔ پہلے میں یہ خیال تھا کہ یہ عام سی دھات ہے اس لئے آسانی سے مل جائے گی۔ لیکن جب کام شروع ہوا تو پتہ چلا کہ یہ تو انتہائی نایاب دھات ہے۔ ابتدائی طور پر تو میں نے اپنے طور پر ایک ہیک کے دوست سائنسدان سے اس کے چند گرام حاصل کر لئے تھے اور اس کے ساتھ ہی میں نے حکومت کو بھی ڈیمانڈ دے دی کہ مجھے کم از کم ایک پاؤنڈ جہاںٹ مہیا کرنے کا بندوبست کریں لیکن کل حکومت نے بھی جواب دے دیا ہے کہ اس کی معمولی سی مقدار بھی دستیاب نہیں ہے اور بین الاقوامی مارکیٹ میں چند بارٹیاں جو ایسی دھاتیں سائنس لیبارٹریوں کو مہیا کرتی ہیں وہ اس کی انتہائی گراں قیمت طلب کر رہی ہیں جو کم از کم حکومت پاکستان برداشت ہی نہیں کر سکتی۔ اس لئے اب میں نے سوچا ہے کہ اس پر کام ہی بند کر دیا جائے اور کیا کروں۔" مگر آج تم نے جہاںٹ کی بات کر کے مجھے واقعی حیران کر دیا ہے۔" سردار نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کس پارٹی کے پاس یہ دھات موجود ہے۔" کیا آپ کو تفصیل کا علم ہے۔" عمران نے چونک کر پوچھا۔

مجھے تفصیل کا علم نہیں۔ یہ کام وزارت سائنس کا شعبہ خریداری کرتا رہتا ہے۔ اس کے انچارج ڈاکٹر مجاہد منصور ہیں۔ ان سے میری بات ہوتی تھی انہوں نے بتایا تھا۔" سردار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر مجاہد منصور۔" ٹھیک ہے میں ان سے بات کرتا ہوں اور میں آپ کو بتا دوں کہ آپ کام جاری رکھیں۔ اگر واقعی اس سے پاکستان کے دفاع میں کوئی قابل قدر اضافہ ہو گا ہے تو پھر یہ دھات یعنی آپ کو گراموں اور پاؤنڈوں میں نہیں بلکہ انتہائی زیادہ مقدار میں ملے گی۔ ہمارے ملک میں اس کا ایک ذخیرہ دستیاب ہوا ہے لیکن چند بین الاقوامی تنظیمیں اسے نکالنے کے درپے ہیں۔ مجھے جناب ایکٹوٹو نے کہا تھا کہ میں آپ سے بات کروں۔ اگر واقعی اس کے حصول کا پاکستان کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے تو سیکرٹ سروس ان تنظیموں کے خلاف کام کرتے ہوئے یہ دھات خود حاصل کرے کیونکہ بہر حال یہ معنی بھی ہے پاکستان کی سرزمین کا خزانہ ہے۔ اس لئے میں نے آپ کو فون بھی کیا تھا۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پاکستان میں۔ اور جہاںٹ۔" اگر ایسا ہے تو پھر تو یہ واقعی قدرت کی طرف سے ہمارے ملک کو ایک عظیم تحفہ دیا گیا ہے۔ اگر یہ دو چار پاؤنڈ بھی مجھے مل جائے عمران۔ تو اس سے ایسا موثر دفاعی ہتھیار بنایا جاسکتا ہے کہ جس کا عام آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ تم میری طرف سے جناب ایکٹوٹو کی خدمت میں درخواست پہنچا دو کہ وہ اس دھات کے حصول کے لئے اپنی پوری کوشش کریں۔ یہ ان کا پورے پاکستان پر ایک بہت بڑا احسان ہو گا۔" سردار نے بڑے جذباتی

کر ڈیل دباتے بیٹھا رہا۔ چونکہ اس کی پیشانی پر شکنیں موجود تھیں اس لئے بیک زبرو نے کوئی بات نہ کی تھی وہ خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ تین چار منٹ کے وقفے کے بعد عمران نے کرڈیل سے ہاتھ اٹھایا اور ڈاکٹر لہشارت کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کر دیا۔

”یس۔ ڈاکٹر مجاہد منصور ہی بول رہا ہوں“ رابطہ ہوتے ہی ڈاکٹر مجاہد منصور نے خود ہی بات کی جتنی اس کا لہجہ مودبانہ تھا۔

”چیف آف سیکرٹ سروس ایکٹو“ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ حکم سر“ ڈاکٹر مجاہد منصور کی کال لہجہ پہلے سے بھی زیادہ مودبانہ ہو گیا۔

”ڈاکٹر منصور! مجھے رپورٹ دی گئی ہے کہ سر داور نے ایک پاؤڈر جم ہاسٹ دھات کی خریداری کے لئے حکومت کو ڈیمانڈ دی تھی مگر حکومت کی طرف سے معذرت کر لی گئی ہے اور ڈاکٹر داور نے میرے ایکٹ کے تحت سے بات کرتے ہوئے یہ بھی بتایا ہے کہ کسی پارٹی کے پاس یہ دھات موجود ہے لیکن وہ پارٹی اس کی گراں قیمت طلب کر رہی ہے۔ چونکہ سر داور کی ڈیمانڈ پاکشیا کی سلامتی کے لئے انتہائی اہم ہے اس لئے آپ کی طرف سے معذرت کا مطلب یہی ہے کہ آپ کو پاکشیا کے دفاع اور سلامتی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے“ عمران کا لہجہ بے پناہ سرد ہو گیا تھا۔

”سس۔ سس۔ سس۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہمیں پاکشیا کے دفاع اور سلامتی سے دلچسپی نہ ہو سر“ ڈیمانڈ آنے پر میں نے اپنے

لہجے میں کہا۔

”اوہ کے۔ میں آپ کے جذبات ان تک پہنچا دیتا ہوں۔ آپ کام جاری رکھیں۔ خدا حافظ“ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کرڈیل دبا دیا۔ جب ٹون آگئی تو عمران نے تیزی سے وزارت سائنس کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔ پی۔ اے ٹو سیکرٹری سائنس“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

”چیف آف سیکرٹ سروس ایکٹو“ سیکرٹری سے بات کر اؤ۔

عمران نے اس بار ایکٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ ییس سر“ دوسری طرف سے بولنے والے نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور چند لمحوں بعد لائن پر ایک دوسری آواز سنائی دی۔

”یس سر۔ میں ڈاکٹر لہشارت بول رہا ہوں سیکرٹری وزارت سائنس“ بولنے والے کے لہجے میں حیرت تھی۔

”ایکٹو“ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ حکم سر“ سیکرٹری کا لہجہ پختہ انتہائی مودبانہ ہو گیا۔

”ڈاکٹر مجاہد منصور ہی سے میں نے تفصیلی بات کرنی ہے۔ اس کا نمبر بتا دیں اور ساتھ ہی اُسے میرے متعلق بریف بھی کر دیں“ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

”اوہ ییس سر۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک فون نمبر بھی بتا دیا۔ عمران نے کرڈیل دبا دیا اور چند منٹ تک وہ اسی طرح

ملک کے محکمہ معذنیات سے رابطہ کیا لیکن مجھے بتایا گیا کہ ہمارے ملک میں یہ دھات کبھی ملتی ہی نہیں۔ اس لئے یہاں یہ موجود ہی نہیں ہے اس پر میں نے بین الاقوامی مارکیٹ کو چیک کیا۔ ایسی نایاب دھاتیں حکومتیں براہ راست تو فروخت ہی نہیں کرتیں اس لئے انہیں بلیک مارکیٹ سے خریدنا پڑتا ہے۔ بین الاقوامی طور پر چند تنظیمیں ایسی دھاتیں فروخت کرتی ہیں اور ساری دنیا کی سائنس لیبارٹریاں انہی سے خریداری کرتی ہیں مخصوص ایجنٹوں کے ذریعے۔ چنانچہ ہم نے بھی ایک مخصوص ایجنٹ سے رابطہ کیا تو ہمیں بتایا گیا کہ الیٹرن کا من کی ایک تنظیم ڈیوڈ ویلیو نامی ہے۔ جس کے ہاتھ ابھی حال ہی میں حجم ماسٹ کا ایک کافی بڑا ذخیرہ لگا ہے لیکن ابھی اس کی صفائی کی جا رہی ہے اور اس میں ایک ماہ لگ جائے گا۔ ایک ماہ بعد سچائی دی جاسکتی ہے ہم نے جناب سرداور کی ڈیمانڈ کے مطابق ایک پاؤنڈ حجم ماسٹ کی خریداری کے لئے بات چیت کی تو ہمیں بتایا گیا کہ کمیشن کے علاوہ دس کروڑ ڈالر فی گرام کے تحت یہ فروخت کی جا رہی ہے۔ اب سر آپ کو سمجھ سکتے ہیں کہ دس کروڑ ڈالر فی گرام کے حساب سے ایک پاؤنڈ حجم ماسٹ کی خریداری ہم تو خرید نہیں کتے۔ ہم نے بے حد کوشش کی کہ یہ ایک کروڑ ڈالر فی گرام تک سودا ہو جائے۔ مگر جناب! وہ تو دس کروڑ ڈالر فی گرام سے کم بات ہی نہیں کرتے۔ کمیشن علیحدہ دینا ہوگا۔ جناب! ہم نے سرداور سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ اس قدر مہنگی دھات کی خریداری امت کریں۔ چنانچہ ہم نے فائل کلوز کر دی۔ اب آپ جیسے حکم کریں سر۔ ڈاکٹر مجاہد منصور نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

دس کروڑ ڈالر فی گرام۔ کیا واقعی اس دھات کی یہی قیمت ہے عمران نے کہا۔

نہیں سر۔ عام مارکیٹ میں تو اس کی قیمت شاید ایک لاکھ ڈالر فی گرام ہوگی لیکن چونکہ اس وقت یہ سرے سے مہیا ہی نہیں ہے اور پھر ایک میا اور روسیہ میں چونکہ خلائی دوڑ لگی ہوئی ہے اس لئے اس کی ڈیمانڈ بے حد بڑھ گئی ہے اور چونکہ ایک ہی پارٹی کے پاس یہ موجود ہے اس لئے ان کی کوشش ہے کہ زیادہ سے زیادہ قیمت وصول کی جائے۔ ڈاکٹر مجاہد منصور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس ایجنٹ کا پورا پتہ بتائیں۔ عمران نے کہا۔

ایک منٹ سر۔ میں فائل منگو کر بتاتا ہوں سر۔ ڈاکٹر مجاہد منصور نے کہا اور چند لمحوں بعد اس کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

سر۔ ایجنٹ کا نام ہے میسرز انٹرنیشنل سائنس ٹریڈرز۔ اور ان کا پتہ ہے۔ فارٹی۔ جی۔ مین الیونیوم۔ ناراک۔ اور اس کے جنرل منیجر ہیں مسٹر ریگا۔ ڈاکٹر مجاہد منصور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ان کا فون نمبر۔؟ عمران نے پوچھا اور ڈاکٹر مجاہد منصور نے فون نمبر بتا دیا اور عمران نے ریسورس رکھ دیا۔

اس قدر مہنگی دھات۔ حیرت ہے۔ بلیک زیر کرنے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

قدرت نے تو ہمیں بے پناہ خزانوں سے نوازا ہے مگر ہمارے ملک کام ہی نہیں کرتے۔ بہر حال اب اس دھات کو ہم نے ہر صورت

تک وہ اُسے چپک کر تاربا پھر اس نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور سید دراکٹر کو ممبر داخل کرنے شروع کر دیتے۔ بلیک زبڑ نے دیکھا کہ عمران نے ایٹن کا رن کا کوڈ نمبر نیچے ڈائل کیا تھا اس لئے وہ سمجھ گیا کہ عمران ایٹن کا رن کسی کو کال کر رہا ہے۔

”رالف بار“ — رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔
 ”میں پاکستان سے علی عمران بول رہا ہوں“ — مسٹر رالف سے بات کر لیں“ — عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔
 ”لیں۔ بولنا آں کریں“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”رالف بول رہا ہوں“۔ بولنے والے کا لہجہ خاصا کھڑا تھا۔
 ”بزار بار کہا ہے کہ تمہارا نام روف ضرور ہے لیکن کم از کم لہجہ تو روف نہیں ہونا چاہیئے۔ پالش ہی کرالو“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تم واقعی عمران بول رہے ہو“ — مجھے کاؤنٹر میں کا یقین نہ آیا تھا کہ عمران کی کال بھی ہو سکتی ہے۔ میں سمجھا تھا کہ لون علی عمران ہے۔“ اس بار دوسری طرف سے ہنستے ہوئے جواب دیا گیا۔

”بالکل ٹھیک۔ بس ایسے ہی بولا کرو۔ در نہ تمہارا لہجہ سننے کے بعد آدمی کا جی چاہتا ہے کہ اس کا خرخرنا کر گھوڑوں کی مالش کے کام لایا جائے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار دوسری طرف سے رالف نے زوردار تعجب لگایا۔

میں حائل کرنا ہے۔ یہ تو ہماری اپنی دولت ہے۔ لیکن یہ جیک وغیرہ اتنی جلدی تو یہ دھات نہیں نکال سکتے۔ یہ کہیں اور جگہ سے حاصل کی گئی ہوگی۔“ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
 ”مگر مسئلہ کیا ہے کچھ مجھے بھی تو پتہ چلے۔“ یہ پکیزت جہم مانٹ آپ کو کیسے یاد آگئی اور یہ جیک کون ہے۔“ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا کیونکہ اب تک ہونے والی تمام کارروائی کا اُسے کوئی علم ہی نہ تھا اور عمران نے انکل زبیری کی حویلی میں جانے سے لے کر توقیر احمد کی چوری اور اس سے ہونے والی بات چیت تک تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ اوہ۔ اب میں سمجھ گیا۔“ تو یہ دھات الفت حسین نے دریافت کی اور اب یہ جیک اُسے حاصل کرنا چاہتا ہے۔“ یہ جیک بھی لازماً اس ڈیلیو ڈیلیو یا اس جیسی ہی کسی تنظیم کا آدمی ہوگا۔ پھر تو ہمیں فوراً سونامی جگلی پہنچنا چاہیئے۔“ بلیک زیرو نے کہا، اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پہلے اس جیک کے بارے میں مکمل معلومات تو حاصل کر لیں۔ اتنی جلدی دھاتیں نہیں نکالی جاسکتیں اور ابھی تو انہیں نقشہ ملا ہے۔ تم وہ خصوصی ڈائری مجھے لا دو تاکہ میں دیکھوں کہ اس جیک کے بارے میں کس سے مزید معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔“ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے میز کی داڑکھولی اور سرخ رنگ کی جلد والی ایک ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔

عمران ڈائری کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ تقریباً دس بارہ منٹوں

تفہیم ہے۔ ان کے ساتھ تو ان کی زبردست مخالفت ہے۔
 وائٹ وائٹ کے آکشن گروپ کے چیف کارل ٹام اور میٹاک کے آکشن
 گروپ کے چیف ڈان کے درمیان تو کئی بار شدید جھڑپیں ہو چکی ہیں۔
 ایک بار تو یہ دونوں میرے ہی بار میں جھگڑ پڑے تھے۔ بڑی شکل سے
 میں نے بیچ بچا کر لیا تھا۔ ویسے دونوں میرے ذاتی دوست بھی ہیں
 اور جیک تو اس ڈان کا اسسٹنٹ ہے۔ اصل آدمی تو ڈان ہے
 انتہائی خطرناک مجرم ہے۔ میٹاک سے پہلے وہ مافیا کا سپر ایجنٹ رہا ہے۔
 رالف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اچھا اگر اس کارل ٹام سے بات کی جائے تو کیا تمہارا حوالہ دیا جاسکتا
 ہے اور اس سے رالطیکسے ہو سکتا ہے؟“ — غمان نے کہا۔
 ”بات تو ہو سکتی ہے لیکن وہ تو گذشتہ دو ہفتوں سے ناپال گیا ہوا تھا۔
 ابھی تک مجھے نظر نہیں آیا۔ ایک منٹ۔ میں معلوم کر کے بتاتا ہوں کہ
 وہ ایٹرن کارمن میں موجود بھی ہے یا نہیں۔“ رالف نے کہا اور پھر
 لائن پر خاموشی چھا گئی۔ غمان کے ہونٹ جھپٹے ہوئے تھے۔
 ”میلو غمان! کیا تم لائن پر ہو؟“ — ہتھوڑی دیر بعد رالف
 کی آواز سنائی دی۔

”ہاں! — لائن اور نکلتے دونوں پر ہر رکھے ہوئے ہوں۔“ غمان
 نے جواب دیا اور رالف بے اختیار ہنس پڑا۔

”وہ ناپال سے واپس آ گیا ہے ایک ہفتہ قبل۔“ اس کا زیادہ
 اٹھنا بیٹھنا اپنے کلب کارل کلب میں ہی ہے۔ میں تمہیں اس کا فون نمبر
 بتا دیتا ہوں تم اس سے براہ راست بات کر لو۔ لیکن ایک بات میری سن لو

”کیا کروں۔ ایسے لہجے کے بغیر یہاں کام نہیں چلتا۔“ بہر حال بولو
 کیا کام ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم کام کے بغیر تو فون کر ہی نہیں سکتے۔
 رالف نے ہنستے ہوئے کہا۔

ایک آدمی کا حلیہ بتا رہا ہوں۔ پہلے علیسن کو۔“ غمان نے
 کہا اور ساتھ ہی اس نے اصغر کا بتایا ہوا جیک کا خلیہ تفصیل سے بتا دیا
 ”اس کا نام جیک بتایا گیا ہے اور یہ رہنے والا ایٹرن کارمن کا ہے
 اس کے متعلق تمہیں کچھ معلوم ہو تو بتا دو۔“ غمان نے سنجیدہ
 لہجے میں کہا۔

”کچھ کیا۔ بہت کچھ معلوم ہے۔ لیکن تم اسے کیوں پوچھ رہے ہو۔
 میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔“ رالف کے لہجے میں حیرت تھی۔
 ”اس کے پاس ایک نایاب سائنسی دھات ہے اور میں نے اس
 سے سووے بازی کر لی ہے۔“ میں نے سوچا کہ بات چیت سے
 پہلے اس کے بارے میں کچھ تفصیلات معلوم ہو جائیں تو زیادہ بہتر ہے
 غمان نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ لیکن اس کے لئے تو تمہیں اس کی تنظیم
 میٹاک سے بات کرنا ہوگی۔“ جیک تو میٹاک کا ہی آدمی ہے۔ اوہ
 میٹاک کا تو دھندہ ہی ایسی سائنسی دھاتیں پوری دنیا کی لیبارٹریوں کو
 فروخت کرتا ہے۔“ رالف نے جواب دیا۔

”میٹاک۔“ مگر مجھے تو بتایا گیا ہے کہ اس کا تعلق ڈبلیو ڈبلیو نامی
 تنظیم سے ہے۔“ غمان نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔
 ”ارے نہیں۔ ڈبلیو ڈبلیو یعنی وائٹ وائٹ تو میٹاک کی مخالفت

ہاں! موجود تو ہیں۔ ٹھیک ہے ہولڈ آن کریں۔
 دوسری طرف سے قدرے تذبذب بھرے لہجے میں کہا گیا لیکن شاید دُور دراز
 سے کال اور سرکاری عہدے کی وجہ سے اس نے صاف جواب نہ دیا تھا۔
 ہیلو جناب! — کارل نام لاتن پر میں بات کیجئے۔ چند
 لمحوں بعد کہا گیا۔

ہیلو۔ میں ڈاکٹر مجاہد منصور ی بول رہا ہوں۔ — پریز آفیسر
 وزارت سائنس پاکستان۔ عمران نے کہا۔
 کارل نام بول رہا ہوں۔ — سگر آپ کا مجھ سے کیا تعلق ہے۔؟
 میں تو آپ کو جانا بھی نہیں۔ — دوسری طرف سے ایک حیرت بھری
 آواز سنائی دی۔

مشر کارل نام! — ہم نے سرکاری طور پر جم ہاسٹ کی خریداری کے
 لئے ایک ایجنٹ میسرز انٹرنیشنل سائنس ٹریڈرز ماراک کے ذریعے آپ کی
 تنظیم ڈیوڈ ویو سے بات کی ہے۔ آپ کی تنظیم جم ہاسٹ کی انتہائی
 گولا قیمت طلب کرتی ہے۔ چونکہ ہم پہلے ہی آپ کی ہی تنظیم سے
 سودا کرتے رہے ہیں اس لئے ہمارا خیال ہے کہ آئندہ بھی آپ کی نرم
 سے ہی کاروباری رابطہ رکھا جائے۔ لیکن ایک اور تنظیم سے میٹاک
 اس کے کسی ڈان نے ہم سے براہ راست رابطہ کیا ہے۔ اس کا کہنا ہے
 کہ وہ جم ہاسٹ ہمیں انتہائی سستے داموں فروخت کر سکتا ہے اور انتہائی
 بھاری مقدار میں۔ — لیکن جو قیمت انہوں نے بتائی ہے اس پر ہمیں
 یقین نہیں آ رہا۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ آپ ڈیوڈ ویو میں انتہائی با اثر ہیں
 اس لئے کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ سفارش کر کے ہمیں اسی قیمت پر

کر کارل نام انتہائی خطرناک حد تک متعلق مزاج آدمی ہے اور وہ بزنس
 کے معاملے میں کوئی مداخلت برداشت نہیں کرتا اور میرے ساتھ ڈان
 اور کارل نام دونوں کی دوستی اس لئے بھی بچھ رہی ہے کہ میں ان کے
 بزنس میں دخل نہیں دیکر آتا۔ اس لئے پلیز میرا حوالہ نہ دینا۔
 رالف نے کہا۔

اور کے۔ — تم فون نمبر بتاؤ اور بے فکر ہو جاؤ۔ — عمران نے
 کہا اور رالف نے اسے فون نمبر بتا دیا۔
 وہ ڈان اور جیک۔ ان سے کیسے ملاقات ہو سکتی ہے۔؟
 عمران نے پوچھا۔

وہ بھی آجکل نظر نہیں آ رہے۔ ایک منٹ۔ میں ان کے متعلق
 بھی معلوم کر کے بتاتا ہوں۔ رالف نے کہا اور پھر تھوڑی دیر کی خاموشی
 کے بعد اس کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

ہیلو عمران! — یہ دونوں ملک سے باہر ہیں۔ کہاں گئے ہیں اس
 کا علم نہیں ہے۔ — رالف نے کہا۔
 او۔ کے۔ بے حد شکریہ۔ — عمران نے کہا اور ہاتھ بٹھا کر اس
 نے کرپل دیا اور پھر تیزی سے رالف کے بتائے ہوئے نمبر فائل کرنے
 شروع کر دیتے۔

کارل کلب۔ — دوبارہ ٹرائی کرنے کے بعد آخر کار رابطہ ہو ہی گیا۔
 میں پاکستان سے بول رہا ہوں وزارت سائنس سے۔ جناب
 کارل نام سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ — مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ
 یہاں موجود ہیں۔ — عمران نے کہا۔

دوسے سونار جنگل سے اسے حاصل کرنا تھا لیکن اس کا دل نام نے
نہانے کیلئے اس کا پتہ چلا لیا اور پہلے ہی ہاتھ صاف کر لیا۔ بہر حال
اب ہمیں فوری طور پر الرٹن کا رمن پہنچنا ہو گا تاکہ اپنا مال واپس حاصل
کر سکیں۔ عمران نے جونٹ چلاتے ہوئے کہا۔

پوری ٹیم لے جائیں گے۔ بلیک زیرو دے پوچھا۔
نہیں۔ یہ سیکرٹ سروس کا براہ راست مشن نہیں ہے اس
لئے میں جو زف۔ جوانا اور ٹائیگر کو ساتھ لے جاؤں گا۔ عمران
نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

جم ہائٹ دلوادیں جس قیمت پر میٹاک کے ڈان آکر کھدے ہیں۔
عمران نے ایک نیا چکر چلاتے ہوئے کہا اور جیسے ہی عمران نے فقرہ ختم
کیا دوسری طرف سے بے اختیار بننے کی آواز سنائی دی۔

”وہ ڈان آپ سے فرار کر رہا ہے سٹر منصور سی؟“ مجھے معلوم
ہے کہ وہ ڈان اپنے اسٹنٹ جیک کے ساتھ پاکیشیا گیا ہوا ہے۔ تاکہ
وہاں سے ایک ماہر ارضیات الفت حسین کا کوئی نقشہ حاصل کرے اور
اس طرح سونار جنگل سے جم ہائٹ حاصل کرے۔ لیکن اُسے
معلوم نہیں ہے کہ سونار جنگل سے ہم پہلے ہی جم ہائٹ حاصل کر چکے
ہیں۔ اب وہاں جم ہائٹ کا ایک ذرہ بھی موجود نہیں ہے۔ اور
شاید اُسے بھی علم ہو گیا ہو گا۔ اس لئے اس نے سوچا ہو گا کہ اس طرح
وہ آپ کی حکومت سے رقم اینٹھ لے۔ وہ ان معاملات میں
بے حد ہوشیار ہے۔ باقی جہاں تک قیمت کا تعلق ہے، میرا
اس میں کوئی دخل نہیں ہے اس لئے اس سلسلے میں آپ اپنے اسی
ایجنٹ سے بات کریں۔ آئی۔ ایم۔ سوری۔ دوسری طرف سے
کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے ایک طویل سانس
لیتے ہوئے ریسور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ چوروں کو مور پڑ چکے ہیں۔“ بلیک زیرو
نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں!۔ اور اب یہ بات بھی واضح ہو چکی ہے کہ جو جم ہائٹ
ہمیں اتنی گراں قیمت پر فروخت کی جا رہی ہے وہ دراصل ہماری ہی
ملکیت ہے۔ اس جیک نے تو الفت حسین کے اس نقشے کی

میں معلوم کر لیا ہے۔ اور — اے۔ اے نے کہا۔

کیا تفصیلات ہیں۔ اور — ڈان نے پوچھا۔

باس! — تیسری پہاڑی کے عقبی حصے میں سرخ پتھروں سے بنا ہوا ایک غار ہے اس سے لیبارٹری کا راستہ ہے لیکن اس کی سائنسی طور پر سخت نگرانی کی جانی ہے۔ — لیبارٹری پہاڑی کے نیچے انڈر گراؤنڈ بنائی گئی ہے اور پوری تیسری پہاڑی کے نیچے موجود ہے۔ — پوری لیبارٹری میں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں۔ لیبارٹری کے انچارج کا نام ڈومین ہے۔ اور — اے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ معلوم کیا ہے کہ ڈی۔ ڈی کی طرف بھی لیبارٹری ہے۔ یا وہی دوسری ٹی ہے۔ اور — ڈان نے پوچھا۔

”معلوم کیا ہے باس! — بس یہی ایک ہے۔ اور — دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اد کے۔ اور انڈر آل“ — ڈان نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بیٹن نکال کر اس نے اس پر نئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی اور ہر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے ایک بار پھر بیٹن دبا دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ ایس ایس کاٹنگ۔ اور — بیٹن دبا کر ڈان نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔

”لیس۔ ٹی۔ ٹی انڈنگ۔ اور — چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر پر ایک آواز سنانی دی۔

”ٹی۔ ٹی۔ کیا تم اور تمہارا گروپ ڈی۔ ڈی کی لیبارٹری پر حملے کے

ویوان اور بنجر پہاڑی علاقہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا اور اس ویران علاقے کی ایک پہاڑی غار میں ڈان اور جبک بیٹھے ہوئے تھے ان دونوں کے کندھوں سے مشین گنیں نکلی رہی تھیں۔ ڈان کے ہاتھ میں ایک مخصوص انداز کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس کی نظریں اس ٹرانسمیٹر پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر کا جبک یکلخت سیارک کرنے لگا اور اس میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلتی لگیں۔ ڈان نے جلدی سے اس کا ایک بیٹن دبا دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ اے اے کاٹنگ۔ اور — بیٹن دبتے ہی ایک آواز سنانی دی۔

”لیس۔ ایس ایس انڈنگ یو۔ اور — ڈان نے تیز لہجے میں کہا۔

”باس! — میں نے ڈی۔ ڈی کی لیبارٹری کے راستے کے بارے

دکھائی دے رہی تھیں۔

اسی لمحے دُور سے خوفناک اور مسلسل دھماکے سنائی دینے لگے اور ڈان اور جیک دونوں چونک پڑے۔ دھماکے مسلسل جاری تھے اور پھر ایک خوفناک دھماکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی۔ ڈان اور جیک دونوں کے چہروں پر شدید بے چینی اور اضطراب کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

”باس کہیں۔۔۔“ جیک نے کچھ کہنا چاہا۔

”خاموش رہو جیک!۔۔۔ یہ انتہائی نازک لمحات ہیں۔“ ڈان نے اُسے بڑی طرح جھڑکتے ہوئے کہا اور جیک ہنٹ ہینچ کر خاموش ہو گیا۔ پھر اسی طرح بیس پچیس منٹ مزید گزر گئے۔

”اوہ۔ اوہ۔۔۔ آخر وہاں کیا ہو رہا ہے۔ اتنی دیر تو نہیں مٹی چلبھیے۔“ ڈان نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔ وہ مسلسل دانت پیس رہا تھا اور اس کا پورا جسم اس طرح ہلکے ہلکے جھٹکے لہرا رہا تھا جیسے وہ اپنے آپ کو انتہائی تیز رفتاری سے دوڑنے سے جبراً روک رہا ہو۔ جیک البتہ خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ پھر اچانک ٹرانسمیٹر ہا بلب جلا اور اس کے ساتھ ہی ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ڈان جیک دونوں چونک پڑے۔ ڈان نے بجلی کی سی تیزی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ ٹی۔ ٹی۔ کاننگ۔ اوور۔“ بٹن جیتے ہی ٹی۔ ٹی۔ کی تیز اور پرجوش آواز سنائی دی۔

”یس۔ ایس۔ ایس انڈرنگ۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور۔“ ڈان

لئے پوری طرح تیار ہے۔ اوور۔“ ڈان نے کہا۔

”یس ہاس۔ اوور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تونسوا۔ ڈی۔ ڈی کی لیبارٹری کا راستہ تیسری پہاڑی کے عقبی حصے میں سُرنگ رنگ کے پتھروں سے بنی ہوئی ایک غار سے جاتا ہے۔ لیبارٹری تیسری پہاڑی کے نیچے بنی ہوئی ہے اور اس غار سے لے کر پوری لیبارٹری تک زبردست سائنسی حفاظتی اقدامات کئے گئے ہیں۔ اس لیبارٹری کا انچارج ڈوین ہے۔ تم نے اس لیبارٹری پر اس طرح قبضہ کرنا ہے کہ ہم اسٹ خائن نہ ہو۔ کیا تم پوری طرح تیار ہو۔ اوور۔“ ڈان نے کہا۔

”یس ہاس!۔ ہمارے پاس ہر قسم کے سائنسی اقدامات کا توڑ موجود ہے اور دوسرا السلحہ بھی۔ اوور۔“ ٹی۔ ٹی۔ نے کہا۔

”اوکے۔ پوری ہوشیاری سے مشن مکمل ہونا چاہیے اور انتہائی تیز رفتاری سے۔ سمجھ گئے۔ اوور۔“ ڈان نے کہا۔

”یس ہاس!۔ آپ بے فکر رہیں ہاس!۔ ایسے مشن ہم سیکورڈ ہار مکمل کر چکے ہیں۔ اوور۔“ ٹی۔ ٹی۔ نے کہا۔

”اوکے۔ میں تمہاری رپورٹ کا منتظر رہوں گا۔ اوور اینڈ آل۔“ ڈان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”آؤ جیک۔ اب دیکھیں کیا ہوتا ہے۔“ ڈان نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر اٹھتے وہ غار سے باہر آئے اور اس پہاڑی پر چڑھتے ہوئے کافی بلندی پر پہنچ کر وہ ایک ایسی چٹان کی اوٹ میں رُک گئے جہاں سے دور تک پھیلی ہوئی چھوٹی بڑی پہاڑیاں انہیں صاف

نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

دکٹری ہاں! — ویسے انتہائی زبردست حفاظتی انتظامات کئے گئے تھے اور اس کے ساتھ چالیس مسلح افراد بھی موجود تھے۔ زبردست مقابلہ ہوا ہے — ہم نے تمام افراد کا غاتمہ کر دیا ہے لیکن میرے گروپ میں سے بھی بیس افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ مجھ سمیت صرف چار افراد بچے ہیں۔ — بہر حال اب راستہ صاف ہے اور میں اس وقت لیبارٹری کے اندر سے بول رہا ہوں۔ اور — دوسری طرف سے کہا گیا۔

اوہ ویری گڈ — وہ ہم ہائٹ تو محفوظ ہے۔ اور — ڈان نے کہا۔

بیس ہاں! — لیکن اس کی مقدار تو خاصی کم ہے۔ صاف شدہ تقریباً نصف پاؤنڈ ہوگی اور غیر صاف شدہ پندرہ بین پاؤنڈ ہی موجود ہے۔ اور — ٹی۔ ٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوہ کے — تم وہیں رکو — تم آ رہے ہیں۔ اور اینڈ آل — ڈان نے کہا اور سیریف آف کر دیا۔

آؤ جیک — ڈان نے جیک سے کہا اور وہ دونوں اس چٹان کی اوٹ سے نکل کر پہاڑی عرگوشوں کی طرح دوڑتے ہوئے نیچے اترتے چلے گئے۔ اس پہاڑی کے دامن میں ایک جیب موجود تھی۔ وہ دونوں اچھل کر جیب پر سوار ہو گئے اور دوسرے لمحے جیب ایک جھٹکے سے آگے بڑھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ڈان خود تھا جب کہ جیک اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ڈان اس انتہائی خطرناک پہاڑی علاقے میں بھی جیب کو

اس طرح دوڑا رہا تھا کہ جیسے وہ کسی میدانی علاقے میں جیب چلارہا ہو اور جیک نے بے اختیار آنکھیں بند کر لی تھیں لیکن ڈان کے چہرے پر معمولی سی گھبراہٹ کے بھی نشانات نہ تھے۔ جیب اچلتی دوڑتی اور گھومتی ہوئی تیزی سے ایک نائینٹ پہاڑی راستے پر اڑتی چلی جا رہی تھی اور پھر ایک موڑ کاٹتے ہی ڈان نے زوردار انداز میں بریکس لگائیں اور جیب ایک چٹان سے صرف چند انچ کے فاصلے پر رک گئی اور اس کے ساتھ ہی جیک نے ایک طویل سانس لیا۔ دوسرے لمحے وہ ڈان کے پیچھے نیچے اترتا اور پھر وہ دونوں تیزی سے دائیں ہاتھ پر موجود پہاڑی پر چڑھنے لگ گئے۔ ابھی وہ چوٹی سے کافی نیچے تھے کہ یکدم ایک چٹان کے پیچھے سے جھپٹی ہوئی آواز سنائی دی۔

ہالٹ — کون ہو تم — شناخت کرو — بولنے والے کا بجا انتہائی کراخت تھا۔

الیں۔ الیں اور جے۔ جے۔ ڈان نے چیخ کر کہا۔

اد کے — وہی آواز سنائی دی اور پھر ایک چٹان کے پیچھے سے ایک لمبا ترنگا آدمی باہر آگیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔

آئیے ہاں! — ٹی۔ ٹی آپ کا منتظر ہے — اس آدمی نے

لہا اور ان دونوں کے آگے آگے اوپر چڑھنے لگا۔ کچھ دور پہاڑی پر تباہ شدہ غار نظر آ رہی تھی۔ غار کے ایک کونے میں مصنوعی سرنگ — نیچے جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی جو جگہ جگہ سے بری طرح اوجھڑی ہوئی تھی وہ قبضوں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے ہوئے گہرائی میں اترتے چلے گئے سرنگ چکر کاٹ کر نیچے سی نیچے جاری تھی مسلسل دوڑتے دوڑتے آخر کار

”تھیلے نکالو جیک۔۔۔ جملہ ی کرو۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔“
 ڈان نے کہا اور جیک نے کوٹ کے اندر ونی حصے سے سیاہ رنگ کے کسی خاص
 پلاٹک کے بنے ہوئے نہ شدہ لفافے نکالے اور پھر انہیں علیحدہ کر کے
 اس نے جھنگے دے کر ان کی تہیں کھول دیں۔

”تم اس غیر صاف دھات کو تھیلے میں ڈالو۔ میں صاف شدہ کو اٹھاؤ
 ہوں۔“ لیکن انتہائی احتیاط سے کام لیا۔ ایک ذرہ بھی نسلع نہیں
 ہونا چاہیے۔“ ڈان نے کہا اور جیک سر ہلا کر ہوا مشین کے اس
 حصے کی طرف بڑھ گیا جس میں سرسئی رنگ کی دھات کا ڈیسر موجود تھا۔
 تھوڑی دیر بعد اس حصے میں موجود چمکدار دھات کا ایک ایک ذرہ
 ڈان کے تھیلے میں پہنچ چکا تھا اور وہ حصہ بالکل صاف ہو چکا تھا جبکہ
 جیک نے ڈنی کے ساتھ مل کر سرسئی رنگ کی دھات کو اس دوسرے
 حصے سے نکال کر تھیلہ بھر لیا تھا۔ اس کا تھیلہ ڈان کی نسبت کہیں بڑا
 اور چھوٹا ہوا تھا۔

”کچھ رہ نہ جاتے۔“ ڈان نے اپنے والے تھیلے کا منہ مخصوص انداز
 میں بند کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں ہاں۔ کچھ نہیں رہا میں نے چیک کر لیا ہے۔“ جیک
 نے جواب دیا۔

”اور کسے۔“ آؤ پھر اور سنو ٹوٹی! — ہمارے جلنے کے بعد تم نے
 اپنے آدمیوں سمیت نکل جاؤ۔ لیکن اس ساری لیبارٹری کو ڈانٹا منٹ
 سے اس طرح تباہ ہونا چاہیے کہ یہاں موجود کسی بھی لاش تک ایک ٹکڑا بھی
 متباہ نہ ہو سکے۔ غصہ طور پر تمہارے اپنے گروپ کے کسی آدمی کی

وہ ایک کمرے ماحصلہ میں پہنچ گئے جہاں ہر طرف مشینری کے پُرس
 پھیلے ہوئے تھے اور پورا کمرہ ڈھیر ہو رہا تھا۔ اسی لمحے ایک اور درمیانے
 قد کا آدمی اس کمرے کی ایک ٹوٹی ہوئی چٹان سے نکل کر سامنے آگیا۔

”کیسے ہاں۔“ آنے والے نے کہا اور تیزی سے سڑ گیا۔ وہ اب
 جہاں جہاں سے بھی گذرے تھے انہیں ہر طرف خوفناک تباہی پھیلی
 ہوئی نظر آرہی تھی جب کہ جگہ جگہ ان لوگوں کے ٹکڑے بکھرے ہوئے
 تھے۔ کئی گویاں سے چیلنی لاشیں بھی پڑی تھیں لیکن وہ ان سب سے
 بے نیاز وڑتے ہوئے ایک بڑے بال نا کرے میں پہنچ گئے اس پر
 بال نا کرے میں ایک عجیب ساخت کی مشین موجود تھی جو بری طرح
 تباہ ہو چکی تھی۔

”یہ دیکھیے ہاں! — اس خانے میں صاف شدہ جم ہاسٹ اور باقی
 اُدھر خانے میں۔“ اندر کمرے میں ملنے والے آدمی نے مشین کے
 سالم حصوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ یہ ٹی۔ ٹی۔ ٹی تھا۔

”گذر ٹوٹی! — تم نے واقعی انتہائی ذکاوت سے کام کیا ہے کہ جم ہاسٹ
 کو نقصان نہیں پہنچنے دیا ورنہ تو سارا مشین ہی تباہ ہو جاتا۔“ ڈان
 نے آگے بڑھ کر غور سے اس حصے کو دیکھنا شروع کر دیا جس میں شفات
 شیشے کے پیچھے موتیوں کی طرح چمکتی ہوئی دھات کے ذرے ایک چھوٹے
 سے ڈھیر کی صورت میں موجود تھے۔

”آپ کی سخت ہدایت تھیں ہاں! — اس لئے میں نے خاص طور
 پر اپنے آدمیوں کو ہدایات دے دی تھیں ورنہ شاید ایک ذرہ بھی نہ
 ملتا۔“ ٹوٹی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈان نے سر ہلا دیا۔

لاش کی شناخت نہیں ہوئی پائیے ورنہ وہ کارل ٹام دیوانے کتے کی طرح ہمارے پیچھے گاک چلے گا۔ ڈان نے کہا۔
 آپ نے نکر میں باس! — ایسا ہی ہوگا۔ ٹوٹی نے کہا اور
 ڈان سر ملاتا ہوا تیزی سے واپس دوڑ پڑا۔ جبکہ بڑا تھپلا اٹھانے اس
 کے پیچھے تھا اور پھر اس تباہ شدہ غار سے باہر نکل کر وہ دونوں تیزی سے
 پہاڑی سے نیچے اترتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنی جیب
 تک پہنچ گئے۔ ڈان نے سائیڈ سیٹ اٹھا کر نیچے موجود بڑے سے
 باکس میں دونوں تھیلے رکھے اور سیٹ بند کر دی۔

چلو بیٹو۔ اب نہیں غری طور پر نکل جانا چاہیے۔ کسی بھی لمحے ڈیلیوڈیو
 کو اس لیبارٹری کی تابانی کا علم ہو سکتا ہے۔ ڈان نے کہا اور اچھل کر
 ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جبکہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا اور دوسرے لمحے
 جیب ایک جھلکے سے کچھ پیچھے مٹی اور پھر ڈان نے انتہائی مہارت سے
 نیگنگ جگہ کے باؤڈوجیب کو موڑ کر پہلے سے جی زیادہ تیز رفتاری سے اسے
 واپس دوڑانا شروع کر دیا۔ اچھی وہ تھوڑی سی جی دور گئے ہو گئے کہ انہیں
 عقب میں انتہائی خوفناک دھماکہ سنائی دیا۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ باؤڈ
 ڈان کے کٹرول میں ہونے کے جیب لہر لگتی لیکن ڈان نے اسے انتہائی
 مہارت سے سنبھال ہی لیا۔
 اس دھماکے کا مطلب ہے کہ لیبارٹری مکمل طور پر ختم ہو گئی۔ ٹوٹی
 واقعی ہم دکھا رہا ہے۔ ڈان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ اپنے کام میں جیسا رہا ہے اس۔ جبکہ نے کہا اور ڈان نے اُتار
 میں سر ملادیا۔ جیب مسلسل تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جاتی تھی۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی صوفے پر تقریباً نیم دراز لیجے تڑنگے اور
 ٹخوں جسم کے آوی نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھا لیا۔ اس کے دوسرے ہاتھ
 میں شراب کی بوتل تھی اور صوفے کے نیچے شراب کی دو فالی بوتلیں پڑی
 ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ بس آوی کا چہرہ اور آنکھیں شاید
 مسلسل شراب پینے کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھیں۔

”یس۔“ اس آوی نے پھاڑ کھانے والے لمبے میں کہا۔
 ”جہم بول رہا ہوں باس! — مارگریٹ کو اچانک شہر سے باہر جانے
 پڑ گیا ہے۔ وہ کل واپس آئے گی۔“ دوسری طرف سے ایک موزیانا
 آواز سنائی دی۔

”اوہ۔“ یونانس۔ مارگریٹ نہیں ہے تو جو اس کرنے کی
 بجائے اس معیار کی کسی بھی لڑکی کو لے آؤ۔ سمجھے — مجھے پارٹنر
 چاہیے پارٹنر — لیکن یہ یاد رکھنا کہ پارٹنر میرے معیار کا ہونا چاہیے

ورنہ اس کے ساتھ ساتھ تمہیں بھی گولیوں سے اڑا دوں گا۔ نانس۔
 باس نے غصے کی شدت سے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور پھر ریسور
 کر ڈیل پر ہنچ کر اس نے بول منہ سے لگا لی۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک
 بار پھر بج اٹھی۔

اب کیا ہے۔ اس آدمی نے انتہائی جھلائے ہوئے انداز
 میں ریسور اٹھا کر پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔
 کیا تم جوش میں ہو کارل۔ میں بروک بول رہا ہوں۔
 دوسری طرف سے انتہائی کزخت لہجے میں کہا گیا اور کارل بے اختیار
 چونک کر سیدھا ہو گیا۔

ادہ۔ ادہ۔ باس آپ۔ سوری باس! میں سمجھا کر میرے
 آدمی کا فون ہے۔ حکم باس۔ کارل نے بری طرح چوسکتے
 ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں یکجہت موذبانہ پن آگیا تھا۔

تمہاری آواز تار ہی ہے کہ تم بے تحاشا شراب پی رہے ہو۔ جبکہ
 ڈبلیو۔ ڈبلیو کی لیبارٹری مکمل طور پر تباہ کر دی گئی ہے اور لیبارٹری میں
 کام کرنے والے چالیس افراد ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ اور
 حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جرم ہائٹ کا ایک ذرہ تک لیبارٹری کے طبقے
 سے نہیں ملا۔ ڈبلیو ڈبلیو کو بے پناہ نقصان پہنچایا گیا ہے۔
 ایسا نقصان کہ جس کی شاید تصانیفی ہی نہ ہو سکے اور تم غور نول اور شراب
 میں مست ہوؤ۔ دوسری طرف سے اس بار پھاڑ کھانے والے
 لہجے میں کہا گیا۔

کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں باس آپ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

کس کی جرأت ہے کہ اس طرح کی حرکت کرے۔ کارل نے
 بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

ایسا ہو چکا ہے کل رات۔ مجھے آج صبح اس واقعہ کا علم ہوا
 ہے اور میں نے خود طبقے کو جاب کرایا ہے۔ اور کس نے ایسا کیا
 ہے اس بارے میں تم بھی آمانی سے سمجھ سکتے ہو۔ یہ کام لازماً میٹاک
 کا ہی ہوسکتا ہے کیونکہ وہ ہیٹ ہائٹ میں دلچسپی لے رہی تھی۔ اور
 یہ کام ان کا کمیشن گروپ ہی سرانجام دے سکتا ہے۔ سمجھ گئے ہو۔
 بروک نے تیز لہجے میں کہا۔

ادہ۔ اگر ڈان نے یہ حرکت کی ہے باس! تو میں اس کی
 بوٹیاں اڑا دوں گا۔ میں پوری میٹاک کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔
 میں ان پر قہر بن کر ٹوٹ پڑوں گا۔ کارل نے اس قدر زور سے
 چیختے ہوئے کہا کہ اس کی آواز بھی چھٹ گئی تھی۔

یہ سب کچھ بعد میں ہو گا۔ سب سے پہلے تم نے جرم ہائٹ کو ان
 کے قبضے سے واپس حاصل کرنا ہے ہر قیمت پر۔ کیونکہ اس وقت
 جرم ہائٹ ایک خزانے سے کم حیثیت نہیں رکھتی۔ فوراً حرکت میں آ جاؤ۔
 اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے جرم ہائٹ کا یہ ذخیرہ واپس حاصل کرو اور
 اس کے بعد اس میٹاک کا مکمل طور پر خاتمہ کرنے کے کام کا آغاز کرو۔
 اور سنو۔ مجھے ناکامی کی رپورٹ نہیں چاہیے ورنہ۔ دوسری
 طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم
 ہو گیا اور کارل نے ریسور کر ڈیل پر ہنچا اور پھر اٹھ کر وہ تیزی سے دروازہ
 کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ ٹیکٹ اُسے ایک خیال آیا اور وہ ٹھٹھک کر

مڑا اور اس نے ایک بار پھر لیسبور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”لیس باس! — انحقونی بول رہا ہوں“ — دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”کارل بول رہا ہوں انحقونی — ڈان اور اس کے سہمٹہ جبیک کا معلوم کرو کہ اس وقت وہ کہاں موجود ہیں — انہوں نے رات ڈیوڈ بلیو کی لیبارٹری تباہ کر دی ہے اور وہاں سے ایک انتہائی قیمتی دھات کا فائر لے اڑے ہیں — ہم نے فوری طور پر یہ ذخیرہ ان سے واپس حاصل کرنا ہے اور ان سے لیبارٹری کی تباہی کا انتقام بھی لینا ہے۔ سمجھ گئے ہوساری بات — فوری حرکت میں آ جاؤ۔ ایک لمحہ بھی مت ضائع کرو“ — کارل نے انتہائی غصیلے انداز میں چیختے ہوئے کہا اور لیسبور کرپڈل پر پٹخ دیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ایک نیم عریاں لڑکی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

”دفع ہو جاؤ۔ مھاگ جاؤ۔ ورنہ گولی مار دوں گا“ — کارل نے اس نوجوان اور لڑکی کو دیکھتے ہی جلتے کے بل چیختے ہوئے کہا اور وہ دونوں تیزی سے واپس مڑے اور پس طرح باہر مھاگے جیسے موت ان کا تعاقب کر رہی ہو۔

”کاش — کاش ڈان کا پتہ جلد سے جلد چل سکے — میں اس کا خون پی جاؤں گا — میں اس کو ایسی موت مار دوں گا کہ اس کی رُوح بھی صلیوں تک تڑپتی رہے گی“ — کارل نے غصے کی شدت سے

دانت پیستے ہوئے کہا لیکن اُسے معلوم تھا کہ ڈان انتہائی عیار اور شاطر آدمی ہے۔ اُسے بھی معلوم ہو گا کہ جیسے ہی لیبارٹری کی تباہی کی خبر کارل تک پہنچے گی وہ یقیناً اس پر ہی چڑھ دوٹکے گا۔ اس لئے وہ لاننگہم چھپ گیا ہو گا لیکن اُسے انحقونی کی صلاحیتوں کا بھی بخوبی علم تھا کہ وہ اُسے پاتال سے بھی کھینچ نکالے گا۔ اور پھر وہی ہوا تقریباً آدھے گھنٹہ کے جان لیوا انفجار کے بعد آخر کار انحقونی کا فون آ گیا۔

”باس! — پہلے تو ہر جگہ سے یہی بتا گیا ہے کہ ڈان اور جبیک کسی ایذا کی ملک گئے ہوئے ہیں۔ لیکن میں نے بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ ان کا کھوج نکال کر ہی رہوں گا — اور باس! — آخر کار میں نے ان کا کھوج نکال لیا ہے۔ وہ دونوں ٹیری کے مکان میں چھپے ہوئے ہیں“ — انحقونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹیری — مگر وہ تو اس کی جان کا دشمن ہے۔ وہ وہاں کیسے جا سکتے ہیں؟ — کارل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہی تو چکرے رکھا تھا ڈان نے — ٹیری ملک سے باہر گیا ہوا ہے اور آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ ڈان کے ٹیری کی بیوی سے تعلقات ہیں“ — انحقونی نے کہا۔

”اوہ اچھا اچھا — سمجھ گیا — ٹھیک ہے۔ تم چار آدمیوں کو ساتھ لے کر فوراً میرے پاس کارل کلب میں آ جاؤ — مکمل ریڈ کا تمام اسلحہ ساتھ لے کر آنا — جلدی آؤ اور اس سے پہلے اپنے کسی آدمی کو وہاں بھجوا دو تاکہ کہیں ہمارے پہنچنے سے پہلے وہ نکل نہ جائیں“ — کارل نے کہا۔

"باس! — ڈان انتہائی ہوشیار آدمی ہے۔ اس نے لازماً مگرانی کا بندوبست کر رکھا ہو گا اور جو سکتا ہے کہ ہمارے یا ہمارے آدمی کے وہاں نہ کتے ہی اسے اطلاع مل جائے اور وہ کسی خفیہ راستے سے فرار ہو جائے کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ ٹیری نے اپنا مکان کس طرز کا تعمیر کیا ہوا ہے۔ اس نے میرا خیال ہے کہ پہلے میں اپنے ذاتی پہیلی کا پٹر کے ذریعے اس مکان کے اوپر سے گزرتے ہوئے اس کے اندر زیریں گیم کیسٹول چینگ دوں۔ اس طرح اندر موجود ہر شخص فوری طور پر بیہوش ہو جائے گا۔۔۔ اس کے بعد ہم اس پر ریڈ کریں۔ آپ لے لے گا تھا کہ اس سے جم اسٹ کا ذخیرہ بھی برآمد کرنا ہے" — انھونی نے کہا۔

"ویری گڈ انھونی! — واقعی تم میں بے پناہ صلاحیتیں ہیں۔ گڈ شو۔ میرا دل تو کہتا ہے کہ میں جانتے ہی اس ڈان کا قیمہ کر دوں۔ لیکن اچھا ہوا کہ تم نے یاد دلادیا کہ ابھی اس سے جم اسٹ کا ذخیرہ بھی برآمد کرنا ہے اس لئے تمہاری ترکیب درست ہے۔ فوراً اس پر عمل کرو اور پھر میرے پاس آ جاؤ۔" کارل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریسور رکھ دیا۔ اب اس کا چہرہ تبارا تھا کہ وہ ذہنی طور پر پوری طرح سنبھل چکا ہے۔

پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد لیکن انتہائی چوڑے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر سیاہ رنگ کی چمڑے کی جیکٹ تھی جب کہ جیکٹ کے ساتھ اس نے سیاہ رنگ کی جینز پہنی ہوئی تھی۔

"آؤ باس! — میں نے نہ صرف انہیں بیہوش کر دیا ہے بلکہ چینگ بھی مکمل کر لی ہے۔ ڈان اور جیک ایک تہہ خانے میں بیہوش پڑے مل گئے ہیں" — انھونی نے کہا۔

"اوہ۔ اگر یہ بات ہے تو تم ایسا کرو کہ ان دونوں کو وہاں سے اٹھوا کر کسی مخصوص اوڑے پر پہنچا دو۔" ٹیری کو یقیناً معلوم ہو چکا تھا کہ کارل میں وہاں گیا ہوں تو وہ خواہ مخواہ دشمنی پر اتر آئے گا۔ کارل نے کہا۔

"لیں ہاس" — انھونی نے کہا اور جیب سے ایک چھوٹا مگر جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس کا بیٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ انھونی کالنگ فرانک۔ اور" — انھونی نے بیٹن دبا کر بار بار کال دینی شروع کر دی۔

"لیں۔ فرانک انڈنگ باس۔ اور۔۔۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک آواز نکلی۔

"فرانک! — ڈان اور اس کے سسٹمٹ جیک کو وہاں سے اٹھا کر ڈریگن بار کے نیچے تہہ خانے میں پہنچا دو۔ میں باس کے ساتھ وہیں پہنچ رہا ہوں۔ ساتھیوں کو بھی واپس بھیج دو۔ مکان میں کسی اور آدمی کو چھپنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سمجھ گئے ہو۔ اور" — انھونی نے کہا۔

"لیں باس۔ اور" — دوسری طرف سے فرانک نے جواب دیا اور انھونی نے اور اینڈ۔۔۔ کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"آؤ باس! — اب ہم براہ راست ڈریگن بار جائیں گے۔" انھونی

ایک مسلح نوجوان موجود تھا۔

فرانک آگیا ہے۔“ — ہ انھونی نے اس نوجوان سے پوچھا۔

”لیس باس — وہ ابھی چند منٹ پہلے ہی پہنچا ہے۔“ اس نوجوان نے موڈ بانہ لہجے میں جواب دیا اور انھونی سر ہلایا ہوا آگے بڑھ گیا۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک ساؤنڈ پروف کمرے میں داخل ہوئے۔ وہاں دو مسلح نوجوان موجود تھے اور ڈان اور جیک بیچوشی کے عالم میں دو کرسیوں پر بندھے بیٹھے تھے۔ اندر موجود دونوں افراد نے بڑے موڈ بانہ انداز میں کارل اور انھونی کو سلام کیا۔ ”کوئی گورڈ تو نہیں ہوئی فرانک؟“ — ہ انھونی نے ایک مسلح نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نوباس“ — فرانک نے جواب دیا۔

”انہیں ہوش میں لے آؤ۔“ کارل نے کہا اور فرانک تیزی سے ان دونوں کی طرف بڑھا۔ اس نے جیب سے ایک باکس نکالا اور پھر اسے کھول کر اس میں سے ایک سرنج نکالی جس میں سرنج رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔ اس نے ڈان اور جیک دونوں کے بازوؤں میں تھوڑی سی تھوڑی مقدار میں وہ سرنج محلول انجیکٹ کیا اور پھر سرنج کی سوئی پر کپکپ چڑھا کر اس نے اسے باکس میں بند کیا اور باکس واپس جیب میں ڈال لیا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔

چند لمحوں بعد ڈان اور جیک دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ حیرت بھرے انداز میں اپنے سامنے موجود کارل — انھونی اور دوسرے افراد کو دیکھنے لگے۔

نے ٹرانسپیر کو دوبارہ جیکٹ کی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور کارل نے سر ہلادیا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار ڈرنگن بار کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر انھونی تھا جبکہ کارل سائیڈ سیٹ پر موجود تھا۔ ”باس! — یہ جم ہاٹ تو لازماً میٹاک کے سیٹ کو اسٹریٹ پر پہنچا دی گئی ہوگی۔“ ڈان نے اسے اپنی تحویل میں تو نہ رکھا ہوا ہوگا۔“ — ہ انھونی نے کہا۔

”ہاں! — لیکن اب وہ خود بتائے گا کہ یہ ذخیرہ اس وقت کہاں موجود ہو سکتا ہے۔“ — کارل نے جواب دیا اور انھونی نے اثبات میں سر ہلادیا۔

تقریباً پندرہ منٹ کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ ڈرنگن بار کے احاطہ میں داخل ہو گئے۔ یہ شہر سے بیٹ کر بنی ہوئی بار تھی اور یہ شہر کے محرموں کا خاص اڈہ سمجھی جاتی تھی۔ انھونی اس بار کا مالک تھا۔ انھونی کار بار کے عقبی حصے کی طرف لے گیا اور پھر ایک خاص جگہ پہنچ کر اس نے کار روک دی۔

”آؤ باس“ — انھونی نے کار سے اترتے ہوئے کہا اور کارل دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ ایک طرف سپاٹ دیوار میں ایک بند دروازہ موجود تھا۔ انھونی نے دروازے کی سائیڈ میں لگا ہوا بٹن دبایا تو دروازے کے درمیان ایک چھوٹی سی کھڑکی کھل گئی۔

”انھونی — دروازہ کھولو۔“ — انھونی نے کرخت لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی کھڑکی بند ہو گئی اور چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ اندر

”تم — تم کارل — یہ ہمیں کیوں باندھ رکھا ہے تم نے؟“
 ڈان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ڈان! — اب تک تمہاری اور ہماری تنظیموں کے درمیان چونکہ
 براہ راست ٹکراؤ نہ ہوا تھا اس لئے میں تمہیں ڈھیل دیتا چلا آ رہا تھا لیکن
 اب تم نے خود ہی ہماری تنظیم کی لیبارٹری تباہ کر کے پہل کر دی ہے۔
 اس لئے اب جو کچھ میں تمہارے ساتھ کروں گا اس کا شاید تمہیں تصور
 تک نہ ہوگا۔“ کارل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا بکواس کر رہے ہو — کیسی لیبارٹری اور کیسی تباہی؟“
 ڈان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ اب اپنی حیرت پر قابو پا چکا تھا۔
 ”ڈبلیو، ڈبلیو کی وہ لیبارٹری — جس میں جم ماسٹ صاف کی جارہی
 تھی“ — کارل نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”خواجہواہ کی الزام تراشی مت کرو کارل — جب ہم تمہاری لیبارٹری
 کے بارے میں جانتے ہی نہیں تو ہم اسے تباہ کیسے کریں گے — اور
 پھر ہمیں تو علم تک نہیں کہ تم جم ماسٹ حاصل کر چکے ہو“ — ڈان
 نے اسی طرح بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم کارل کے سامنے غلط بات نہیں کر سکتے ڈان — تم اور جبک
 پاکیشا گئے — تم وہاں سے اُلفت حسین کے نقشے کے مطابق جم ماسٹ
 حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن جب تمہیں معلوم ہوا کہ جم ماسٹ پہلے ہی
 ڈبلیو، ڈبلیو حاصل کر چکی ہے تو تم نے کوشش کی کہ پاکیشا کی وزارت
 سائنس کے ایک افسر سے ہماری رقم ایمنٹھ کر والیں آجاؤ — اس
 افسر نے پہلے ہی ہماری کمپنی سے سودا طے کر لیا تھا جس پر اس افسر نے

براہ راست مجھے فون کیا کہ میں چیف سے کہہ کر اس میں رعایت
 لرا دوں — اس نے جبک کا بائنا غندہ امایا کہ وہ کم ریٹ پر فروخت
 لرا چاہتے ہیں جس پر میں نے انہیں بتایا کہ تمہارے پاس جم ماسٹ
 ہی نہیں ہے تو تم کیسے سودا کر سکتے ہو — اس کے بعد ظاہر ہے
 کہ تمہیں انکار کر دیا گیا ہوگا اور تم نے واپس آ کر انتہائی کارروائی کرتے
 ہوئے لیبارٹری تباہ کی اور جم ماسٹ لے اڑے — جہاں تک
 تمہارا لیبارٹری تباہ کرنے کا تعلق ہے تو تمہیں شاید معلوم ہی نہ ہو کہ
 ہم نے پہاڑیوں میں خفیہ کمپریے نصب کئے ہوئے ہیں اور ان کمپریوں
 سے تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی ساری فلم بندی ہو چکی ہے اور
 یہ فلم دیکھنے کے بعد ہی ہم نے تم پر ہاتھ ڈالا ہے۔ اس لئے اس بات
 سے تو تمہارا انکار بچکا نہ ہے“ — کارل نے منہ ملتے ہوئے کہا۔
 اس نے واقعی ڈان پر بڑا زبردست نفسیاتی وار کیا تھا تاکہ وہ انکار نہ
 نہ کر سکے۔

”کیا تم وہ فلم مجھے دکھا سکتے ہو؟“ — ڈان نے منہ ملتے
 ہوئے کہا۔

”وہ بھی دکھا دوں گا — پہلے تم مجھے بتاؤ کہ جم ماسٹ اس وقت
 کہاں ہے؟“ — کارل نے کہا۔

”مجھے کیا معلوم“ — ڈان نے جواب دیا۔

”اوس کے ڈان! — میں نے سوچا تھا کہ تمہارے ساتھ کچھ رعایت
 کر دوں — اگر تم جم ماسٹ ہمارے حوالے کر دو — یا صرف اتنا
 بتا دو کہ وہ کہاں ہے تو میں لیبارٹری کی تباہی کا نقصان برداشت کر

لڑکا۔ لیکن اگر تم تعاون نہیں کرے تو پھر ظاہر ہے تمہارے ساتھ کوئی رعایت نہیں ہو سکتی۔“ کارل نے کہا۔

”تمہارا جوجی پہلے کر گذر و کارل۔“ ویسے مجھے تم سے اس قدر گھٹیا پن کی امید نہ تھی۔“ میرا خیال تھا کہ تم ایک اعلیٰ ظرف کے مالک آدمی ہو۔ اس لئے جب بھی مقابلہ کر دو گے گھل کر کر دو گے۔ لیکن تم اس طرح ہمیں بیہوش کر کے اور بانڈھ کر ہم پر تشدد کر دو گے، میں نے کبھی ایسا سوچا بھی نہ تھا۔ اور حقیقت یہی ہے کہ مجھے نہ ہی تمہاری لیبارٹری کا علم ہے اور نہ ہی جم ماسٹ کا۔“ ڈان نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ اس قدر پراعتماد تھا کہ ایک بار تو کارل بھی ذہنی طور پر چیخ اٹھا۔

”فرانک۔“ کارل نے مڑ کر فرانک سے کہا۔

”ییس باس۔“ فرانک نے موڈ بانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارے پاس تیز دھار خنجر ہے۔“ کارل نے بڑے سرد لہجے میں پوچھا۔

”ییس باس۔“ فرانک نے کہا اور اس نے تیزی سے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال کر کارل کے سامنے کر دیا۔

”اس جیک کی بائیں آنکھ نکال دو اور اس کے بعد بھی اگر مٹر ڈان ضد کرے تو پھر ان کی بھی بائیں آنکھ نکال دیں۔“ اس کے بعد جیک کی ناک کاٹ دو اور پھر ڈان کی۔“ اسی طرح کان۔ پھر انگلیاں پھر ہاتھ۔ پس کام شروع کر دو۔ جب تک مٹر ڈان نہ زبان نہ کھول دیں۔“ ہائے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور فرانک خنجر کپڑے تیزی سے جیک کی طرف رخا ہی تھا کہ بھگت جیک پیچ پڑا۔

”مڑ جاؤ۔ مڑ جاؤ۔“ میں بتاؤں۔“ میری آنکھ نہ نکالو۔“

”جیک نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم۔ کیا تم تنظیم سے غداری کرو گے؟“ ہائے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”اگر میری زندگی ہی نہ رہی تو میں نے تنظیم کا اچار ڈالنا ہے۔“ مٹر کارل!۔“ میں تمہیں سب کچھ بتا سکتا ہوں۔ بشرطیکہ تم وعدہ کر دو کہ مجھے تم ڈلیو، ڈیلیو میں شامل کر لو گے اور میناک سے مجھے محفوظ دو گے۔“

بل کے تیز لہجے میں کہا۔

”بالکل وعدہ رہا۔“ کارل نے فاتحانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہم نے لیبارٹری تباہ کر دی تھی اور جم ماسٹ لے اڑے تھے اور ن دقت جم ماسٹ میٹاک کی خفیہ لیبارٹری میں پہنچ چکی ہے تاکہ وہاں سے صاف کیا جاسکے۔“ جیک نے جلدی سے کہا۔

”اور یہ لیبارٹری کہاں ہے؟“ کارل نے پوچھا۔

”مغربی پہاڑیوں پر جو قد قی جھیل ہے اس کے قریب زیر زمین ہے۔“ بل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پوری تفصیل بتاؤ کیونکہ جب تک ہم وہاں سے جم ماسٹ حاصل نہ کریں گے تمہاری زندگی رسک میں رہے گی۔“ کارل نے جواب دیا۔ جیک نے اسے لیبارٹری کے بارے میں پوری تفصیلات اس طرح فی شروع کر دیں جیسے کوئی ٹیپ چل پڑا ہو۔ ڈان ہونٹ ہینچے خاموش بٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اس کا پس نہ چل! ہو کہ کسی طرح جیک کو خاموش کر دے۔ لیکن چونکہ وہ بندھا ہوا تھا اس

جاہو تو یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم اسٹ دھات کی نصف مقدار
میں دے دی جائے اور نصف ہم رکھ لیں۔ جہاں تک تمہاری
لیبارٹری کی بات ہی کا تعلق ہے اس کے لئے ہم تمہیں معاوضہ بھی دے
سکتے ہیں۔ دوسری صورت میں تم جانتے ہو کہ میری موت کا فوری طوطا
برہمپڈ کو مار ڈکھو علم ہو جائے گا اور اس کے بعد پوری ڈیٹو، ڈیٹو ہی فنا کر
دی جائے گی۔ ڈان نے کہا۔

”جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ میں صرف ایک شرط پر تمہیں زندگی بخش
سکتا ہوں کہ تم ساری مقدار ہم اسٹ کی جمارے حوالے کرو۔ یہ
یہی طرف سے آخری پیشکش ہے۔ کارل نے کہا۔

”اوکے۔ پھر تم جو چاہے کرو۔ تم زیادہ سے زیادہ مجھے مار ڈالو گے
بہن تمہیں ہم اسٹ کا ایک ذرہ بھی نہ مل سکے گا اور نہ ہی تمہاری تنظیم
مکمل کی گئی۔“ ڈان نے کہا۔

”فرانک! اپنی مشین گن مجھے دو۔ مسٹر ڈان بڑے آدمی ہیں
نہ لئے انہیں ہلاک بھی میں ہی کروں گا۔“ کارل نے فرانک سے
اور فرانک نے آگے بڑھ کر مشین گن کارل کے ہاتھ میں دے دی۔

”باس! کیا یہ مناسب نہیں کہ پہلے جیک کی باتی ہوئی معلومات کو
بکریا جائے۔ یا دوسری صورت میں اسے مجبور کر دیا جائے کہ یہ ہر
دست میں ہمیں وہ جگہ بتا دے جہاں ہم اسٹ موجود ہے۔“ انھوں نے
کہا۔

”یہ ڈان ہے۔ میں اسے جانتا ہوں۔ یہ کچھ نہیں بتائے گا۔ باقی
ہم اسٹ کا حصول تو وہ ہم حاصل کر لیں گے۔“ کارل نے کہا اور

لے لے لے لے تھا۔
”گڈ شو۔ تم نے واقعی تنظیم سے غداری کا حق ادا کر دیا ہے۔

جیک۔ لیکن میں کسی غدار کا وجود اپنی تنظیم میں برداشت ہی نہیں
کر سکتا۔ اگر آج تم نے میٹاک سے غداری کی ہے تو کل تم ڈیٹو ڈیٹو سے
بھی غداری کر سکتے ہو۔ اس لئے تم جیسے غدار کو زندہ رہنے کا کوئی
حق نہیں ہے۔ فرانک! اسے گولیوں سے اڑا دو۔“ کارل
نے تیز لہجے میں کہا اور فرانک جو ہاتھ میں خنجر اٹھائے کھڑا تھا اس نے تیزی سے
خنجر جبب میں ڈالا اور کانڈھے سے نکلی ہوئی مشین گن اتار لی جیک چیخا
اور فریاد ہی کرتا رہ گیا اور کمرہ مشین گن کی مخصوص ریٹ اور پھر جیک
کی چیخوں سے گونج اٹھی۔ گولیوں سے اس کا جسم چیلنی کر دیا گیا۔

”ہاں تو ڈان! اب باؤ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔“
کارل نے بڑے فائنحانہ انداز میں ڈان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جو تمہارا جی چاہے کرو۔ جب میں تمہیں روک نہیں سکتا تو کچھ کہنا
ہی بے کار ہے۔“ ڈان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”گڈ شو۔ تمہاری یہی دلیری اور جی داری مجھے پسند ہے۔ لیکن
مجبوری ہے ڈان! تم نے لیبارٹری کو تباہ کر کے اپنی زندگی کو بچانے
کا کوئی سکوپ سرے سے ہی نہیں چھوڑا۔“ کارل نے سر لہجے میں کہا
”سنو کارل! جیک نے تمہیں جو کچھ بتایا ہے وہ غلط ہے۔ اس
نے صرف اپنی زندگی بچانے کے لئے غلط باتیں کرنے کی کوشش کی تھی اور
مجھے خوشی ہے کہ تم نے اسے غداری کی سزا دے دی ہے۔ میں
اس کی طرح غداری تو نہیں کر سکتا البتہ تمہیں صرف اتنا کہنا ہوں کہ اگر تم

اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن کا رخ ڈان کی طرف کر کے ٹرگ پر دبا دیا اور مشین گن کی ریٹ ریٹ کے ساتھ ہی گولیاں بندھے ہوئے ڈان کے جسم میں اترتی چلی گئیں لیکن ڈان کے ہونٹ اسی طرح پھٹے رہے۔ اس نے آواز نہ نکالی اور اس کی روح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ گئی۔ اس کا ہلاک کیا جانا ضروری تھا انتھونی! — اگر اسے ذرا بھی مرنا مل جاتا تو یہ لازماً نکل جاتا اور پھر نہ صرف ہمارے لئے بلکہ پوری تنظیم کے لئے عزرائیل کا روپ دھار لیتا — یہ تو اس کی بد قسمتی تھی کہ یہ اس طرح آسانی سے بدلے جتھے چڑھ گیا — کارل نے مشین گن واپس فرانک کی طرف بڑھاتے ہوئے انتھونی سے کہا اور انتھونی نے سر ہلا دیا۔
 ”ان کی لاشیں برقی بجٹی میں ڈلوادو“ — کارل نے کہا اور تیزی سے سڑک پر ورنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹیکسی الیٹن کارمن کے دار الحکومت کے سب سے شاندار ہوٹل دین لو کے سامنے لڑکی اور عمران دروازہ کھول کر بیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھ ہی عقبی سیٹ سے جوزف، جو آنا اور ٹائیگر بھی بیچے اتر آئے۔ عمران نے ڈائریکٹر کو کرایہ دیا اور پھر وہ چاروں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ وہ چاروں اس وقت اپنے اصل چہروں میں ہی تھے جوٹل کا مال واقعی انتہائی خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا اور وہاں موجود افراد کو دیکھتے ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ یہاں صرف اعلیٰ طبقے کے افراد ہی قیام پزیر ہیں۔ ایک طرف ایک کچن وغیرہ کاؤنٹر موجود تھا جس پر ایک خوبصورت لڑکی موجود تھی۔ ہال میں اس وقت کچھ زیادہ افراد نظر نہ آ رہے تھے۔
 ”جی فرمائیے“ — کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی نے عمران کے کاؤنٹر کے قریب پہنچتے ہی کہا۔

فرمائش تو آپ کا حق ہے بس — قدرت نے یہ کام صنف نازک

”جوزی ریفرنسے۔۔۔ جی ہاں!۔۔۔ وہ ہمارے ہوٹل کے متعلق مقیم ہیں۔۔۔ کمرہ نمبر ایک سو آٹھ۔۔۔ آٹھویں منزل۔۔۔ کیا میں آپ کی آمد کی اطلاع کر دوں انہیں۔۔۔“ لوکی نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”نہیں۔۔۔ میں نے ان سے احوال و معلول کرنا ہے۔ اگر انہیں پتہ لگ گیا تو وہ آٹھویں منزل سے جی نیچے چھلانگ لگا دیں گے اور پھر ان کی مرزم پٹی پر مجھے کثیر رقم خرچ کرنی پڑے گی تاکہ وہ زندہ رہیں۔ کیونکہ اگر وہ زندہ جی نہ رہے تو میری رقم مکمل طور پر ڈوب جائے گی اور اب یہ دوسری بات ہے کہ اب تک انکی مرزم پٹی پر نہیں اپنی رقم سے دس گنا زیادہ رقم خرچ کر چکا ہوں۔۔۔“ عمران کی زبان چل پڑی اور لوکی نے انہیں ہنس پڑی۔ اور اس کے ساتھ جی عمران تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی جو خاموش کھڑے اس کی باتیں سن رہے تھے اسی طرح خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑے۔

تھوڑی دیر بعد وہ چاروں ہی آٹھویں منزل کے کمرہ نمبر ایک سو آٹھ کے سامنے موجود تھے۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر دستک دی۔

”یس کم ان۔۔۔“ اندر سے ایک غزلی ہوئی آواز سنائی دی اور نران دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہو گیا۔ سامنے ہی کرسی پر ایک لمیم شمیم یونا آوی بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن جسم اس وقت ڈیڑوں پر جی شتم تھا۔ گوشت انکی کوئی چیز ان ڈیڑوں پر موجود نہ تھی لیکن ڈیڑوں کی لمبائی چوڑائی بتا رہی تھی کہ جوانی میں وہ واقعی بلا کا شہ زور رہا ہوگا۔ اس کی داڑھی اور سر کے لٹ بٹھے ہوئے اور انتہائی پریشان سے لگ رہے تھے۔ چہرہ انچور کی رچ سٹکڑا ہوا تھا اور چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں دھندلاہٹ سی طاری

اس کے نگار کھا ہے کہ وہ فرمائش کرتی رہے۔۔۔ اور چھاری صنف کھرت دیا۔۔۔ رات کو لہو کے بیل کی طرح محنت کرتی رہے۔۔۔ سننے سے مسکراتے ہوئے کہا اور لوکی بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

”آپ شرق میں اس لئے ایسی باتیں کر رہے ہیں۔ ورنہ یہاں مغرب کی تو انٹی لنگا بھتی ہے۔۔۔ یہاں تو ہمیں فرمائشیں پوری کرنی پڑتی ہیں۔۔۔“ لوکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”مغرب۔ کیا مطلب۔ کیا جوانی جہاز کے پائلٹ سے غلطی ہو گئی ہے۔۔۔؟“ عمران نے چونک کر پوچھا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے اثرات ابھر آ رہے تھے۔

”پائلٹ سے غلطی۔ کیا مطلب۔۔۔؟“ لوکی نے چونک کر پوچھا۔

”ہم نے تو ایرٹرن کارمن جانا تھا اور آپ اسے مغرب کہہ رہی ہیں۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ایرٹرن کارمن نہیں بلکہ ویٹرن کارمن ہے۔۔۔“ عمران نے کہا تو لوکی ایک بار پھر کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

”اودہ انتہائی دلچسپ۔۔۔ آپ نے واقعی خوب نکتہ تلاش کیا ہے یہ ہے تو ایرٹرن کارمن ہی مگر اس کے باوجود یہ مغرب ہے۔“ لوکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اودہ شکر ہے کہ مغرب ہونے کے باوجود یہ ایرٹرن ہے۔ اس لحاظ سے تو یہ عجوبہ ہی ہوا۔۔۔ بہر حال اگر یہ واقعی ایرٹرن ہے تو پھر جوزی ریفرنسے سے ملاقات بھی ہو سکتی ہے کیونکہ وہ بیچارہ بھی اسی غلط فہم میں مبتلا ہے کہ وہ شرق میں رہتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لو بولو۔ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟۔ جوزی نے ہنسی مٹاتی لہجے میں کہا اور عمران مسکرایا۔

ہمیں پیٹر نے بتایا تھا کہ تم خفیہ طور پر معلومات فروخت کرنے کا منصوبہ کرتے ہو لیکن صرف خاص کاموں کو۔۔۔ انہیں افراد کا نام ہی قیمت پر ہی کام نہیں کرتے۔ لیکن پیٹر نے کہا تھا کہ میرا نام اسنے آنے کے بعد جوزی اپنا اصول لازماً توڑ دے گا۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس نے درست کہا ہے پرس۔ اگر تم یہ نام نہ لیتے تو تم میرے م میں موجود خون کا آخری قطرہ بھی باہر نکال لیتے تب بھی میں تمہیں مار نہ بتاتا۔ لیکن اب تم جو چاہتے ہو مکمل کربات کرو۔۔۔ جوزی نے کہا۔

سنو جوزی!۔ جو کتاب ہے جو معلومات مجھے یا میں ان کا تعلق ہے ان خاص کاموں سے ہی ہو۔ پھر تم کیا کرو گے؟۔۔۔ ان نے کہا تو جوزی بے اختیار چونک پڑا۔

اوہ۔ اس سلسلے میں میری صرف اتنی درخواست ہوگی کہ تم ان طوالت کا خاکہ کسی کو نہ بتاؤ گے۔ پیٹر کے واقعی مجھ پر اس قدر طوالت ہیں کہ میں اپنی زندگی بھی دے سکتا ہوں لیکن اسے انکار نہیں دے سکتا۔ لیکن اگر تمہارا کام بھی ہو جائے اور میری زندگی بھی بچ جائے۔۔۔ میرا خیال ہے کہ تمہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ جوزی نے کہا۔

قطعاً نہیں۔ بلکہ ہم تو چاہیں گے کہ تمہاری زندگی محفوظ رہے۔

معتی۔ وہ غور سے عمران اور اس کے پیچھے آنے والوں کو دیکھ رہا تھا اس کی عمر ساٹھ پینسٹھ سال سے کچھ اوپر ہی لگتی تھی، اس کے جسم پر ایک قیمتی گون موجود تھا۔

”کون ہو تم لوگ؟۔۔۔“ جوزی کے حلق سے اسی طرح غرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”واہ۔ کھنڈر بتا رہے ہیں کہ عمارت غلطی تھی۔ اب تو شاید آثار قدیمہ والوں کے جوٹ پر ہی گزارہ ہے تمہارا۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوزی کی پیٹل سے سکڑی ہوئی آنکھیں مزید سکڑ گئیں۔

”جوں۔ تو تم میل مذاق اڑا رہے ہو۔۔۔ جوزی کا۔ کاش!۔۔۔“

تم نے آج سے بیس سال پہلے کہا ہوتا تو یہ تمہارے پیچھے آنے والے دوید بھی تمہیں نہ بچا سکتے۔ مگر اب تو واقعی جوزی کھنڈر بن چکا ہے۔۔۔ جوزی نے بڑے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

مطر جوزی رینئر!۔۔۔ زندگی صرف طاقت کا نام نہیں ہوتی۔ اصل زندگی عقل ہے اور مجھے خوشی ہے کہ تم میں عقل موجود ہے ورنہ ظاہر ہے تم اس حالت میں بھی طاقت کا مظاہرہ کرنے کی کوشش نہ کر سکتے۔

بہر حال میرا نام پرس آف ڈھمپ ہے اور ریفنس کے طور پر میرے پاس مارک کے رہنے والے پیٹر جیکب کا نام موجود ہے۔۔۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

پیٹر جیکب۔۔۔ اوہ۔ اوہ۔ پیٹر جیکب تو میرا محسن ہے، اس کے وجہ سے تو میں زندہ ہوں ورنہ شاید اب تک میری لاش کو ہزار بار کیڑے کھا چکے ہوتے۔ پیٹر کا نام لے کر تم نے یوں مجھ کو غریہ لیا ہے۔

ہمارا ہوتی ہیں اور پورے ایٹرن کارمن میں جزی ہی اس معاملے
تبدیلی صحیح مدد کر سکتا ہے۔ تم نے واقعی صحیح آدمی کو صحیح طریقے
پر چن لیا ہے۔ جزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اودہ۔ پیٹر نے تمہارے متعلق جو کچھ بتایا تھا تم واقعی ویسے ہی ہو۔
اور کھرے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اُسے واقعی جزی کا
دنگو پسند آیا تھا اس نے ایٹرن کارمن آنے سے پہلے ناراک میں
نہ دوست پیٹر جیکب کو فون کیا تھا جو پہلے ایٹرن کارمن کے دار الحکومت
برن میں ایک بہت بڑی تنظیم کا سربراہ تھا اور پورے کاربن میں اس
بم کا سکے چلتا تھا۔ چہرہ ایک میا شفت جو کیا اور اس نے وہاں ہوٹل
میں شروع کر دیا اور ہر قسم کے جرائم سے واقف ہو گیا۔ پیٹر کے اس
لاب کا موجب بھی عمران ہی تھا تب سے پیٹر اور عمران کی دوستی قائم
ہو چکی کہ پیٹر پہلے کاربن میں رہ چکا تھا اس لئے عمران اس سے بات
مندی تاکہ وہ کاربن کے لئے اُسے کوئی ایسی ٹپ دے سکے جس سے کاربن
میشاک اور ڈیوڈ ڈیوڈ کے بارے میں اُسے درست معلومات حاصل
نہیں اور پیٹر نے اُسے جزی کی ٹپ دی تھی اور اپنا حوالہ دینے کے لئے
ابتدا چنانچہ عمران ایر پورٹ سے نکلتے ہی سیدھا ہوٹل برن بوسہنچا تھا
اب پیٹر کے مطابق جزی کی مستقل رہائش مٹی اور پیٹر نے جزی کے
رے میں جو کچھ کہا تھا وہ حرف بحرف درست ثابت ہو رہا تھا۔

مسٹر پرنس۔ پہلی بات تو میں یہ بتا دوں کہ یہ دونوں تنظیمیں انتہائی
ذہنی تنظیمیں ہیں۔ یہ انسانوں کو چونڈیوں سے بھی کم حیثیت دیتی
ہی اور انہوں نے اپنی حفاظت اور دوسروں کو ختم کرنے کے لئے انتہائی

ہم ان معلومات ملیں یا نہ ملیں۔ ہم ان معلومات کے جسم
کے لئے کوئی اور ذریعہ تلاش کر سکتے ہیں لیکن پیٹر کے دوست کی
سے نہیں کھیل سکتے۔ ویسے تم تصدیق کے لئے چاہو تو چیک کرنا
بھی کر سکتے ہو۔ وہ تمہیں بتا سکتا ہے کہ پرنس جو کہتا ہے وہی کرتا
ہے۔ عمران نے انتہائی بخبیہہ لہجے میں کہا۔

اودہ کے۔ ہو کو کیا معلومات چاہتیں نہیں۔ جزی نے کہا۔
تم دروازے کا خیال رکھو جانا۔ عمران نے مسر کر اپنے عقب
میں کھڑے ہوا اسے کہا اور جانا سر ہلکا ہوا اور جاکر دروازے کا
قرب رک گیا جب کہ ٹرانسکریپشن عمران کے ساتھ رکھی کر سی پر بیٹھ چکا تھا
اور جزی اٹن شین حالت میں عمران کی کرسی کے عقب میں کھڑا تھا۔
جزی! یہاں دو تنظیمیں کام کرتی ہیں۔ ایک کا نام میٹاک ہے
اور دوسری کا نام ڈیوڈ ڈیوڈ۔ دونوں تنظیمیں نایاب دھاتیں
دنیا کی سائنس لیبارٹریوں کو فروخت کرنے کا دھندہ کرتی ہیں۔
ہمارے ملک میں ایک قیمتی دھات جہاٹ موجود تھی جسے میٹاک
کے جنک نے چوری کرنے کی کوشش کی۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی
جاتا لیکن اس سے پہلے ڈیوڈ ڈیوڈ اس دھات کو حاصل کرنے میں کامیاب
ہو گیا اور ہم اپنے ملک کی یہ دھات واپس حاصل کرنے آئے ہیں۔ اگر
سلسلے میں تم ہماری جو بھی مدد کر سکو۔ ہم اس مدد کا پورا معاوضہ بھی اد
کرنے کے لئے تیار ہیں۔ عمران نے کہا۔

پیٹر کا نام سامنے آنے کے بعد رقم کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہی پرنس
اور تمہاری یہ بات بھی درست ہے کہ یہ دونوں تنظیمیں میرے خاص گاہک

تجربہ کار اور تیز طرار افراد رکھے ہوئے ہیں۔" جوزی نے کہا۔

"جہیں معلوم ہے۔" عمران نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔
جوزی چند لمحے غور سے عمران کو دیکھا، بار پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ساتھ رکھے فون کا ریبور اٹھایا اور اس کے پچھلے حصے میں موجود ایک بٹن کو دوبار پریس کر دیا۔ بٹن پریس کر کے اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

"لیں۔ ہٹلر لاسکا۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی
"میں ایٹرٹن کا رمن سے جوزی برمنزے بول رہا ہوں۔" پیٹر جیکب سے بات کر اؤ۔" جوزی نے اسی طرح غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیں سر۔ ہولڈ آن کریں۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد پیٹر کی آواز سنائی دی۔ جوزی نے وہ سفید بٹن دوبار پریس کیا تھا اس لئے نہ صرف یہ کہ فون کا تعلق ہٹلر ایکس پیجین سے ختم ہو گیا تھا اور اس طرح جوزی نے ڈائریکٹ ایگریمنٹ کال کی جتنی بلکہ اس سے فون میں موجود لاؤڈر بھی آن ہو گیا تھا۔ شاید جوزی، پیٹر کے ساتھ ہونے والی گفتگو عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی سنوانا چاہتا تھا اس لئے اس نے لاؤڈر آن کیا تھا۔ بہر حال لاؤڈر آن ہونے کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھی جوزی اور دوسری طرف سے آنے والی آواز واضح طور پر سن رہے تھے۔

"ہیلو۔ پیٹر جیکب بول رہا ہوں۔" جوزی!۔" خیریت ہے۔" ایک بھاری سہی آواز سنائی دی۔

"پیٹر!۔ تم نے پریس آن ڈمپ کو میرے پاس بھیجا ہے۔" جوزی نے کہا۔

"ارے ہاں!۔ بالکل میں نے اُسے تمہارا حوالہ دیا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ تم اس سے پورا پورا تعاون کرو گے۔" پیٹر نے کہا۔

"وہ تو میں کروں گا۔" لیکن میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے تمہارے پریس صاحب جن دو تنظیموں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ انتہائی خطرناک تنظیمیں ہیں اور تمہارے یہ پریس صاحب انتہائی سادہ اور معصوم سے لوجوان لگتے ہیں۔ ان کے دو خفاقی ساتھی فائتور منور نظر آتے ہیں۔ لیکن کاہن تو ان دونوں تنظیموں کے خوفناک فائٹوں سے بھرا پڑا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے پریس صاحب اپنے ساتھیوں سمیت اپنی جان سے ہی لہجہ دھو بیٹھیں۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ تم انہیں خود سمجھا دو کہ وہ کس جوتی ہوئی آگ میں نہ ہی کو دیں تو اچھا ہے۔" جوزی نے منہ نہ باتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف سے پیٹر کے حلق سے نکلنے والے قبضے کی آواز سن کر وہ بڑی طرح چونک پڑا۔
"بہت خوب جوزی!۔ بہت خوب۔" تمہیں اس دھندلے میں عمر گزار گئی ہے لیکن آج تک تمہیں یہ ہی نہ معلوم ہو سکا کہ جو آدمی پاکشیا سے ان دونوں تنظیموں کے خلاف کام کرنے آیا ہے وہ اس قدر سادہ لوح اور معصوم ہے کہ بس منہ اٹھاتے تمہارے پاس پہنچ گیا۔ اور تمہیں اس کی معصومیت پر ترس آ رہا ہے۔ تمہیں یہ تو معلوم ہو گا کہ کاہن میں پیٹر کی کیا حیثیت تھی لیکن پھر پیٹر نے کسی سے شکست کھا کر جہاز کی راہ ہی چھوڑ دی تھی۔" پیٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں! معلوم ہے مگر۔" جوزی نے ہنٹ چباتے ہوئے کہا۔
"لیکن تمہیں یہ یقیناً معلوم ہو گا کہ پیٹر نے جس سے شکست کھائی تھی وہ

شخصیت کون تھی تو آج میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ وہ شخصیت یہی پرنس تھی اور نچران کی وجہ سے ہی میں نے جرات کی راہ چھوڑ دی۔ میرا خیال ہے کہ اتنا کہنا ہی کافی ہوگا۔“ پیٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور جوزی کی آنکھیں حیرت سے پھلتی چلی گئیں۔ وہ اس طرح آنکھیں پھاڑ کر سامنے بیٹھے عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ پیٹر واقعی اس معصوم سے نوجوان کے بارے میں یہ سب کچھ کہہ رہا ہے۔

”اوہ پیٹر! اگر مجھے معلوم نہ ہوتا کہ تم جھوٹ نہیں بولتے تو میں کبھی تمہاری بات پر یقین نہ کرتا۔ بہر حال اب میں مطمئن ہوں شکریہ۔“ جوزی نے کہا اور لیوور رکھ دیا۔

آئی ایم سوری پرنس! — مجھے آپ سے پورا اعتراف نہ تھا۔ بہر حال میں نے صرف ہمدردانہ بنیاد پر یہ رائے دی تھی۔“ جوزی نے لیوور رکھ کر انتہائی معذرت بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

یہ پیٹر دراصل سٹھپا گیا ہے۔ اگر میں اتنا بڑا اڑا کا ہوتا تو ان دو فضیول کو اپنے باؤں گارڈز کے طور پر ساتھ کیوں رکھتا۔ اور ان کے خمرے اور اخراجات برداشت کرتا رہتا۔ بہر حال تمہاری ہمدردی کا شکریہ اب تم کو کچھ جانتے ہو وہ مجھے بتا دو۔ کیونکہ میرے باؤں گارڈز کھڑے کھڑے جب تنک جلتے ہیں تو پھر ان کی جان ہی بدل جاتی ہے۔ یہ باؤں گارڈز کی بجائے باؤں بریکر بھی بن سکتے ہیں۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو جوزی بے اختیار ہنس پڑا۔

پرنس! — جم ہاسٹ کی وجہ سے دونوں تنظیمیں انتہائی خوفناک انداز میں ایک دوسرے سے ٹکرا چکی ہیں اور جہاں تک میری معلومات کا تعلق

ہے جم ہاسٹ اس وقت ڈبلیو، ڈبلیو کے قبضے میں ہے۔“ جوزی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”وہ تو پہلے بھی ڈبلیو، ڈبلیو کے قبضے میں تھی۔“ عمران نے منہ بندتے ہوئے کہا۔

واقعی وہ پہلے اس کے قبضے میں تھی اور اس کی لیبارٹری میں جو شرقی پہاڑیوں میں بھی صاف کی جا رہی تھی۔ مگر پھر میٹاک کے ایکشن گروپ کے چیف ڈان اور اس کے اسٹنٹ جیک نے اس لیبارٹری پر ریڈ کیا اور پوری لیبارٹری تباہ کر کے وہاں سے جم ہاسٹ حائل کر لی۔ اس پر ڈبلیو، ڈبلیو کے ایکشن گروپ کے چیف کارل ٹام نے جوابی کارروائی کی اور ڈان اور اس کے اسٹنٹ جیک کو گولیوں سے اڑا دیا اور پھر ان کی لاشیں رقی چھٹی میں پھینکوا دیں اور خود اپنے ساتھیوں سمیت اس نے میٹاک کی لیبارٹری جو کہ غریبی پہاڑیوں میں ہے ریڈ کیا۔ وہاں خوفناک جنگ ہوئی اور آخر کار وہ لیبارٹری بھی تباہ کر دی گئی اور وہاں سے کارل نے جم ہاسٹ والپس حائل کر لی۔ اس پر میٹاک کے گروپ نے ڈان اور جیک کی موت کے بعد ٹوٹی کی سرکردگی میں ڈبلیو، ڈبلیو کے آدمیوں کے خلاف کھلا اعلان جنگ کر دیا اور آج سے دو روز قبل پورا کارل قتل گاہ کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ بہر حال آجھ گھنٹوں کی اس خوفناک اور لرزہ نيز جنگ کے بعد ٹوٹی، اس کا گروپ سب کا خاتمہ ہو گیا۔ کارل کے گروپ کے بھی بے شمار آدمی مارے گئے لیکن بہر حال آخری فتح کارل کے حصے میں ہی آئی۔ اس طرح جم ہاسٹ اب ڈبلیو، ڈبلیو کے قبضے میں ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ میٹاک اور ڈبلیو، ڈبلیو کے درمیان بہر حال یہ سمجھوتہ طے

پاگیاہے کہ میٹاک اب آئندہ کارن میں کوئی دھندہ نہیں کرے گی، اس لئے ایک لحاظ سے یوں سمجھو کہ میٹاک کا صرف ہیڈ کوارٹر باقی رہ گیا ہے اس کا سارا اکیشن گروپ ختم ہو گیا ہے اور اب کارن میں مکمل طور پر ڈیلیور، ڈیلیو کا کنٹرول ہے۔“ جوزی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
مطلب ہے کہ میٹاک، ڈیلیو، ڈیلیو کے مقابلے میں شکست کھا گئی ہے۔

عمران نے کہا۔

”ہاں! فی الحال تو ایسا ہی ہے۔ اب یہ اور بات ہے کہ میٹاک والے بعد ازاں نئے آدمی سامنے لا کر اپنی حیثیت دوبارہ بحال کرانے کی کوشش کریں۔ لیکن فوری طور پر ایسا ممکن نہیں ہے۔ دو چار سال تو انہیں بہر حال نگہبانی میں رکھنا پڑے گا۔“ جوزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

یہ چم ہاسٹ اس وقت کہاں موجود ہوگی کیونکہ تمہارے کہنے کے مطابق تو دونوں تنظیموں کی لیڈر ٹیمیں تباہ ہو چکی ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں!۔۔۔ دونوں کی لیڈر ٹیمیں تباہ ہو چکی ہیں لیکن ڈیلیو، ڈیلیو میٹاک سے کہیں بڑی تنظیم ہے۔ جو سکتا ہے ان کے پاس کہیں اور کوئی لیڈر ٹیم بھی ہو۔ مجھے بہر حال اس بارے میں صحیح طور پر علم نہیں۔ کیونکہ مجھے کبھی کسی کی ضرورت ہی پڑی تھی۔ اب اگر تم کہو تو میں معلوم کر سکتا ہوں لیکن اس کے لئے بہتیں دو روز انتظار کرنا پڑیگا کیونکہ ڈیلیو، ڈیلیو میں میڈیا خبر بھی اس جنگ میں ہلاک ہو چکا ہے جبکہ دوسرا کسی کام کے سلسلے میں ملک سے باہر ہے وہ دو روز بعد واپس آنے والا ہے۔“ جوزی نے کہا۔

”تم اس کارل کا مجھے پتہ بتا دو جہاں وہ فوری طور پر مل سکتا ہو۔“

عمران نے کہا۔

”کارل کا اصل اڈہ تو کارل کلب ہی ہے۔ ایک منٹ۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں کہ وہ کہاں ہے۔“ جوزی نے سوچنے کے سے انڈاز میں کہا اور ایک بار پھر ریسورس اس کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

”لیں۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

”جوزی بول رہا ہوں ڈیلیو۔ کارل کے بارے میں معلوم کرو کہ وہ اس وقت کہاں ہے اور مجھے فوری براہ راست فون کر کے بتاؤ۔“ جوزی نے سخت لہجے میں کہا۔

”لیں ہاں۔“ دوسری طرف سے پاگیاہے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی جوزی نے ریسورس رکھ دیا۔

”ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔“ جوزی نے کہا اور عمران نے سر ہلادیا۔
”یہ بتاؤ کہ ڈیلیو، ڈیلیو کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور اس کا چیف کون ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”ہیڈ کوارٹر تو سپر سٹریٹ پر موجود سپر بلازہ میں ہے لیکن وہاں صرف بزنس ہوتا ہے۔ وائٹ وائٹ ٹریڈرز کے نام سے۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے ڈیلیو، ڈیلیو کا چیف بروک لینڈ نامی کوئی آدمی ہے لیکن وہ کبھی کسی کے سامنے نہیں آیا اور نہ کوئی اسے جانتا ہے۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ رہتا کہاں ہے۔ نام بہر حال سنا ہوا ہے اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں۔ اگر اس کے متعلق جانتا ہوگا تو صرف کارل ہی جانتا ہوگا۔ وہ اس کا خاص آدمی سمجھا جاتا ہے۔“ جوزی نے جواب

دیں گے۔ البتہ جو کچھ تمہیں چاہیے اس کا بندوبست میں کر دیا جاوے گا۔
جوزی نے کہا اور پھر وہ کرسی سے اٹھا اور کمرے کی ایک سائیڈ پر موجود
الماری کھول کر اس نے اس میں سے ایک چابی نکال کر عمران کی طرف
بڑھادی۔ ”نرخہ رنگ کے کی رنگ میں یہ اکیلی چابی تھی۔“

”کوئی نمبر بارہ۔ گرین وڈ کا کوئی۔“ وہاں نہیں تمہارے مطلب کی
ہر چیز مل جائے گی۔ یہ میری خاص کو بھٹی ہے اس کے متعلق کسی کو
بھی معلوم نہیں۔ کیونکہ میں اسے اپنے خاص آدمیوں کو ہی دیتا ہوں۔“
جوزی نے کہا اور عمران نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے چابی لی اور
پھر میز پر پڑی ہوئی رقم بھی اٹھا کر جیب میں ڈال لی۔

”بلے حد شکریہ جوزی!۔ تم نے اپنے آپ کو اس قابل ثابت کر دیا
ہے کہ تم سے مستقل دوستی ہو سکے۔“ گڈ بائی۔“ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا اس
کے ساتھی بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑے۔

دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔
”تقریباً پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور جوزی نے ہاتھ بڑھا کر
ریسیور اٹھالیا۔
”ہی۔“ جوزی بول رہا ہوں۔“ جوزی نے ریسیور اٹھاتے ہی
سخت ہلچل میں کہا۔

”ڈیوڈ بول رہا ہوں اس!۔ کارل اس وقت کارل کلب میں
اپنے دفتر میں موجود ہے لیکن وہ کسی سے مل نہیں رہا۔“ ڈیوڈ نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اور کسے۔“ جوزی نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

”کارل کلب اس کا انتہائی محفوظ ترین اڈہ ہے۔ وہاں اس نے انتہائی
خوفناک طریقے استعمال کر رکھے ہیں۔“ جوزی نے ریسیور رکھتے ہوئے
عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ظاہر ہے اور اس نے وہاں ہم جیسے شریف لوگوں کو تو اکٹھا نہیں کرنا۔
بہر حال ان قیمتی معلومات کا شکریہ۔“ اب ہمیں ایک کو بھٹی۔ اسٹار اور
کار چاہیے۔“ عمران نے کہا اور جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی
نکال کر اس نے جوزی کے سامنے رکھ دی۔

”یہ رقم اٹھالو پرنس!۔ یہ سب کچھ میں نے اس لئے بنا دیا ہے کہ
تم پیٹر کا نام لے کر یہاں آتے ہو۔“ اور پیٹر نے تمہیں اپنا محسن بتایا ہے
ورنہ یہ رقم تو کیا اگر تم ڈاکٹر بھی دے دیتے تب بھی میں کچھ نہ بنا تا۔
کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ اگر ان کے کانوں میں معمولی سی جھٹک بھی پڑ گئی کہ
میں نے ان کے متعلق کچھ بتایا ہے تو میرے جسم میں سینکڑوں گولیاں آتا۔

اس بات پر میں چونکا تھا باس! — مجھے بھی معلوم نہ ہوتا مگر میں نے اتفاق سے رمارمی میں سے گزرتے ہوئے جبرائیل کی بات سُن لی۔ وہ آپ کا ذکر کر رہا تھا اس لئے میں رک گیا۔ اس بات چیت سے پتہ چلا کہ جبرائیل کسی کو بتا رہا ہے کہ آپ دفتر میں موجود ہیں، بس کا انداز اس قدر پُر اسرار تھا کہ میں چونک پڑا اور اس کے بعد میں نے جبرائیل سے پوچھ گچھ کی تو وہ صاف منکر گیا۔ مگر بخود سے تشدد کے بعد اس نے زبان کھولی کہ وہ جوزی کے لئے مخبری کر رہا ہے اور جوزی کے کسی خاص آدمی نے اس سے پوچھا تھا کہ جوزی معلوم کرنا چاہتا ہے کہ کارل اس وقت کہاں ہے۔ اس پر میں نے جبرائیل کو گوئی مار دی اور پھر میں نے ہوٹل رین بولت معلوم حاصل کیں تو پتہ چلا کہ جوزی اپنے کمرے میں ہی ہے اور اس سے دو ایشیائی اور دو افریقی عیسیٰ — یعنی آئے تھے جو میرے فون کرنے سے چند لمحے پہلے چلے گئے ہیں۔ — جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

دو ایشیائی اور دو افریقی عیسیٰ — اور ان کی وجہ سے جوزی میرے متعلق معلومات حاصل کر رہا تھا — جوزی کی عادت میں جانتا ہوں۔ وہ مر جائے گا لیکن کچھ تباہی نہ کھائیں۔ لیکن اب اسے تباہ پڑے گا۔ اور کہے۔ — کارل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کر ٹیل دیا یا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

انخوفنی بول رہا ہوں۔ — رابطہ قائم ہوتے ہی اس کے نمبر ڈائل انخوفنی کی آواز سنائی دی۔

کارل بول رہا ہوں انخوفنی۔ — کارل نے ہنٹ چلاتے ہوئے کہا۔

لیس باس۔ — انخوفنی کا لہجہ مودبانہ ہو گیا۔

کارل اپنے دفتر میں بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا کہ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کارل نے ہاتھ بڑھا کر لیسیور اٹھا لیا۔

لیس۔ — کارل کے لیجے میں تندہی تھی۔

باس! — جوزف بول رہا ہوں۔ — دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

لیس۔ کیا بات ہے۔ — کیوں کال کی ہے۔ — ہ کارل کے لیجے میں تندہی بڑھ گئی۔

باس! — آپ جوزی کو تو جانتے ہوں گے۔ — ہوٹل رین بول والا جوزی۔ اس نے آپ کے متعلق معلوم کر لیا ہے کہ آپ کہاں موجود ہیں۔ — دوسری طرف سے کہا گیا۔

کیوں اُسے میرے متعلق معلوم کرنے کی ضرورت پڑ گئی تھی۔ — کارل نے حیران ہونے سے کہا۔

”انتھونی! — ہمیں معلوم ہے کہ ہم نے جم ہائیٹ ایک ایشیائی ملک سے حاصل کی تھی۔“ کارل نے کہا۔

”لیس ہاس! — میں سنا تھا تو تھا باس۔“ انتھونی نے کہا لیکن اس کے لیے میں حیرت تھی جیسے اسے کارل کی یہ بات کرنے کی وجہ سمجھ میں نہ آتی ہو۔

”ابھی ابھی جوزف نے مجھے بتایا ہے کہ دین بول ہٹل کے جوزف کے پاس دو ایشیائی اور دو ایکری می جیشی آئے ہیں اور جوزف نے اپنے کسی خاص آدمی کے ذریعے کلب میں موجود اپنے منجر کے ذریعے اس بات کی تصدیق کرائی ہے کہ میں کلب میں موجود ہوں کہ نہیں۔“ جوزف کا یہ منجر کلب کا سپروائزر جیرالڈ تھا۔ جوزف نے اتفاق سے رابہاری سے گزرتے ہوئے اس کی بات چیت سُن لی تھی۔ بہر حال جوزف کی پوچھ گچھ پر اس نے جوزف کا نام لیا۔ اس پر جوزف نے اسے تو گولی مار دی اور خود اس نے جوزف کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو اسے بتایا گیا کہ جوزف کے کمرے میں دو ایشیائی اور دو ایکری می جیشی آئے۔ اسے پتہ چلتا تھا کہ اس نے سُننے سے متعلق تصدیق کرائی۔ اب وہ چلے گئے ہیں۔“ اس کا مطلب ہے کہ کوئی ایسا گروپ ہے جسے جم ہاسٹ سے دلچسپی ہے حکومت پاکستان نے جم ہاسٹ خریدنے کے لئے مجھے فون کیا تھا لیکن میں نے انکار کر دیا۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کسی مجرم گروپ کو یہاں بھیجا ہو کہ وہ جم ہاسٹ چُرا کر لے جائے۔ اس لئے ہمیں ہوشیار رہنا چاہیے۔“ کارل نے کہا۔

”میں آپ کی بات سمجھ گیا۔ اب آپ جانتے ہیں کہ میں جوزف سے

اس گروپ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کروں اور پھر ان کا خاتمہ کر دوں۔“ انتھونی نے کہا۔

”مجھے جوزف کی عادت معلوم ہے کہ وہ مرنے کا لیکن اپنی مرضی کے بغیر کچھ نہ بتائے گا۔ لیکن یہ معاملہ ایسا ہے کہ اسے ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اس لئے میں نے تمہیں کہا کیا ہے کہ تم ضرورت میں اس جوزف کی زبان کھلاؤ اور اس گروپ کے متعلق پوری تفصیلات معلوم کر کے مجھے بتاؤ۔“ اس کے بعد کیا کرنا۔۔۔ اس کا فیصلہ میں بعد میں کروں گا۔“ کارل نے کہا۔

”لیس ہاس۔“ دوسری طرف سے ہانگیا اور کارل نے ریسپورڈ رکھ کر ساتھ بڑے موٹے انٹرکام کا ریسپورڈ اٹھایا۔

”مارٹن کو کہہ دو کہ اگر دو ایشیائی اور دو ایکری می کلب میں آئیں تو انہیں زمرہ پکڑ کر نیچے تہہ خانے میں پہنچا دیا جائے اور پھر مجھے اطلاع دی جائے۔“ کارل نے کہا اور انٹرکام کا ریسپورڈ رکھ دیا۔

”تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بجی، یعنی اور کارل نے نہ ہاتھ بڑھا کر ریسپورڈ اٹھایا۔

”لیس۔ کارل بول رہا ہوں۔“ کارل نے تیز لہجے میں کہا۔

”انتھونی بول رہا ہوں باس۔“ دوسری طرف سے انتھونی کی آواز سنائی دی۔

”لیس۔ کیا رپورٹ ہے۔“ کارل نے چونک کر پوچھا۔

”باس! — میں نے جوزف کو ہٹل سے اغوا کر کے ڈرگمن مار والے اوٹے پر منگوایا تھا۔ وہاں خوفناک تشدد کے بعد آخر کار جوزف نے زبان کھول

دی۔ اس نے بتایا کہ کوئی ایٹمی نو جوان جس کا ہم پرنس آف ڈمپ ہے اپنے ایک ایٹمی اور دو جسمی ساتھیوں کے ساتھ اس کے پاس پہنچا۔ اس نے مارک میں اس کے کسی محسن پٹر کا حوالہ دیا اور جم اسٹ کے بارے میں معلومات پر چھین جس پر چوڑی نے اُسے لیبارٹریوں کی تباہی اور ڈان اور جیک کے قتل اور ہماری اور میٹاک کے درمیان ہونے والی لڑائی کی تفصیل بتا دی۔ اس پر اس پرنس نے پوچھا کہ کارل کہاں مل سکتا ہے اس پر اس نے اپنے آدمی کے ذریعے معلوم کرایا اور اُسے بتا دیا کہ آپ ملک کے دفتر میں موجود ہیں۔ اس کے بعد اس نے انہیں اپنی ایک خفیہ کومینٹی کی چابی بھی دے دی۔ اس کو بھی کاپتہ کر کے میں نے فوری طور پر ان کی گرفتاری کے لئے آدمی بھجوا دیئے لیکن کو بھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ باہر دستور تالا لگا ہوا ہے۔ اب آپ جیسے حکم دیں۔۔۔۔۔ انھونی نے کہا۔

”اب آپ اس کارل سے پوچھ گچھ کریں گے۔“ ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”نہیں۔۔۔ میں نے صرف ایکشن سے بھرپور فہم نہیں چلائی۔ مجھے درمی طور پر جم اسٹ حاصل کرنی ہے اور ظاہر ہے یہ کارل کے پاس نہیں ہوگی بلکہ وائٹ وائٹ کے چیف کے پاس ہوگی اس لئے ہم سب سے پہلے اس وائٹ وائٹ کے ہیڈ کوارٹر چلیں گے۔“ عمران نے راب دیا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلادیا۔ اسی لمحے جوزف اور جونا انڈر فیل ہوئے۔

”وہ سر چکا ہے ہاں۔۔۔ انھونی نے کہا اور کارل نے لیسور رکھ دیا۔“ پرنس آف ڈمپ۔۔۔ کچھ عجیب سا نام ہے۔ بہت خال ٹھیک ہے۔ جو بھی ہے سامنے آجائے گا۔“ کارل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور نہایت موجود شراب کی بوتل اٹھا کر اس نے منہ سے لگائی۔

”کارل تیار ہے امٹر۔“ جونا نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا کہ سی سے ٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر بھی اس کے ساتھ ہی باہر کو چل پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چاروں کار میں بیٹھے کاربن کی سڑک پر موجود تھے۔ لارمینگ سیٹ پر عمران تھا جب کہ ٹائیگر سائیڈ سیٹ پر اور جوزف اور جونا

فی۔ دروازے کے باہر کوئی دربان نہ تھا اس لئے عمران نے دروازے
دھکیلا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک کافی بڑا مال نامکرم تھا جس میں
ساتھ پر کاؤسٹر بنا ہوا تھا جس پر ایک خوبصورت سی مٹائی لڑکی بیٹھی
رہی تھی اور باقی بال کمرے میں صوفے رکھے گئے تھے جس پر دس بارہ سڑ
یہ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ کاؤسٹر کے ساتھ ہی ایک دروازہ تھا جس پر
زل میجر کی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔
عمران اطمینان سے چلا ہوا اس لڑکی کی طرف بڑھ گیا۔

”ایس۔۔۔ لڑکی نے چونک کر پہلے عمران اور پھر اس کے بعد اس کے
اعتقدوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”سیرکری۔۔۔ عمران نے مرٹسے بغیر مرٹسے باعرب سے لہجے میں کہا۔

”ایس پرنس۔۔۔ جوزف نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”اس لڑکی کو بتاؤ کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔۔۔ عمران نے باعرب لہجے
میں کہا۔

”بس۔۔۔ پرنس آف ڈومپ جنرل میجر کو شرف مذاقت بخشنے کے لئے
شریف لاتے ہیں۔۔۔“ جوزف نے لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”پرنس آف ڈومپ۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔“ لڑکی نے بری طرح
دیکھتے ہوئے کہا۔ بال میں موجود دوسرے افراد بھی اب حیرت سے انہیں
بجھ رہے تھے۔

”پرنس کا مطلب پرنس ہی ہوتا ہے بس۔۔۔“ جوزف نے منہ بانٹے
ہوئے جواب دیا۔

”سیرکری۔۔۔“ عمران نے باعرب لہجے میں کہا۔

عقبی سیٹوں پر تھے۔ عمران نے کار ایک بمکمال کے سامنے روک دی
”جا کر کارن کا تفصیلی نقشہ لے آؤ جوزف۔۔۔“ عمران نے سڑ پر
جوزف سے کہا اور جوزف نیچے اترا اور بمکمال کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں
بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک تہہ شدہ نقشہ موجود تھا عمران
نے اس سے نقشہ لیا اور پھر کار کو ایک سائیڈ پر لگا کر اس نے نقشہ کھولا
اور اُسے غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ جیب سے قلم نکال کر اس نے
سب سے پہلے گرین وڈ کا لونی کو تلاش کر کے اس کے گرد دائرہ لگایا۔
پھر اس نے شیرٹریٹ تلاش کرنی شروع کر دی جہاں سپر بلازہ میں وائٹ
وائٹ کا ہیڈ کوارٹر تھا اور متعدد ڈی دیر بعد وہ اسے تلاش کر چکا تھا اس کے
گرد نشان لگا کر اس نے دہانے تک پہنچنے کے لئے سڑ پر چپک کی اور
پھر نقشہ اس نے ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا اور کار چلا کر آگے بڑھ گیا۔
ٹائیگر غور سے نقشہ اس وقت تک دیکھتا رہا جب تک عمران نے کار ایک
دس سڑ پر بلازہ کی پارکنگ میں لے جا کر نہ روک دی اور پھر وہ سب نیچے
اُتر آئے۔ ٹائیگر نے نقشہ تہہ کر کے جیب میں ڈالا اور اطمینان سے بلازہ
کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ مین گیٹ کے ساتھ ہی ایک جہازی سائز
کا پورڈ موجود تھا جس پر پرفروں کے نام اور ان کے سامنے کمرے اور مشینوں
کی تفصیل دی گئی تھی۔ وائٹ وائٹ نامی فرم چوتھی منزل پر تھی اور
چوتھی منزل پر صرف وائٹ وائٹ کے ہی دفاتر تھے۔ لفٹیں صاف سی
مصرف نظر آ رہی تھیں اور آنے جانے والوں کا بھی خاصا رش تھا۔ بہر حال
ایک لفٹ کے ذریعے وہ چوتھی منزل پر پہنچ گئے۔ عمران اطمینان سے
چلا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جس کے باہر جنرل میجر کی نیم پلیٹ موجود

"لیس پرنس" — جوزف نے اسی طرح موڈ بانہ لیے میں کہا۔
اس لڑکی کو شاہی و غیبی پر کسی سکول میں پڑھنے کے لئے بھیجا دو۔
بیس جاہل لڑکایاں ابھی نہیں گئیں — عمران نے کہا اور اس کے
ساتھ ہی وہ آگے بڑھ گیا۔
"آپ — آپ رنگ جانیں" — لڑکی نے عمران کو جنرل مینجر کے
کمر سے دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ کر کہا مگر دوسرے لمحے وہ بُری
طرح چپختی موفی ایک طرف صوفے پر بنا گرئی۔
"اب اگر پرنس کی شان میں گستاخی کی تو گولی مار دوں گا" — جوزف
نے نہ بدلتے ہوئے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔ اس نے لڑکی کو بازو سے پکڑ
کر ایسا ہی جھٹکنے میں دو صوفے پر اچھا لیا تھا۔
عمران نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا، یہ ایک انتہائی شاندار انداز
میں سجا ہوا کمرہ تھا جس کے ایک کونے میں ایک شاندار دفتری میز کے
وجہ سے ایک ادھیر عمر آدمی بیٹھا رہیو کا نونوں سے لگائے کسی سے بات حیت
میں مصروف تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس طرح اندر آتے دیکھ
کر اس نے حیرت سے رہیو رکریڈیل پر رکتہ دیا اور سوالیہ نظروں سے انہیں
دیکھنے لگا۔
"آپ — آپ کون صاحب ہیں — اور اس طرح —" اس
آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"باس — باس! — میں نے انہیں روکنے کی کوشش کی تھی مگر یہ
زبردستی اندر آ گئے ہیں" — اسی لمحے عقب میں سے لڑکی کی روتی ہوئی
آواز سنائی دی۔

”تم پھر آگئیں۔“ جوزف نے مڑتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں
 ملکی سے کہا اور لوکی بہم کر ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔
 ”تم جاؤ ویسی۔“ اس اوجھڑ عمر آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
 در لوکی تیزی سے باہر چلی گئی۔ عمران اس دوران بڑے اطمینان سے میز
 کے سامنے موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ چکا تھا جب کہ ٹائیگر
 مائیکل پر کھڑا ہو گیا۔ جوزف اور جوانا عمران کے قفس میں تھے۔
 ”مبارا اہم جیکب ہے۔“ عمران نے میز پر رکھی نوئی نیم پیٹ پر
 سے اٹھ پڑھتے ہوئے کہا۔
 ”واہ!۔۔۔ مگر تم کون ہو۔۔۔ اور اس غریب بلا اجازت اندر کیوں
 آئے ہو۔۔۔ اس بار جیکب کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔
 ”بروک لینڈ نے بھیجا ہے ہمیں۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا
 ”بروک لینڈ۔۔۔ چیف باس نے۔۔۔ مم۔۔۔ مگر۔۔۔“ جیکب
 عمران کے اس اچانک فقرے سے بے اختیار گڑبڑا گیا تھا اور عمران کے
 چہرے پر لمبی سی مسکراہٹ رہ گیا۔
 ”مسٹر جیکب!۔۔۔ تنظیم کے لیسن نام ایسے ہوتے ہیں جن کے لئے
 ایسا ہی روپہ انتہا کم کرنا پڑتا ہے۔ بہر حال سیوری اعلیٰ ڈاؤر چیف ہاں
 سے بات کر دے اسے تاؤ کہ پرنس اور اس کے ساتھی مبارا سے پاس پہنچ چکے
 ہیں۔ اب مزید کیا کرنا ہے۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 ”پرنس!۔۔۔ مگر تم تو ایشیائی اور افریقیسی لوگ ہو۔ مبارا تنظیم
 سے کیا تعلق۔“ جیکب نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
 ”جو تم سے کہا جا رہا ہے وہ کرو۔۔۔ تنظیم صرف ایشیائی مابین تک ہی

محدود نہیں ہے۔ سمجھے۔ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”م۔ مگر فون کیسے ہو سکتا ہے۔ ٹرانسمیٹر پر تو۔“ جیکب واقعی اس انچانک افادہ پر ذہنی طور پر سنبھل ہی نہ پارہا تھا۔

”چلو ٹرانسمیٹر پر بات کر لو۔ مگر جلد ہی کرو۔“ عمران نے کہا۔

”تم جو کوئی بھی جو فون یہاں سے دفعہ بوجاؤ۔ ورنہ میں پولیس کو بلا لوں گے۔“ میں کسی کو نہیں جانتا۔ یہ میل برنڈن دفتر ہے۔“

اس بار جیکب نے تیز لہجے میں کہا۔ وہ شاید اب آکر ذہنی طور پر سنبھلا تھا۔

”جوانا۔ عمران نے سرگرجوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مسٹر جیکب سے فریکوئنسی معلوم کر دو اور خود چیف باس کو کال کر دو۔“

اس کو کسی مسئلے کی اہمیت کا ہی احساس نہیں ہے اور یہ وقت ضائع کرنے پر تیار ہے۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جوانا تیزی

سے جیکب کی طرف بڑھا۔ جیکب نے جلدی سے فون کا رسیڈور اٹھانے کی

کوشش کی مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح ہاتھ پیر مارا فضا میں لٹکا

ہوا تھا۔ جوانا نے اُسے گردن سے پکڑ کر اس طرح فضا میں اٹھا لیا تھا

جیسے کوئی بچہ کسی بے جان کھلونے کو پکڑتا ہے۔

”تاؤ۔ ورنہ ایک لمحے میں گردن توڑ دوں گا۔“ جوانا نے غرلاتے

ہوئے کہا۔

”ب۔ ب۔ بتاؤ۔“ جیکب نے رک رک کر کہا تو جوانا نے

اُسے زمین پر کھڑا کر دیا۔

”بلو، ورنہ۔“ جوانا نے کہا اور جیکب نے جس کا پورا جسم بری طرح

لرز رہا تھا، آنکھیں باہر کو نکل آتی تھیں اور چہرہ مسخ ہو چکا تھا اسی طرح

رک رک کر فریکوئنسی بتا دی

”اسے اب مختصر سی دیر آرام کرنے دو۔“ عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا اور جوانا نے ہاتھ کو ذرا سا جھٹکا دیا تو جیکب کا جسم بری طرح

پھٹکا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھسک گئی۔ جوانا نے اس کی

گردن چھوڑ دی اور جیکب قالین پر ریت کے غالی ہوتے ہوئے پورے

کی طرح ڈیسے ہوا چھل گیا لیکن اس کا سینہ ابھی تک پھول پھول رہا تھا وہ

پہیوں ہوا تھا مرنے لگا۔

”ٹائیگر۔ یہاں ٹرانسمیٹر سبز موجود ہو گا۔“ اور جرنل!۔ تم

باہر کا خیال رکھو۔“ عمران نے ہدایت دیتے ہوئے کہا اور جرنل

دروازے کی طرف مڑ گیا جب کہ ٹائیگر نے ٹرانسمیٹر کی تلاش شروع کر دی

اور چند لمحوں بعد وہ ایک الماری سے ایک ٹرانسمیٹر برآمد کر لینے میں کامیاب

ہو گیا۔ عمران نے اس کے ہاتھ سے ٹرانسمیٹر لیا اور پھر اس پر وہ فریکوئنسی

ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی جو اس جیکب نے بتائی تھی۔

”ہیلو ہیلو۔ جیکب کا ٹنگ۔ اور۔“ عمران نے جیکب کے

لہجے میں کال وینی شروع کر دی۔

”ایس۔ بروک انڈنگ یو۔ کیوں کال کی ہے۔ اور۔“

دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا گیا۔

”باس!۔ ابھی یہاں ایک آدمی آیا تھا۔ وہ اپنے آپ کو پرنس کہہ

تھا۔ ایشیائی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ وہ تنظیم کے ساتھ جہماٹ کا

سودا براہ راست کرنا چاہتا ہے اور پوری رقم نقد دینا چاہتا ہے۔ مگر

میں نے اُسے ٹال دیا کہ مجارے پاس جہماٹ موجود ہی نہیں ہے۔

”ابن خزیمہ کی مدد سے اس بروک لینڈ کی تمام گاہ آسانی سے ٹرلین کی جا سکتی ہے۔ اس لئے واپس کو بھی چلو“ — عمران نے اس بار کار کی سائیڈ سیٹ والا دروازہ کھولتے ہوئے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا سٹینڈنگ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمبے کار انہیں لئے ایک بار پھر سڑک پر دوڑ رہی تھی ٹائیگر چونکے نکلے کو غور سے دیکھ چکا تھا اس لئے وہ انتہائی اطمینان سے کار چلاتا ہوا اس کا لونی کی طرف بڑھا جا رہا تھا جہاں ان کی رہائش تھی۔ آتے ہوئے عمران جن سڑکوں سے آیا تھا یہ سڑکیں اس سے مختلف تھیں کیونکہ کاربن میں ٹریفک کا وٹن سائیڈ ٹریفک نظام تھا اس لئے آنے اور جانے کے لئے نقشے میں مختلف راستے دیئے گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی میں پہنچ گئے۔ جوزف نے نیچے اتر کر کوٹھی کے گیٹ پر پڑتا لاکھولا اور پھر پچھلے کھول دیا ٹائیگر کار اندر لے گیا اور جوزف نے اندر آ کر چھانک بند کر دیا اور سڑک پر پورج کی طرف بڑھنے لگا لیکن اسی لمحے کوٹھی کے لان میں جیسے اپنا کپ کیے بعد دیگرے کسی پٹانے سے پھٹے اور اس کے ساتھ ہی کار سے نکلے ہوئے عمران ٹائیگر اور جو ان کے ساتھ ساتھ پورج کی طرف بڑھتا ہوا جوزف ہی کی بجائے سڑک پر پہنچ کر گرا اور پھر ساکت ہو گیا۔ لان کھلا ہونے کے باوجود وہاں ہلکے دو دو سیارنگ کا دھواں ہر طرف پھیلا ہوا دکھائی دے رہا تھا یہ سب کچھ اس قدر اپنا کپ ہوا تھا کہ عمران بھی نہ سنبھل سکا تھا اور وہ بھی اس دھوئیں کا شکار ہو کر بیہوش ہو چکا تھا۔

وہ کہہ کر گیا ہے کہ وہ پھر آئے گا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو بتا دوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو مزید بات چیت کی جائے۔ اور۔۔۔ عمران نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

ایشیائی پرنس — اور یہاں — اوہ اوہ کہاں تھوڑا سا ہے۔ اور دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔
”میں نے پوچھا تھا لیکن اس نے کہا کہ وہ آیا۔ گھنٹے بعد پھر آئے گا۔ اور۔۔۔ عمران نے کہا۔

اب اگر وہ آئے تو تم کارل کو فون کر لے بلوایا — میں کال کر کے کال کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ اسے سنبھال لے گا۔ اور اینڈ آل۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اسے میز پر رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

آداب واپس چلیں — فی الحال اتنا ہی کافی ہے۔ عمران نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اس کا کیا کرنا ہے۔۔۔ جو ان نے جیکب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

پڑا رہے۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ سب تیز تر قدم اٹھاتے کمرے سے باہر آ گئے۔

”ہنی تمہارے پاس نے کہا ہے کہ ایک گھنٹے تک اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے۔“ عمران نے کاؤنٹر پر بیٹھی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا اور آگے بڑھا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پلازہ سے باہر نکل کر بارنگل کی طرف بڑھنے جا رہے تھے۔

کال کرے گا۔ تم جا کر اس سے بات چیت کر لینا۔ بروک نے کہا۔
 "ایشیائی پرنس۔ اودہ باس!۔ آپ کا مطلب پرنس آف ڈومپ
 اور اس کے ساتھیوں سے تو نہیں؟۔ کارل نے یہ انہوتے ہوئے کہا۔
 پرنس آف ڈومپ۔ کیا مطلب!۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم؟۔
 بروک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور جواب میں کارل نے جوزف کی
 کال آنے سے لے کر امتحونی کی کال اور اپنے حکم تک کی پوری تفصیل
 دوہرا دی۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ یہ لوگ خریدار نہیں ہیں بلکہ یہ کوئی ایسا گروپ
 ہے جو جم ہاٹ ہم سے چھیننے کے لئے یہاں آیا ہے۔ بروک نے کہا۔
 "لیس ہاں!۔ اگر یہ خریدار ہوتے تو اس طرح جوزف کے پاس جا کر
 ساری معلومات حاصل نہ کرتے۔" بروک نے کہا۔
 "اودہ۔ ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو کہ فوراً اس گروپ کو گرفتار کرو اور
 پھر ان کی حقیقت معلوم کر کے مجھے رپورٹ دو۔" بروک نے تیز
 لہجے میں کہا۔

"لیس ہاں!۔ ان کی کوٹھی کی نگہبانی ہو رہی ہے۔ جیسے ہی
 یہ لوگ وہاں پہنچیں گے انہیں پھوس کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد میں
 ان سے سب کچھ آسانی سے اگلا لوں گا۔" کارل نے کہا۔
 "ٹھیک ہے۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی
 رابطہ ختم ہو گیا۔ کارل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریسور رکھ دیا۔
 تو یہ اسی لئے کوٹھی نہیں گئے کہ یہ سیدھے ہیڈ کوارٹر پہنچے تھے۔
 کارل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور سامنے بڑی موٹی ایک فائل پر جھک گیا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی کارل نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھالیا۔
 "لیس۔" کارل کا لہجہ غراہٹ آمیز تھا۔
 "بروک بول رہا ہوں۔" دوسری طرف سے ایک کرخت سی
 آواز سنائی دی اور کارل چونک پڑا۔
 "اودہ۔ چیف آپ۔ فرماتے۔" کارل کا لہجہ پکھلت نہتا ہی
 مودبانہ ہو گیا تھا۔

"کارل!۔ کوئی ایشیائی پرنس ہیڈ کوارٹر میں جیکب کے پاس
 پہنچا ہے۔ وہ جم ہاٹ کی پوری مقدار نقد رقم پر خریدنا چاہتا ہے۔
 وہ جیکب کو ایک گھنٹے بعد آنے کے لئے کہہ گیا ہے۔ اگر واقعی
 وہ اچھا گاہک ہے تو اس طرح ہم اس سے معقول رقم وصول کر سکتے
 ہیں۔ یہ ایشیائی پرنس اتنا بھائی دولت مند ہوتے ہیں۔ میں
 نے جیکب کو کہہ دیا ہے کہ اب جیسے ہی یہ ایشیائی پرنس آئے وہ تمہیں

پُر جوش آواز سنائی دی۔

”یس — کیا رپوٹ ہے؟“ کارل کا لہجہ ٹھکانہ تھا۔

”باس! — ہم نے انہیں بیہوش کر دیا ہے — میرے آدمی کوٹھی کی دوسری منزل پر چھپے ہوئے تھے۔ جیسے ہی یہ لوگ کوٹھی کے اندر داخل ہوئے ہمارے آدمیوں نے بیہوش کرنے والی گیس چھوڑ دی اور یہ بیہوش ہو گئے۔“ ارب کیا حکم ہے؟ — انتھونی نے کہا۔

اوہ — ویری گڈ۔ تم انہیں پوانٹ نمبر ٹو پر پہنچا دو کیونکہ چیف باس کا حکم ہے کہ ان سے مکمل پوچھ گچھ کی جائے اور مکمل پوچھ گچھ کس لئے پوانٹ نمبر ٹو کا بلیک روم سب سے مناسب جگہ ہے۔ — کارل نے مسرت جھرسے بے میں کہا۔

”یس باس! — دوسری طرف سے کہا گیا۔“

”میں پوانٹ نمبر ٹو پر پہنچ رہا ہوں۔ لیکن خیال رکھنا کہ سیر آئے تک انہیں جوش میں نہیں آنا چاہیئے۔“ کارل نے کہا۔

”یس ہاں! — دوسری طرف سے کہا گیا اور کارل نے ریسپونڈ کر ڈیل پر دکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور کارل نے ہاتھ بڑھا کر ریسپونڈ کر ڈیا۔

”یس — کارل بول رہا ہوں“ — کارل نے کہا۔

”بروک بول رہا ہوں کارل! — تمہارا اندازہ درست ہے — یہ پورا گروپ بینڈ کارٹر میں جیکب کے دفتر میں زبردستی گھس گیا تھا اور انہوں نے جیکب پر تشدد کر کے اس سے میری خاص فریجیوسی معلوم کی اور پھر جیکب کے لہجے میں مجھ سے بات کی۔ حالانکہ مجھے اس بات کا معمولی سا بھی شک نہیں گذرا کہ جیکب کی بجائے کوئی اور بات کر رہا ہے۔ پھر وہ جیکب کو بیہوش کر کے واپس چلے گئے۔“ اسی جیکب نے جوش میں آکر مجھے کال کر کے بتایا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کوئی عام گروپ نہیں ہے۔ ورنہ وہ اس طرح جیکب کے لہجے میں بات نہ کرتے۔ تم اب پوری طرح ہوشیار رہو۔“ بروک نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”میں پہلے ہی ہوشیار ہوں چیف — آپ بے فکر رہیں۔ یہ جتنے بھی ہوشیار ہوں، میری گرفت سے نہیں بچ سکتے۔“ کارل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے — ان کا پورا حدود اور بعد معلوم کرو کہ یہ کون لوگ ہیں اور کس کی ویما پر یہاں آئے ہیں۔ پھر مجھے رپوٹ دو۔“ بروک نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ کارل نے ریسپونڈ کر ڈیا جیسا کہ گھنٹی بج اٹھی اور کارل نے چونک کر دوبارہ ریسپونڈ کر ڈیا۔

”یس — کارل بول رہا ہوں“ — کارل نے کہا۔

”انتھونی بول رہا ہوں باس! — دوسری طرف سے انتھونی کی آواز آئی۔“

ساتھ انتہائی جدید آلات بھی یہاں موجود تھے۔ اس کے سامنے اس نارنگیل سیل کا اکوآدروازہ تھا جو اس وقت کھلا ہوا تھا۔ اسی لمحے ٹائیگر کی کراہ سنائی دی۔ وہ نوجوان اب جہان کو انجکشن لگانے میں مصروف تھا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس سڑا اور ایک نفر عمران اور ٹائیگر کی طرف دیکھ کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”جواب ڈاکٹر صاحب! — کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ہم کس ہسپتال میں زیر علاج ہیں؟“ — عمران نے مسکراتے ہوئے لمحے میں اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا لیکن وہ کوئی جواب دیتے بغیر تیز قدم اٹھاتا دروازے سے باہر نکل گیا۔

”یہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں؟“ — اسی لمحے ٹائیگر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”پہنچ گئے نہیں۔“ — پہنچا دیتے گئے ہیں کے الفاظ استعمال کرو۔ الفاظ کا صحیح استعمال ابھی تک ہمیں نہیں آیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی تک ہم پوری طرح مدد سے نہیں ہوئے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کوئی جواب دینا آپنا کام سمجھنے نہ پڑے دروازے کے باہر سے تیز تیز قدموں کی آواز سنائی دی اور عمران اور ٹائیگر چونک کر اُدھر دیکھنے لگے۔

عمران نے آنکھوں میں لگے ہوئے لمبیدوں سے رسیاں کاٹتا تو پہلے ہی شروع کر دی تھیں لیکن قدموں کی چاپ سننے ہی اس کی آنکھوں میں تیزی آگئی۔ اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا بھی ہو چکا تھا لیکن اس کے ہاتھ بدستور ستون کے عقب کی طرف ہی تھے۔ ٹائیگر بیسی اٹھ کھڑا ہوا تھا

درو کی ایک تیز لہر عمران کے جسم میں برقی رو کی طرح دوڑتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کا سویا ہوا ذہن جگ اٹھا۔ اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور شعور بیدار ہوتا ہے۔ اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکلے۔ وہ اس وقت ایک ستون کے ساتھ بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ اسے اس طرف باندھا گیا تھا کہ اس کے دونوں ہاتھ ستون کے عقب میں لے جا کر کھایاں تیز سے باندھ دی گئی تھیں۔ چونکہ وہ بیہوش تھا اس لئے ظاہر ہے کھڑا نہ ہو سکتا تھا اس کے دوسرے ساتھی بھی اسی انداز میں ساتھ والے ستونوں سے بندھے ہوئے بیٹھے تھے اور ایک نوجوان اب جو زف پر جھکا ہوا تھا۔ وہ اس کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا۔ اس کے ساتھ والے ستون سے ٹائیگر بندھا ہوا تھا اس کے بعد جو زف اور آخر میں جونا تھا۔ ٹائیگر کے جسم میں بھی اب حرکت نمایاں ہو رہی تھی۔ یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا جو اپنے سامان کے لحاظ سے کوئی جدید مارچنگ سیل دکھائی دے رہا تھا۔ تشدد کے قدیم حربوں کے

اور جوزف اور جوانا بھی اب ہوش میں آکر آنکھیں پٹپٹا رہے تھے کہ اسی لمحے دروازے سے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دو آدمی تھے۔ دونوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں جبکہ آگے والا خالی ہاتھ تھا۔ جوزف اور جوانا بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اسی لمحے آدمی کے پیچھے آنے والے دو آدمیوں میں سے ایک وہ تھا جس نے انہیں انجکشن لگائے تھے۔

”تو یہ ہے وہ گروپ۔ جس نے جوزف سے تنظیم کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی“۔ لمحے قد والے نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

”یس ہاس“۔ اس کے پیچھے کھڑے ایک آدمی نے موڈ بانہ بلجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم میں سے پرل کون ہے“۔ اس ہاس نے عمران اور ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

پرل کے تعارف سے پہلے پروٹوکول کے مطابق تمہیں اپنا تعارف کرانا چاہیے مٹر ہاس“۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو وہ آدمی اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”تو تم ہو پرل آف ڈیمپ“۔ میرا نام کارل ہے جس کے متعلق تم نے جوزف سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی“۔ اس آدمی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تمہیں جوزف نے بتایا ہے کہ میں نے اس سے تمہارے متعلق معلومات حاصل کی ہیں“۔ اچانک عمران نے انتہائی عجیبہ لہجے میں کہا۔

”اوہ نہیں۔ جوزف بڑا با اصول آدمی تھا۔ یہ تو میرے آدمی نے اس کے مخبر کی باتیں سن لی تھیں“۔ کارل نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تم نے جوزف کے لئے تمہارا لفظ کیوں استعمال کیا ہے“۔ عمران نے چونک کر پوچھا اور کارل ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”اس لئے کہ جوزف کے اصول توڑنے کے لئے اس پر انھونی کو بے پناہ شہد کرنا پڑا۔ اور ظاہر ہے اس شہد کے نتیجے میں وہ ہے“۔ سے تھا“۔ ہو گیا۔ کارل نے اس طرح بات کی جیسے جوزف کی موت کی اسے ذرا برا بھی پر وہ نہ ہو۔

”ہو نہ ہو۔ تو تم نے جوزف کو ہلاک کر دیا۔“ غصیک ہے۔ اب ہماری موت آسان نہیں رہے گی“۔ عمران نے ہنکارتے ہوئے کہا۔

”موت تو تمہارے لئے وقف کر دی گئی ہے مٹر ہاس۔ تم مجھے صرف یہ یاد دو کہ تمہارا تعلق کسی تنظیم سے ہے۔ کیا تمہیں حکومت پاکستان نے ہائر کیا ہے۔ یا تمہارا تعلق کسی نجی گروپ سے ہے۔“ کارل نے ایسے لہجے میں کہا جیسے عمران کی جھکی کو اس نے پرکھ کر کی حیثیت بھی نہ دی ہو۔

”کیا سونار جھگل سے جہاٹ تم نے خود حاصل کی تھی یا کوئی اور گروپ کیا تھا۔“ عمران نے بھی اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

”میں نے حاصل کی تھی۔ یہ کام میں ہی کر سکتا ہوں۔ کیوں۔“ کارل نے چونک کر پوچھا۔

صرف اتنا بتا دو کہ تمہیں وہاں جہاٹ کی موجودگی کا کیسے پتہ چلا؟

اگر تم تفصیل بادو تو میں تمہیں سب کچھ بادو نکا جو تم پوچھنا چاہتے ہو۔
عمران نے کہا۔

تم یہ بات کیوں جاننا چاہتے ہو؟ — کارل نے چونک کر پوچھا۔
یہ تفصیل سننے کے بعد میں یہ فیصلہ کر سکتا ہوں — کہ تم سے
جہاں تم خریدنے کے لئے باقاعدہ سودا کیا جاتے یا پھر تم سے اسے جبراً
حاصل کیا جائے۔ — عمران نے جواب دیا۔

”تو کیا تم واقعی جم ماسٹ خریدنا چاہتے ہو؟ — کارل نے اور
زیادہ حیران ہو کر کہا۔

”ہاں! — اور پوری رقم لکیش دے سکتا ہوں۔ لیکن پہلے مجھے باؤدک
تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ جم ماسٹ وہاں ہے؟ — عمران نے کہا۔
”مجھے تفصیل کا علم نہیں۔ — چیف ماس تفصیل جانتا ہو گا۔ بہر حال
مجھے آما معلوم ہے کہ چیف ماس نے ایک میساجی کسی کمپنی سے باقاعدہ ان
معلومات کو خرید لیا تھا۔ وہ کمپنی ایک خصوصی سٹاٹ لی مالک ہے جو
دنیا بھر میں معذیات کا پتہ چلانے کے لئے خلا میں اس نے بھیجا ہوا ہے
لیکن یہ کمپنی صرف معلومات فروخت کرتی ہے۔ — چیف ماس اس کا
خصوصی نام ہے۔ — کارل نے کاندھے سے اچکاتے ہوئے جواب دیا،
اور عمران کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔

”تو اس طرح تمہیں پتہ چلا۔ — اور وہ میٹاک خواہ مخواہ لغتے کے چکر
میں سرکھپاتی رہی۔ — عمران نے کہا۔

”ہاں! — مجھے معلوم ہے کہ وہ میٹاک کم خرچ میں زیادہ فائدہ حاصل
کرنا چاہتی تھی جب کہ چیف ماس کھلا خرچ کرنے کا عادی ہے۔“

کارل نے جواب دیا۔

”جم ماسٹ! تم بہاری کس لیبارٹری میں رات کی بارسی ہے؟ —
عمران نے پوچھا۔

”تمہیں اس سے کیا مطلب — نہ اپنی بات کرو۔ پوری تفصیل بتاؤ
اور سنو۔ اگر تم کسی غلط فہمی میں ہو کہ تم میرے سوالوں کے جواب نہ
دو گے تو اس غلط فہمی کو دل سے نکال دو۔ — یہاں موجود آلات کے
سلانے تو پتھر بھی لوٹنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ — کارل کے لیے
میں سختی آگئی تھی۔

”صرف اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ اگر میں سوداؤروں کو مجھے مال فوری
مل سکتا ہے یا نہیں۔ — عمران نے نہ مانتے ہوئے کہا۔

”مال کی فکر نہ کرو۔ وہ اب تک صاف بھی ہوا ہوا ہو گا۔ — اب
اُسے دین لیبارٹری میں پہنچایا گیا ہے۔ پہلے وہ فارغ نہ تھی اس لئے
اُسے چھوٹی لیبارٹری میں جھوٹا لیا گیا تھا۔ ہاں مہینہ لگ جاتا مگر یہاں
میں لیبارٹری میں یہ پکڑوئیں دنوں میں نکال سکتا ہوں۔ — کارل
نے کہا۔

”یہ بین لیبارٹری ڈیٹا ایسٹن کا ڈیٹا میں ہی ہے یا ایکری میا میں۔
عمران نے کہا۔

”میں ایسٹن کا ڈیٹا میں ہی۔ — کارل نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”تمہیں اس لئے بد — میں معلوم ہے یا تم صرف سنی سنائی بات کی بنا
پر کہہ رہے ہو کہ وہ دنوں میں صاف نہ ہو سکتی ہے۔ — عمران نے کہا۔

نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چلو تم سے ہی بات کر لیتے ہیں لیکن اربوں ڈالر کا سودا کرنے والوں کو تم نے اس طرح بازو رکھا ہے جیسے ہم اربوں ڈالر دینے کی بجائے تم سے اربوں ڈالر چھین رہے ہوں" — عمران نے سکرانے ہوئے کہا۔
 "تم — تم بس بکواس کئے جا رہے ہو۔ تمہیں دو چار ہاتھ دکھانے ہی پڑیں گے۔" کارل نے انتہائی جھنجھلاہٹے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور وہ اس طرح عمران کی طرف بڑھا جیسے وہ عمران کے چہرے پر تھپڑ مارنا چاہتا ہو۔ لیکن جیسے ہی وہ قریب آیا، دوسرے لمحے وہ بری طرح چیخا ہوا فضا میں اڑتا انھونی اور اس کے دوسرے سامنے سے جا نکلا۔ عمران نے بڑے اطمینان سے ہاتھ آگے کر کے اُسے اس کے ساتھیوں پر اچھال دیا تھا۔

مگر دوسرے لمحے عمران کو بے اختیار لمبی چھلانگ لگانی پڑی کیونکہ انھونی نے نیچے گرتے ہوئے ہی ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا فائر کھول دیا تھا۔ عمران اس فائرنگ سے پس بال بال بچا کھاتا نیگرنے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ پر لات ماری اور مشین گن اس کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گری۔ اسی لمحے جوانا اور جوزف نے بھی بازوؤں کو زور سے جھٹکے دیتے اور تڑتڑا ہٹ کے ساتھ ہی ان کے ہاتھ بھی آزاد ہو گئے۔ عمران لمبی چھلانگ لگانے کی وجہ سے کافی دور جا کر رکھا تھا لیکن وہ رُکتے ہی تیزی سے پلٹا مگر اسی لمحے وہ یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کہ کارل نے نیچے گرتے ہی بجنت چھلانگ لگانی اور وہ کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا کھلے دروازے سے باہر جا کر اٹھا۔

"مشرطس! یہ بتا دوں کہ میرا کام کارل ہے اور چیف باس تو صرف چیف باس ہے۔ سارا کام میری ذمہ داری پر ہوتا ہے۔ میں صرف ایکشن گروپ کا ہی چیف نہیں ہوں ساری لیبارٹریاں بھی میرے کنٹرول میں ہیں۔" کارل نے جواب دیا۔
 "اس! — یہ آدمی خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہا ہے" — ساتھ کرتے آئی نے منہ ہاتھ ہاتھ ہوئے کہا۔

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے انھونی! — مرنا تو اس نے ہے ہی چار باتیں کر لے گا تو اسے حسرت تو نہ رہے گی" — کارل نے سکرانے ہوئے کہا۔

"تم نے جزی پر تشدد کیا تھا" — عمران نے اس بار انھونی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! — اور اب تم بھی تشدد میں ہی کروں گا" — انھونی نے دانت نکوستے ہوئے کہا۔

"بہت باتیں ہو چکیں۔ اب تم جلدی سے وہ سب کچھ بتا دو جو تم سے میں نے پوچھا ہے۔" کارل نے تیز لہجے میں کہا۔

"تم اپنے چیف باس سے میری بات کراؤ۔ میں نے اربوں ڈالر کا سودا کر لیا ہے۔ اس لئے چیف باس سے ہی بات ہو سکتی ہے۔" — عمران نے کہا۔

"جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ۔ میں ہی چیف باس ہوں اور سنو اب تم مزید کوئی سوال نہ کرو گے اور اگر تم نے اس بار جواب دینے میں کوئی ہچکچاہٹ کی تو پھر نرمی ختم اور سختی شروع ہو جائے گی۔" کارل

جوزف اس کے پیچھے بھاگتا تھا جب کڑا ٹانگر اور جوانا انھونی اور اس کے ساتھی سے اُلٹھے ہوئے تھے۔

عمران کارل کے چھٹا ہنگ لگانے کے انداز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ فرار ہو رہا ہے۔ اس لئے وہ بھی اس کے پیچھے دروازے کی طرف بھاگ پڑا۔ جوزف اس دوران دروازے کے قریب پہنچ چکا تھا کہ یکدمت کھٹکا ہوا دروازہ ایک دھماکے سے خود بخود بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی جوزف پوری قوت سے بھاگنے کی وجہ سے اس بند دروازے سے ٹکرایا اور دوسرے ملے وہ بے اختیار پلٹ کر پشت لے بیٹھ گیا۔ اس نے نیچے کر کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر وہ سکت ہو گیا۔ شاید اس کے سر پر شدید چوٹ لگ گئی تھی۔ انھونی اور اس کا ساتھی اس دوران ٹانگر اور جوانا سے اپنی گز میں تڑوا چکے تھے۔ عمران دوڑتا ہوا دروازے کے پاس پہنچا اور اس نے پوری قوت سے کاندھے کی ٹکڑ دروازے کو مارا لیکن دروازہ صرف چوڑا کر رہ گیا۔ وہ خاصی مضبوط کھڑکی کا بنا ہوا تھا۔ ایک طرف ہوتا میں مانٹر۔ میں اسے توڑتا ہوں۔“ جوانا نے کہا اور دوسرے ملے وہ کسی وحشی سانڈ کی طرح دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا اور اُس کے کاندھے کی زوردار ٹکڑ نے دروازے کے دونوں پٹوں کو اچھال کر باہر رانداری میں لے جا چھینکا تھا اور جوانا بھی ان کے ساتھ ہی باہر رانداری میں جا کر رہ گیا۔ شاید اس نے ضرورت سے زیادہ ہی زوردار ٹکڑ مار دی تھی جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو بروقت نہ سنبھال سکا تھا۔

جوزف کو دیکھو ٹانگر۔“ عمران نے چیختے ہوئے کہا اور دوڑتا

ہوا باہر رانداری میں گر کر اٹھتے ہوئے جوانا کی سائیڈ سے ہوتا ہوا رانداری کے دوسرے سرے تک دوڑتا چلا گیا۔ جوانا بھی اٹھ کر اس کے پیچھے آیا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد عمران اور جوانا چپک کر چپکے بنے کہ یہ چھوٹی سنی کو بھی نما عمارت خالی پڑی ہوئی تھی البتہ پورچ میں دو کابین موجود تھیں اور پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔

”وہ کارل کل گیا۔۔۔ آؤ اب ہمیں فوری طور پر یہاں سے نکلنا ہوگا۔ ورنہ کارل کسی بھی لمحے آوی لے کر یہاں پہنچ سکتا ہے۔“ عمران نے تیز ہلے میں جوانا سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر دوڑتا ہوا وہ واپس اسی رانداری کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ مارچنگ روم تھا لیکن اسی لمحے اُسے ٹانگر اور جوزف باہر آتے دیکھا دیئے۔ جوزف ہوش میں آچکا تھا البتہ اس کی پیشانی ابھر کر گومر سی بن گئی تھی۔

”آؤ تھوڑی کرو۔“ عمران نے ٹانگر اور جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ چاروں پھاٹک کی کھلی ہوئی کھڑکی سے نکل کر پہلے آگے بڑھے اور پھر سائیڈ کھلی سے ہوتے ہوئے اس کو بھی کی قطعی سڑک پر آگئے اس سڑک پر چلتے ہوئے وہ آگے بڑھے چلے جا رہے تھے کہ ایک چھوٹی سی کو بھی کے پھاٹک پر عمران کو کڑا سے کیسے خالی۔“ ہے۔“ کارل دوڑ نظر آ گیا۔

اندر کو در کھانک کھوج دو فوری طور پر۔۔۔ یہ جگہ مناسب ہے گی۔“ عمران نے ٹانگر سے کہا اور ٹانگر کسی پھر تیلے بند کی طرح پھاٹک پر چڑھ کر اندر کو دیکھا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھٹکا اور وہ سب اندر

مکراتے ہوئے ریسورہ رکھ دیا۔

ٹھانگیر۔ تم وہاں جاؤ گے اور پھر اس آدمی کو فشن کر کے تم نے
وہاں سے میک اپ باکس تلاش کر کے اپنا میک اپ کرنا ہے اور پھر کہ
میں وہ میک اپ باکس لے کر یہاں آ جاؤں گا۔ اس کے بعد ہم سب یہاں
سے جائیں گے۔ — عمران نے کہا۔

”تمہیکہ ہے ہاں! — میں نے نقشہ اچھی طرح سمجھ لیا ہوا ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ میں آف روڈز سے پیدل گذر کر کسی کی نظر میں آئے بغیر وہاں تک پہنچ جاؤں گا۔ — لیکن ہاں! — یہ رائفہ کہیں کارل سے نہ ٹکرا جائے۔ ایسی صورت میں بات کھل جائے گی۔“

کادل کی حالت کسی نرمی شیرینسی دور ہی تھی۔ وہ اس طرح ٹہل رہا تھا جیسے پوری دنیا کو اپنے قدموں کے روند دینا چاہتا ہو۔ وہ بار بار مٹھیاں میٹھا اور کھوتا مٹھا چہرہ پر سدید غصے کے ساتھ ساتھ اضطراب کے تاثرات کی نمایاں تھیں۔

”میں انہیں پس کر رکھ دوں گا۔ میں انہیں کچل کر رکھ دوں گا۔
دل نے انتہائی غصے انداز میں بڑھاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے میں پر پٹے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور کارل فون پر مخرج چھیٹا جیسے کوئی باز شدید جھجک کی وجہ سے چڑیا پر چھیٹتا ہے۔
 "نیس۔ کارل بول رہا ہوں۔" — کارل نے انتہائی تندہی سے
 کہا۔

فرانک بول رہا جوں باس! — کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے۔ میں
پورا علاقہ چھان مارا ہے لیکن وہ لوگ کھ گئے ہیں۔ باس! انگریزی

”جیسے غوری طور پر ایک نیا گاہ چاہئے تھی اور اس کو کار اور میک اپس بھی۔۔۔ اس کے بعد ہم کسی پراپرٹی ڈیلر کے ذریعے دوسرے گاہ بھی حاصل کر سکتے ہیں اور کارین وغیرہ بھی۔۔۔ رالف میرا دوست ہے۔ میں چاہتا تو اپنے اصل نام اور ایجنے میں بھی اس سے بات کر سکتا تھا اور مجھے کوئی بھی مل جاتی لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ اتنا ڈرامی نہیں ہے کہ کار کے ٹکڑے کے لئے وہ ہماری غریبی بھی کر سکتا تھا لیکن اب میں نے اسے منع کر دیا ہے کہ وہ اس سلسلے میں کسی سے بات نہ کرے اب وقتی طور پر کوئی مسئلہ نہ ہوگا۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور اسی شکر سے ہلّا ہلّا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔

اور پوائنٹ ٹو پر بسنے والے آدمی کی گردنیں ٹوٹی ہوئی ہیں اور ان کی لاشیں بلیک روم میں پڑی ہوئی ہیں — کوئٹھی سے کوئی چیز نہیں چرائی گئی۔ آپ کی اور انھونی کی کاریں بھی ویسے ہی موجود ہیں۔ — فرانک نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”سنو فرانک! — انھونی کی موت کے بعد میں تمہیں اکٹھن گروپ کا سیکنڈ چیف مقرر کرتا ہوں۔ پوری تنظیم کو تمہاری تقرری کی اطاعت بھجوا دی جائے گی۔ — چونکہ تمہیں پس گروپ کے بارے میں تفصیلات معلوم نہ ہوں گی اس لئے میں تمہیں تفصیلات بتا دیتا ہوں۔ یہ گروپ دو ایشیائی اور دو افریقی جیشوں پر مشتمل ہے۔ ان کا لیڈر اپنے آپ کو پرنس آف ڈومچ کہلاتا ہے۔ بظاہر احمق اور معصوم سانچہ نظر آتا ہے یہ گروپ اس سائنسی دھات کے حصول کے لئے یہاں آیا ہے جس کی وجہ سے میناک کے ساتھ ہمارا جھگڑا ہوا تھا اور ہم نے ایک لحاظ سے میناک کا ناکام کر دیا تھا۔ اب یہ گروپ جس کا تعلق لیقنا پاکیشا سے ہے جو کاکینڈہ یہ سائنسی دھات ہم نے پاکیشا سے ہی حاصل کی ہے۔ اس گروپ نے جوزی کے ذریعے میرے اور ہینڈ کوئر کے متعلق معلومات حاصل کیں جس کا علم میں ہو گیا۔ چنانچہ جوزی پر تشدد کر کے انھونی نے ان کا پتہ چلایا۔ اس طرح ان کی رہائش گاہ سامنے آ گئی۔ لیکن یہ لوگ جوزی سے مل کر سیدھے ہینڈ کوئر گئے اور انہوں نے وہاں خریدار بن کر چکر چلانے کی کوشش کی لیکن پھر واپسی پر انھونی نے انہیں بہکوش کر دیا اور میرے حکم پر وہ انہیں پوائنٹ ٹو پر لے آیا تاکہ ان پر تشدد کر کے ان سے ان کی سب سے زیادہ معلومات کی جاسکے۔ وہاں یہ بندھے ہوئے تھے مگر پھر نجانے کس

روح یہ آزاد ہو گئے۔ اس طرح انھونی اور دوسرا آدمی مارا گیا اور مجھے وہاں سے فوراً نکالنا پڑا — میں نے راستے میں ہی تمہیں کال کیا اور پوائنٹ ٹو پر آ گیا اور اب تم یہاں یہ رپورٹ دے رہے ہو۔ میں اب اس گروپ افریقی اور ایشیائی خاتمہ چاہتا ہوں۔ بہر صورت اور سر قیمت پر — — دسے کا برن میں اپنے آدمی بھیلادو۔ یہ جہاں بھی نظر آئیں ایک لمحہ توقف نہ بغیر انہیں گولی سے اڑا دو۔ — اور سونا میں ناکامی کی رپورٹ اڑ نہیں سونوں گا۔ — کارل نے پوری تفصیلات بتانے کے ساتھ ساتھ فرانک کو باقاعدہ دھمکی بھی دے ڈالی۔

”آپ بے فکر رہیں باس! — فرانک کے ہاتھوں یہ لوگ نہ بچ سکیں گے۔ — ان کے خلیئے بتا دیں تاکہ انہیں پہچاننے میں آسانی ہو۔ ہم نے با اعتماد لہجے میں کہا اور کارل نے پرنس اور اس کے ساتھیوں کے لئے اور ان کے قدامت کی تفصیل بتا دی۔

”ٹھیک ہے سر۔ — اب آپ قطعی بے فکر رہیں۔ آپ کو حلہ ہی ان ہاتھوں میں تبدیل ہو جانے کی رپورٹ مل جائے گی۔ — دوسری رات سے فرانک نے کہا۔

”اوکے۔ — اب میں کلب جاتا ہوں۔ رپورٹ وہیں دیتا۔ کارل ہٹھن لہجے میں کہا اور سیرور رکھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

متھوڑی دیر بعد پوائنٹ ٹو پر کی کار میں بیٹھا وہ کارل کلب کی طرف چلا جاتا تھا کہ ایک چوک پر ٹریفک سگنل بند ہونے کی وجہ سے اس کا کار روکی جی جی جی کہ ایک دوسری کار اس کے قریب آ کر روکی۔

"اوہ۔ کارل تم۔۔۔ سناؤ کو مٹی پسند آتی تمہارے مہمان کو۔۔۔
دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے بڑے بے تکلفانہ
لبجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔
"دالٹ تم۔۔۔ کیسی کو مٹی۔۔۔ کیسا مہمان۔۔۔؟ کارل نے
برسی طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب!۔۔۔ مجھے فون کیا تھا۔۔۔" دالٹ
نے حیران ہوتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے ٹریفک سگنل آن ہو گیا تھا اس
لئے اسے اپنی بات ادھوری چھوڑنا پڑ گئی۔

"سائیڈ روڈ پر آ جاؤ دالٹ۔۔۔ کارل نے ججج کر کہا اور پھر کار کو آگے
بڑھا کر اس نے سائیڈ روڈ پر جانے کا اشارہ دینا شروع کر دیا۔ دالٹ کی
کار بھی اس کے پیچھے آرہی تھی اور مقوڑی دیر بعد وہ دونوں آف سائیڈ
روڈ پر جا کر ٹک گئے اور کارل تیزی سے ورواڑہ کھول کر کار سے نیچے
اُتر آیا۔ اسی لمحے دالٹ بھی نیچے اُترا اور دونوں ایک دوسرے کی طرف
بڑھ گئے۔

"اب بتاؤ کیا کہہ رہے تھے تم۔۔۔ کیسی کو مٹی اور کیسا مہمان۔۔۔
کارل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے کارل۔۔۔ کیا تمہاری یادداشت ختم ہو چکی ہے
ابھی دس پندرہ منٹ پہلے تم نے مجھے فون کیا اور مجھے کہا کہ مجھے ایک ایسی
کو مٹی چاہیے جس میں کھلے مضرت کا سامان، کاربن وغیرہ ہوں اور میرے
علاوہ اور کسی کو اس کو مٹی کا علم بھی نہ ہو۔ کیونکہ تمہارے خاص مہمان
آ رہے ہیں۔۔۔ اور تم نے یہ بھی کہا تھا کہ میں کسی کو بھی یہ بات نہ

بتاؤں حتیٰ کہ تمہیں بھی۔۔۔ مگر مجھے لگ رہی تھی کہ تم نے پہلی بار مجھے کام
کہا ہے اس لئے مجھے ہی تم اچانک ملے مجھے خیال آ گیا کہ میں تم سے
پوچھ لوں کہ کو مٹی تمہیں پسند بھی آتی ہے یا نہیں۔۔۔ اور تم اب
اس طرح حیرت ظاہر کر رہے ہو۔ جیسے تمہیں کسی بات کی خبر ہی نہ ہو۔
دالٹ نے شکایت آمیز لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور کارل کے
ہونٹ بھیج گئے۔

"کو مٹی کو مٹی دی جتنی تم نے۔۔۔؟ کارل نے پوچھا۔

"کو مٹی نمبر ایک سو آٹھ۔۔۔ بلاک اے۔۔۔ ریگل ٹاؤن۔۔۔" دالٹ نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا اور کارل کے ذہن میں فوراً وہ بات اٹھنی کچھ
باس نے اُسے بتا دیا تھا کہ ہیڈ کوارٹر کے جیکب نے اس سے بات کی تھی
اور وہ اُسے سہماں نہ سکا تھا۔

"یہ بتاؤ کیا ایلیٹین کوئی آدمی پرنس آف ڈومپ بھی تمہارا واقف ہے۔
کارل نے اس خیال کے آتے ہی پوچھا۔

"پرنس آف ڈومپ۔۔۔ اوہ! تمہارا مطلب کہیں پاکیشٹ کے علی عمران
سے تو نہیں ہے۔ وہی اکثر اپنا تعارف پرنس آف ڈومپ کے نام سے
کرنا رہتا ہے۔۔۔ مگر تم اسے کیسے جانتے ہو۔۔۔؟ دالٹ نے
چونک کر کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ تم سے اچھی طرح واقف ہے۔" کارل
نے ہونٹ چہلے ہوئے کہا۔

"ہاں!۔۔۔ وہ میرا پرانا دوست ہے۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو۔؟
اوہ۔ اوہ۔ مجھے یاد آ گیا۔ کافی دن پہلے اس نے مجھ سے فون پر بات کی

بار اگلتے ہوئے بچے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ شکریہ!“ میں نے چونکہ تمہیں منع کر دیا تھا کہ مجھ سے بھی بات نہ کرنا۔ اس لئے میں نے لاعلمی ظاہر کی تھی۔ بہر حال بے حد شکریہ“۔ کارل نے مسکراتے ہوئے کہا اور رالف کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ رنگ گئی۔

”اوکے“ گٹ بانی“۔ کارل نے کہا اور سڑ کر تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ذہن میں بہو نکال سا آیا ہوا تباہ اُسے احساں جو رہا تھا کہ جسے وہ کوئی عام سا گروپ سمجھ رہا ہے وہ انتہائی خطرناک گروپ ہے اور لازماً اس کا تعلق پاکیسٹن سیکرٹ سروس سے ہے اور سیکرٹ سروس سے متعلق وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ لوگ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ بہر حال رالف سے اس اچانک ملاقات نے اُسے بے حد فائدہ پہنچایا تھا۔ اب اتنی سی بات تو وہ بھی سمجھ سکتا تھا کہ عمران نے پوائنٹ ٹو سے نکلنے کے بعد کارل بن کر رالف کو فون کیا اور اس سے کوٹھی حاصل کر لی۔ البتہ یہ بات اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہے۔ وہ راء راست اپنے طور پر بھی تو یہ کام کر سکتا تھا۔ یہی سوچتا ہوا وہ سٹینڈنگ پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے رالف کی کار اس کے قریب سے گزر کر آگے بڑھ گئی اور تھوڑی دیر بعد وہ مین روڈ پر چڑھ کر ٹریفک میں شامل ہو گئی تو کارل نے ڈیش بورڈ کھولا اور اس کے اندر موجود ایک چھوٹا سا منگر جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر فونک کی مخصوص فزکولنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ فزکولنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے مٹن دبایا اور منگر کو کال کرنا شروع کر دیا۔

مٹی۔ وہ تمہارے اور ڈان کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے اُسے بتا دیا کہ تم دونوں ہی میرے دوست ہو اور میں تم دونوں کے معاملات میں مداخلت نہیں کیا کرتا۔ اس پر اس نے تمہارا فون نمبر معلوم کیا تو میں نے اُسے تمہارے کلب کا فون نمبر بتا دیا۔ اس کے بعد تو اس سے کوئی رابطہ نہیں ہوا۔ کیا اس نے تم سے بات کی تھی؟“ رالف نے کہا۔

”ہاں!۔ لیکن اس نے تمہارا حوالہ نہیں دیا تھا۔“ یہ بتاؤ کہ یہ پرنس آف ڈھسپ یا علی عمران ہے کون۔“ آج کا حدود الرابعہ کیا ہے۔“ کارل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا کیونکہ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس نے کارل کلب میں پاکیشیا کے جس وزارت سائنس کے انٹر کی کال ریسرو کی تھی وہ بھی یہی عمران ہی ہو گا اور یہ عمران یقیناً دوسروں کی آواز اور بچے کی نقل آسانی سے کر لینے کا ماہر بھی ہے۔

”وہ فری لانس آدمی ہے۔“ سنا ہے کہ وہ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کے لئے بھی کام کرتا ہے۔ ویسے اس کا باپ پاکیشٹن نیشنل ٹیلی فون کا ڈائریکٹر جنرل ہے لیکن اس کے تعلقات اپنے باپ سے اچھے نہیں ہیں۔ بظاہر یہ انتہائی معصوم اور سادہ سا نوجوان ہے لیکن حقیقت بے حد خطرناک اور ذہین آدمی ہے۔ ویسے دوسرا دوست ہے۔ میں کسی زمانے میں پاکیشیا میں رہا ہوں، تب سے وہ میرا دوست ہے اور اب تک یہ دوستی چلی آ رہی ہے لیکن تم نے اس کو مٹی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔“ رالف نے اس

”یس۔ فرانک بول رہا ہوں۔ اور“ — چند لمحوں بعد ٹرانیسمیٹر سے فرانک کی آواز سنائی دی۔

”فرانک! — فوراً کوٹھی نمبر ایک سو آٹھ۔ بلاک لے۔ ریگل ٹاؤن کو چیک کرو۔ اس گروپ نے رالف سے چکر چلا کر یہ کوٹھی میرے نام پر حاصل کی ہے۔ وہ یقیناً وہاں موجود ہوں گے۔“ پہلے چیک کر لیتا اور اگر یہ لوگ وہاں موجود ہوں تو اس کوٹھی کو ہی اڑا دینا تاکہ یہ لوگ یقینی طور پر ہلاک ہو جائیں۔“ — کارل نے کہا۔

”یس سر۔ اور“ — فرانک نے جواب دیا۔

”مجھے فوری طور پر رپورٹ دینا۔ اور اینڈ آف۔“ — کارل نے کہا اور ٹرانیسمیٹر آف کر کے اس نے اسے واپس ڈیش بورڈ میں رکھا اور کار آگے بڑھا دی۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان تھا کہ اب اس خطرناک گروپ کی ہلاکت یقینی ہو چکی ہے۔

”ارے یہ کارل اور رالف دونوں اکٹھے“ — سیکورٹ کار کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے عمران نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کون۔“ — ہٹائیگر نے جو سیزنگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا چونک کر پوچھا کیونکہ ٹریفک کے بہاؤ میں کار خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی جارہی تھی اس لئے وہ بس اِدھر اُدھر جی دیکھتا رہ گیا تھا۔

”وہ سائیڈ روڈ پر کھڑے باتیں کر رہے تھے۔“ اس کا مطلب ہے کہ یہ کوٹھی جی بے کار ہو گئی۔“ — او کے ہٹائیگر۔ اب الیا کو کہہ بجائے کہ کوٹھی میں جانے کے تم کارل کلب چلو۔ اب میں فوری طور پر پہلے آں کارل سے نمٹ لینا چاہتا ہوں۔“ — عمران نے کہا اور ہٹائیگر نے سر ہلادیا۔

”آپ نے تو شاید رالف کو منع کیا تھا کہ وہ کارل کو جی کچھ نہ بتائے۔“ — ہو سکتا ہے اس نے کوٹھی کے بارے میں کچھ نہ بتایا ہو۔“ — ہٹائیگر نے کہا۔ ”نہیں جس امانت میں وہ کھڑے تھے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ان

کی اتفاقاً ملاقات ہو گئی ہے۔ رالف نے لازماً ان سے بات کی ہوگی میں جانتا ہوں اُسے — مجھے یہ توقع تھی کہ اس طرح ان کی اچانک سر رابے ملاقات بھی ہو سکتی ہے۔ بہر حال اس سے ایک فائدہ ہو گیا ہے کہ کار بھی مل گئی، ضروری اسلحہ بھی اور ہم چاروں نے ایک آپ بھج کر لئے۔“ — عمران نے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلادیا۔

مارٹر — آپ خود وہاں نہ جائیں۔ میں اکیلا یہ کام آسانی سے کر سکتا ہوں۔ — عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے جوان نے کہا۔

”نہیں۔ میں نے جو کچھ ان سے پوچھا ہے وہ تم نہیں پوچھ سکتے۔ لیکن ہاں یہ کام ہو سکتا ہے کہ پہلے ہم کو فی پناہ گاہ ڈھونڈ لیں اور پھر اس کارل کو اغوا کر کے وہاں لے جائیں اور اطمینان سے پوچھ گچھ کریں وہاں کلب میں تفصیلی گفتگو ممکن نہیں ہوگی۔“ — عمران نے کہا۔

”پناہ گاہ کے لئے وہی کرائے کے لئے خالی ہے والی کو معنی فوری طور پر ہمارے پاس تو موجود ہے۔“ — جوان نے کہا اور عمران نے سر ہلادیا اور کہے۔ اب ہمارا مشن یہی ہے کہ ہم نے کارل کو اغوا کر کے ساتھ لے جانا ہے۔ اس لئے ٹائیگر سینئرنگ پر ہی موجود رہے گا۔ جوزف جوانا اور میں اندر جائیں گے۔“ — عمران نے کہا۔

”جوزف کو اگر آپ ڈرائیونگ کے لئے کہہ دیتے تو میں آپ کے ساتھ اندر جاسکتا تھا۔“ — ٹائیگر نے کہا۔

”نہیں۔ جوزف کو راستوں کا علم نہیں ہے اور ہمیں وہاں سے انتہائی تیز رفتاری سے نکالنا ہوگا۔“ — عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

کافی لمبا چوڑا چکر کاٹنے کے بعد آخر کار کارل کلب کے سامنے پہنچ گئی۔ یہ ایک دو منزلہ عمارت تھی جس پر کارل کلب کا بڑا بورڈ نصب تھا۔ ٹائیگر نے کار گیٹ سے ذرا ہٹ کر روک دی تو عمران، جوزف اور جوانا کو نیچے اترنے کا کہہ کر خود بھی کار سے نیچے اُتر آیا۔ وہ اس وقت ایکری می ایک آپ میں تھا جب کہ جوزف اور جوانا کے کمرے چھوٹے کمرے بدل دیتے گئے تھے۔ وہ تینوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کلب کے مین دروازے سے اندر داخل ہوئے تو کلب میں موجود منشیات کا انتہائی تلخ دھواں ان پر چھٹا اور ان تینوں کے ناک بے اختیار سکڑ گئے۔ ہاں میں موجود عورتوں اور مردوں کے چہرے بارے تھے کہ ان سب کا تعلق تیز زمین دنیا کے افراد سے ہے۔ ہاں میں شراب اور منشیات کا اس قدر کھلم کھلا استعمال ہو رہا تھا کہ ساری فضا ہی سستی شراب اور کھٹیا منشیات کے دھوئیں سے بھری ہوئی تھی۔ شراب اور منشیات کے استعمال کے علاوہ وہاں کھلے نام ایسی حرکتیں بھی جاری تھیں کہ شاید بشرق والے ایسی حرکات کا تصور ہی نہ کر سکیں۔ ہاں کی دیواروں کے ساتھ چوڑے حصوں والے دس بارہ غنڈے کا ڈھوں سے منشیاتیں لٹکے ٹھوم پھرتے تھے۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ایک طرف موجود کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جس پر ایک سائڈ جیسے جیم والا پارٹنر موجود تھا۔ اس کے سر پر بال اس قدر زیادہ تھے جیسے اس نے بالوں کا پورا ٹوکرا سر پر رکھا ہوا ہو۔ چہرے پر موجود زخموں کے نشانات اور وحشت اسے کوئی انتہائی سفاک اور جنونی آدمی ظاہر کر رہی تھی۔ کاؤنٹر کے ساتھ رکھے گٹھروں پر بھی تین آدمی ہاتھوں میں شراب کی بوتلیں لئے بیٹھے ہوئے تھے۔

”چیف دفتر میں ہے۔“ عمران نے قریب پہنچ کر اس سائڈ ما بارنڈر سے مخاطب ہو کر کہا اس کے لہجے میں بے پناہ سختی تھی۔
 ”ہاں۔ مگر تم کون ہو۔ کیوں پوچھ رہے ہو؟“ بارنڈر نے چونک کر جواب دیا۔

”دفتر کا راستہ کدھر ہے؟“ عمران نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے دوبارہ اسی طرح سخت لہجے میں سوال کر دیا۔
 ”تم ہو کون؟“ اور ہتھیں مرنے سے اس پہلے میں بات کرنے کی جرأت کیے ہوئی ہے؟“ بارنڈر نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”راستہ بتاؤ۔ مزید بات مت کرو۔“ عمران کا لہجہ پہلے سے زیادہ سخت ہو گیا۔

”دائیں طرف راستہ ہے۔ آخر میں لفٹ ہے جو چیف کے دفتر تک پہنچا دیتی ہے۔“ اب بولو۔“ مرنے نے ہونٹ چاتے ہوئے کہا۔
 ”بس اتنا کافی ہے۔“ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور تیزی سے دائیں طرف جلتے ہوئے راستے کی طرف بڑھنے لگا۔

”مرک جاؤ۔“ خبردار، اگر تم نے قدم آگے بڑھائے۔“ تم جیسی کمکیوں اور محفروں کو اس بات کی اجازت نہیں ہو سکتی کہ تم بغیر چیف کی اجازت کے ان سے مل سکو۔“ مرنے نے کاؤنٹر کے نیچے سے ریلوے ٹکالتے ہوئے انتہائی تلخ لہجے میں کہا مگر دوسرے لمحے ایک دھماکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی مرنے بری طرح چپٹا ہوا پلٹ کے بل پہلے پیچھے ہو جو؛ شراب کی بوتلوں کے ایک سے ٹکرایا اور پھر کاؤنٹر کے اندر گر گیا۔ ریلوے کے دھماکے کی آواز سے یکھٹ ہال میں ایک لمحے کے لئے گہرا سکوت

طاری ہو گیا۔

”تم ان کا خیال رکھو۔“ میں لے آتا ہوں اُسے۔“ عمران نے جوزف اور جومات سے کہا اور دوسرے لمحے اس نے تیزی سے راہداری میں چھلانگ لگائی۔ اس کے ہاتھ میں ریلوے موجود تھا جس سے اس نے مرنے پر فائدہ کیا تھا۔ اسی لمحے اُسے اپنے عقب میں ریلوے چلنے اور چپٹوں کی آوازیں سنائی دیں لیکن عمران مسرے بغیر آگے بڑھتا گیا۔ راہداری کے اختتام پر ایک مشین گن سے مسلح آدمی موجود تھا۔ وہ شاید دھماکوں کی آواز سن کر ہال کی طرف آ رہا تھا کہ عمران نے فریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے وہ بری طرح چپٹا ہوا نیچے گر آیا جیسا کہ عمران نے جھپٹ کر اس کے ہاتھ سے مشین گن چھینی اور پھر اس کے پیٹھ پر گولی چھڑائی۔ اس نے پھرتی سے لفٹ کا بٹن دبا کر اس کا دروازہ کھولا اور اندر جا کر لفٹ کا آپریٹنگ بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے لفٹ انتہائی تیز رفتاری سے نیچے اترتی چلی گئی۔ عمران جانتا تھا کہ جوزف اور جومات دونوں بے شمار مسلح افراد کی موجودگی کی وجہ سے شدید خطرے میں تھے لیکن اُسے ان کی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد تھا لیکن اس کے باوجود وہ جلد از جلد واپس جانا چاہتا تھا۔ لفٹ رکتے ہی اس نے دروازہ کھولا تو وہ ایک اور راہداری میں تھا جس کے آخر میں ایک کمرہ تھا جس کے باہر دو مشین گنوں سے مسلح آدمی کھڑے تھے۔ عمران نے انہیں دیکھتے ہی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور جب تک وہ دروازے تک پہنچا۔ وہ دونوں آدمی نیچے گر کر ساکت ہو چکے تھے۔ عمران نے دروازے پر رات ماری اور اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔

اس کا مطلب تھا کہ لوگ ڈر کر فرار ہو گئے تھے۔

عمران نے سڑک جوڑف اور جوانا کو اشارہ کیا اور وہ دونوں بھلی کی سی نیڑی سے دوڑتے ہوئے کار کی طرف بڑھے۔ عمران سائیڈ سیٹ پر بیٹھا اور ٹائیگر نے جوڑف اور جوانا کے عقبی سیٹوں پر بیٹھتے ہی ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی اور پھر کار انتہائی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی نیڑی سے ایک موٹر سڑکی۔

”کتنے شکار کئے ہیں۔ آج تو کھل کھیلے ہو“ عمران نے سکڑ کر پیچھے بیٹھتے ہوئے جوڑف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔
”آج بڑے عرصے بعد شکار کھیلنے کا لطف آیا ہے ماسٹر“ جوانا نے چٹخارہ ہلے ہوئے کہا اور عمران ہنس پڑا۔

مختلف سڑکوں سے گزرتے ہوئے آخر کار اس کالونی میں پہنچ گئے جہاں کرائے کے لئے خالی ہے والی کوٹھی موجود تھی۔ ٹائیگر نے ایک جھٹکے سے کار روکی تو جوانا تیزی سے نیچے اترا اور دوسرے لمحے چھانک ٹھل گیا۔ ٹائیگر نے کار موڑی اور اسے اندر لے جانے کے لیے پورچ میں روک دیا۔ جوڑف چھانک بند کر کے ان کے نیچے اترنے تک پہنچ گیا۔

”جوڑف! کار کی ٹانگی میں کار پر ڈالے جانے والا کپڑا پڑا ہے۔ اسے نکال کر کار پر چھیلا دو۔ ہو سکتا ہے اس کا بھرچیک کر لیا گیا ہو۔ اس طرح باہر سے اسے دیکھا نہ جاسکے گا۔“ اور پھر تم دونوں نے باہر ہی رک کر نگرانی کرنی ہے۔“ عمران نے عقبی دروازہ کھول کر کارل کے بیہوش جسم کو باہر نکالتے ہوئے کہا اور پھر کارل کو کاندھے پر ڈال کر وہ بھاگتا ہوا اندر ایک کمرے میں پہنچ گیا۔

”لگ۔ لگ۔ کون ہو تم؟“ ہر صوفے پر نیم دراز ایک لمبے قد اور بھاری جسم کے آدمی نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”تمہارا نام کارل ہے۔“ عمران نے جیخ کر پوچھا۔

”ہاں، مگر۔“ اس آدمی نے کہا ہی تھا کہ عمران کا بازو بھلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور کارل کی کنبٹی پر مشین گن کا بٹ پوری قوت سے پڑا اور وہ چیخا ہوا اچھل کر پہلو کے بل قالین پر گرا ہی تھا کہ عمران نے بھلی کی سی تیزی سے لات چلائی اور کارل کا پھر کتا ہوجا۔ ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ وہ بیہوش ہوجا تھا۔ عمران نے جھپٹ کر اسے اٹھایا اور کاندھے پر ڈال کر وہ اسی رفتار سے واپس سڑ گیا۔ کارل کو کاندھے پر اٹھاتے اور ایک ہاتھ میں مشین گن پکڑے جب وہ دوڑتا ہوا ہال میں پہنچا تو اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی کیونکہ جوڑف اور جوانا نے وہاں پہنچے تو قتل کا کیا تھا اور پھر باقی زندہ بچ جانے والوں کو انہوں نے فرش پر لٹا دیا تھا۔ جوانا مین گیٹ کے اندر مشین گن اٹھایا بڑے چوکنے انداز میں کھڑا تھا جب کہ جوڑف مشین گن اٹھاتے دروازے کے ذرا سا باہر کے رخ کھڑا تھا۔ وہ شاید باہر سے آنے والوں کو اندر آنے سے روک کر واپس بھیج رہا تھا۔ ظاہر ہے مشین گنیں انہوں نے کارل کے آدمیوں سے ہی چھینی ہوں گی۔

”جب میں اسے کار میں لٹا دوں، تب تم نے آنا ہے۔“ عمران نے ان کے قریب سے گزرتے ہوئے کہا اور پھر بھاگ کر وہ سامنے کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے عقبی دروازہ کھولا اور کارل کے جسم کو دونوں سیٹوں کے درمیان ڈال دیا۔ دُور دُور تک کوئی آدمی نظر نہ آ رہا۔

”ٹائیگر۔ کوئی رسی ڈھونڈو“۔ عمران نے کارل کو فرسٹ پر ڈالنے ہوئے کہا اور ٹائیگر سر ملاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک رسی اٹھا لے اندر داخل ہوا اور اس نے عمران کے کبچے سے پہلے ہی کارل کو اٹھ کر اس کے دونوں ہاتھ عقب میں باندھے اور پھر باقی رسی سے اس کے دونوں پیر بھی باندھ دیئے اور پھر اسے سیدھا کر دیا۔

”اے بوش میں لے آؤ“۔ عمران نے کہا اور ٹائیگر ایک بار پھر اس پر جھک گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کیا۔ تھوڑی دیر بعد کارل کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور ٹائیگر پیچھے ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد کارل نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”کک۔ کک۔ کک۔ کون ہو تم۔ اور میں۔“ کارل نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی اٹھ کر بیٹھنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”پرائز آف ڈسٹریکٹ سے تو تم پہلے ہی واقف ہو“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کارل بے اختیار چو نک پڑا۔

”تت۔ تت۔ تت۔ تم علی عمران۔ اوہ، مگر۔“ کارل کچھ کہتے کہتے ڈک گیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ رالف نے تمہیں میرے متعلق تفصیل بتا دی ہے۔ چلو اچھا ہوا۔ کم از کم مجھے اپنا ممکن تعارف کرانے کی زحمت سے بچا لیا ہے اس نے۔“ بہر حال کارل!۔ پہلے تو تم اس بات کا اندازہ کرو کہ تو کہ میں تمہیں تمہارے سب سے مضبوط سنٹر سے انخوا کر کے بتا لے آیا ہوں اور یہ کو کھٹی وہ نہیں ہے جس کا پتہ تمہیں رالف نے بتایا تھا اور کسی کو اس کو کھٹی کا علم نہیں۔ اور یہ کو کھٹی ہے بھی دیرانے میں

”تم جس طرح تشدد کرو، میری زبان نہیں کھٹ سکتی۔ اور یہ بھی ن کو کہ میری تنظیم چند لمحوں میں یہاں کا پتہ معلوم کر لے گی اور اس کے ساتھ تمہارے جسم گولیوں سے چھلنی کر دیتے جائیں گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ تم مجھے چھوڑ دو۔“ میرا وعدہ ہے کہ تمہیں زندہ کا برن سے نہ دوں گا۔“ کارل نے کہا۔

”بس یا اور بھی کچھ کہنا ہے۔“ عمران نے سر دلیلیے میں کہا۔

میں کہہ رہا ہوں کہ میری بات مان جاؤ۔ اسی میں تمہارا فائدہ ہے۔ تم ہماری تنظیم کو نہیں جانتے۔ کارل نے کہا لیکن اس کا فقرہ ختم ہوتے ہی کمرہ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا کیونکہ عمران نے جھک کر خنجر کی تیز نوک سے اس کا ایک نچھٹا کافی اونچائی تک کاٹ دیا تھا۔

رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ کارل نے بری طرح چیختے ہوئے کہا مگر عمران کا ہاتھ نہ رکا اور کمرہ ایک بار پھر کارل کی چیخ سے گونج اٹھا۔ عمران نے اس کا دوسرا نچھٹا بھی چیر دیا تھا۔ پھر اس نے خون آلود خنجر ایک طرف رکھا اور اطمینان سے کارل کے ساتھ فرش پر اکڑوں بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر حقیر علی تنیدگی ظاہر تھی۔

اور زور سے چیخو کارل! چیف کی آواز عام کالوں سے زیادہ بلند ہونی چاہیے۔ عمران نے سر دلیجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سڑی ہوئی انگلی کا ٹپک کارل کی پیشانی کے درمیان ابھرتے والی رگ پر مارا تو کارل کا بندھا ہوا جسم بری طرح میڑکا اور اس بار وہ اس طرح چیخا تھا جیسے ضرب پیشانی پر لگنے کی بجائے براہ راست اس کی رُوح پر لگی ہو۔

بولو۔ بتاؤ کہاں ہے لیبارٹری۔ عمران نے اسی طرح سر دلیجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوسری ضرب لگائی اور کارل کا بندھا ہوا جسم پانی سے نکلنے والی پھلی کی طرح تر پڑنے لگا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح مسخ ہو گیا تھا۔ اس کا چہرہ پسینے سے تر ہو گیا تھا۔ دوسری چیخ مچھٹ گئی تھی۔

”بولو ورنہ۔“ عمران نے تیسری ضرب لگائی تو کارل کی گردن ایک جھٹکے سے ڈھلک گئی۔ وہ تکلیف کی شدت سے بہوش ہو گیا تھا عمران نے اس کے کٹے ہوئے ناک اور منہ کو دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا اور چند لمحوں بعد جیسے ہی کارل ہوش میں آیا، عمران نے ہاتھ مٹا لئے اور اس کے ساتھ ہی ناک سے بہتے ہوئے خون کی وجہ سے دھمکے اس کا ہاتھ خون آلود ہو چکا تھا اس لئے اس نے ہاتھ کارل کے باس سے ہی صاف کیا اور پھر انگلی کو موڑ کر اس کا ٹپک بنا لیا۔ آخری موقع دے رہا ہوں۔ بولو۔ عمران نے سر دلیجے میں کہا۔

بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ فارگا ڈیک رک جاؤ۔ یہ میسی ضربیں ہیں۔ میں پاگل ہو جاؤں گا۔ فارگا ڈیک رک جاؤ۔ اوہ! اس قدر تکلیف۔ مجھے یوں لگ رہا ہے کہ جیسے میرے جسم کی ایک ایک رگ پھٹی جا رہی ہو۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ اس بار کارل نے نہایتی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

”تقریر مست کر دو۔ جواب دو۔“ عمران نے انتہائی سر دلیجے میں کہا اور پھر کارل اس طرح تفصیل بتاتے لگا جیسے کوئی ٹیپ چلنے لگ گئی ہو۔ عمران خاموشی سے سنتا رہا۔

”اوہ کے۔ اب اپنے اس چیف باس کا فون نمبر ہی بتا دو تاکہ میں چیک کر لوں کہ تمہارے سپرچ بایا ہے یا جھوٹ۔“ عمران نے کہا اور کارل نے فوراً ہی فون نمبر بتا دیا۔

”اوس کے۔ ٹھانگہ۔ اس کا خیال رکھنا۔ میں فون نمبر چیک

”یس سر۔ دوبار احتیاط سے چیک کیا ہے۔“ آپریٹر نے جواب دیا۔

”اوکے۔ اب یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں کہ اسٹازیکریٹ۔“ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

”میں سمجھتا ہوں سر۔“ آپریٹر نے جواب دیا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے کریڈل دیا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔ ڈاکٹر نیلسن ڈاؤس۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”اسسٹنٹ ڈائریکٹر اسٹازیکریٹ آفس بول رہا ہوں۔ بات کراؤ۔“

عمران نے تھکمانہ لہجے میں کہا، اُسے معلوم تھا کہ کابین میں پولیس کمشنر کا عہدہ ڈائریکٹر جنرل کا ہوتا ہے اور پولیس ہیڈ کوارٹر کو اسٹازیکریٹ آفس کہا جاتا ہے لیکن چونکہ یہ بروک لینڈ بڑا بد معاش تھا اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس کے

تعلقات پولیس کمشنر سے براہ راست ہوں۔ اس لئے اس نے اس کے آدمی سے بات کرتے ہوئے ڈائریکٹر جنرل کی بجائے اسسٹنٹ ڈائریکٹر

کہہ دیا تھا۔

”یس۔ ڈاکٹر نیلسن بول رہا ہوں۔“ ایک آواز سنائی دی اور عمران آواز سنتے ہی پہچان گیا کہ یہ وہی بروک لینڈ ہے جو آواز بدل کر بات

کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کیونکہ وہ اس کی آواز پہلے وائٹ وائٹ کے ہیڈ کوارٹر میں جیکب کے ڈرائیور سے سُن چکا تھا۔

ڈاکٹر نیلسن! میں میکینک بول رہا ہوں اسسٹنٹ ڈائریکٹر اسٹازیکریٹ آفس۔ عمران نے کہا۔

کروں۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے قدم بڑھاتا کرے سے باہر آگیا۔ فون دوسرے کمرے میں تھا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور پہلے انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیتے۔

”یس انکوائری پلزز۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔ ڈائریکٹر جنرل اسٹازیکریٹ آفس بول رہا ہوں۔“ عمران نے انتہائی رعب دار لہجے میں مقامی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ حکم سر۔“ دوسری طرف سے آپریٹر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

ایک فون نمبر سن لو اور پھر مجھے بتاؤ کہ یہ نمبر کس کے نام لگا ہوا ہے اور کہاں لگا ہوا ہے لیکن انتہائی احتیاط سے چیک کر کے بتانا۔ اسٹازیکریٹ امپارٹمنٹ میٹرز۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ میں سمجھتا ہوں سر۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے کارل کا بتایا ہوا فون نمبر دوبار دیا۔

ایک منٹ سر۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران ہونٹ پیچنے خاموش ہو گیا۔

”ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں۔“ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

”ہاں۔“ عمران نے جواب دیا۔

سر۔ یہ نمبر رائل کالونی کی کوئٹھی نمبر اٹھارہ میں نصب ہے اور ڈاکٹر نیلسن کے نام پر لگا ہوا ہے۔“ آپریٹر نے جواب دیا۔

کیا تم نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

ہاں۔ میں سن رہا ہوں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

ڈاکٹر نیلسن! کارل کلب میں انتہائی سخت قتل و غارت ہوئی ہے اور حملہ آور فرار ہو گئے ہیں۔ البتہ ایک حملہ آور کی جیب سے گرا ہوا ایک کارڈ ملا ہے جس پر آپ کا نام درج تھا۔ کیا آپ کا کوئی تعلق کارل کلب یا ان حملہ آوروں سے ہے؟ — عمران نے پوچھا۔

میرا کارل کلب یا ان حملہ آوروں سے کیسے تعلق ہو سکتا ہے۔ وہ تو انتہائی بدنام جگہ ہے اور میں کاہن کا ایک معزز اور شریف شہری ہوں۔ میں تو کارل کلب کے سامنے سے گزرتا بھی اپنی توہین سمجھتا ہوں۔ دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا۔

وہ تو ہمیں بھی معلوم ہے ڈاکٹر۔ لیکن وہ کارڈ — عمران نے کہا۔

اب مجھے کیا معلوم کہ وہ حملہ آور کیوں میرا نام لے کر ہوا تھا۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ہو سکتا ہے وہ میرا رفیق ہو۔ اب مجھے کسی کے متعلق تو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ یہ کون ہے۔ میرے لئے تو وہ رفیق ہی ہو سکتے ہیں۔ ڈاکٹر نیلسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہاں! واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ شکریہ! اب میری تسلی ہو گئی ہے امید ہے آپ خیال نہ فرمائیں گے۔ شکریہ — عمران نے کہا اور ریسور رکھ کر وہ تیزی سے مڑا اور پھر دوبارہ کارل ولے کرے میں آ گیا۔ ٹائیگر وہاں موجود تھا۔

”اسے آف کر دو“ — عمران نے دروازے میں رُک کر کہا اور

والپس برآمدے کی طرف مڑ گیا۔ اُسے عقب میں گولی چلنے اور کارل کی چیخ سنائی دی لیکن وہ رُکے بغیر آگے بڑھا چلا گیا۔

برآمدے میں جوزف اور جوانا موجود تھے اور چند لمحوں بعد ٹائیگر بھی برآمدے میں پہنچ گیا۔

”چلو۔ ہمیں فوراً اس چیف کو کور کرنا ہے“ — عمران نے کارل کی طرف بڑھتے ہوئے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

تیزی سے قدم بڑھا، اس مشین کی طرف بڑھا اور اس نے اس مشین کے مختلف بٹن آن کرنے شروع کر دیئے۔ بٹن دہستے ہی مشین میں زندگی کی لہری دوڑ گئی اور کئی چھوٹے چھوٹے مختلف رنگوں کے باب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ درمیان میں موجود سکرین بھی روشن ہو گئی اور اس پر آدھی ترچھی لکیریں سی نظر آنے لگیں۔ ادھیڑ عمر چند دن تک غور سے سکرین کو دیکھتا رہا، پھر اس نے اس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے سکرین پر ایک جھماکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی ایک کمرے کا منظر اس پر ابھرا آیا۔ کمرے میں ایک آرام کرسی پر ایک دنیا نے قد کا فوجان ہاتھ میں کوئی رسالہ پکڑے نیم دراز تھا۔ اس کی پشت نظر آ رہی تھی۔ ادھیڑ عمر نے ایک اور بٹن دبا دیا تو وہ آدمی اس طرح اچھلا کہ کرسی سے گرتے گرتے بچا۔ اس نے رسالہ ایک طرف چھینکا اور پھر تیزی سے کمرے کی ایک دیوار میں موجود الماری کھولی اور الماری میں موجود ایک مشین کے بٹن پر لیس کرنے شروع کر دیتے۔

”لیس سر۔ کوکن بول رہا ہوں۔“ اس کی آواز مشین سے نکلی۔
 ”چیف ہاس۔“ ادھیڑ عمر آدمی نے سخت بلجے میں کہا۔ وہ دونوں اس طرح باہمیں کر رہے تھے جیسے فون پر کر رہے ہوں۔

”لیس ہاس۔“ کوکن نے متوجہ نہ بلجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”کوکن! فوراً طور پر معلوم کرو کہ کارل کلب پر کن لوگوں نے حملہ کیا ہے اور وہاں کیا ہوا ہے۔“ خود وہاں جاؤ اور پھر مجھے تفصیلی رپورٹ دو۔“ ادھیڑ عمر نے تیز بلجے میں کہا۔

”لیس ہاس۔“ کوکن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین آف

کوسٹی پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے لیسویر تو رکھ دیا تھا لیکن اس کے چہرے پر یکسوئی انتہائی شدید ترین پریشانی کے آثار ابھر آتے تھے۔

کارل کلب پر حملہ۔ اور حملہ آوروں کے پاس میلا کارڈ۔ یہ سب کچھ کیسے ممکن ہے اور یہ کیسے نام کا اسٹنٹ ڈائریکٹر مشین بھی پہلے کبھی سامنے نہیں آیا۔“ ادھیڑ عمر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ تیزی سے اس دفتر نما کمرے سے باہر نکلا اور ایک راہداری میں سے گذرنا ہوا ایک اور کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے کمرے کی دیوار پر ایک خاص جگہ پر اپنا دایاں ہاتھ رکھا تو سرور کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے بھٹی اور وہاں ایک غلاما پیدا ہو گیا۔ ادھیڑ عمر تیزی سے اس غلام کو پار کر کے دوسری طرف جلتے ہوئے ایک سرنگ نما راستے پر بڑھتا چلا گیا عقب میں دیوار خود بخود برابر ہو گئی تھی۔ سرنگ نما راستے کا اختتام ایک بڑے ہال نما تہہ خانے میں ہوا جہاں دیوار کے ساتھ ایک اونچے قد کی مشین نصب تھی۔ ادھیڑ عمر

قتل کر دیا اور لوگوں کو فرش پر لٹا دیا۔ اتنی دیر میں وہ ایک بمی واپس آیا تو کارل بیہوشی کے عالم میں اس کے کاںڈھے پر لدا ہوا تھا اور پھر وہ سب کار میں بیٹھ کر غائب ہو گئے۔ کوکن نے پوری تفصیل بتائے ہوئے کہا۔

پولیس دہاں کب پہنچی تھی اور کیا کر رہی ہے؟ — چیف باس نے پوچھا۔

پولیس نہیں آئی کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ کارل کلب میں اکثر ایسے ہنگامے ہوتے رہتے ہیں اور پولیس نے کبھی کارل کلب میں داخل ہونے کی جرأت ہی نہیں کی اور اسے کسی نے بلایا نہیں۔ کوکن نے جواب دیا تو چیف باس بے اختیار چونک پڑا۔

اوکے۔ — ٹھیک ہے۔ — چیف باس نے کہا اور مشین آف کر کے وہ تیزی سے مڑا اور پھر دوڑتا ہوا واپس اس سرنگ نما راستے سے ہو کر اس کمرے میں آیا اور اپنے دفتر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جلدی سے انٹرکام کا ریسور اٹھا لیا۔

”لیس باس“ — ریسور اٹھا لے ہی ایک آواز سنائی دی۔ جیمز — ایک ریڈالام کی وجہ سے میں کوہنی کے حقیقہ راستے سے باہر جا رہا ہوں۔ اگر کوئی مجھ سے ملے آئے تو تم اسے کہہ دینا کہ میں کچھ تباہے بغیر کہیں چلا گیا ہوں — سمجھ گئے ہو؟ — چیف باس نے تیز تیز ہلچے میں کہا۔

”لیس باس! — آپ بے فکر رہیں۔“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور اڈھیٹر عمر آدمی نے جلدی سے ریسور رکھا اور پھر اس دفتر کے ایک

کی اور الماری بند کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا اور ادھر مڑنے بھی مشین آف کرنا شروع کر دی لیکن مشین آف کر کے دہاں سے گیا نہیں بلکہ وہیں ایک کرسی پر ہی بیٹھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ کارل کلب کوکن کی اس رہائش گاہ سے صرف چند بلاک دور ہے اس لئے وہ جلد ہی واپس آکر رپورٹ دے گا اور پھر وہی ہوا۔ دس بارہ منٹ بعد مشین میں سے سیٹی کی آواز سنائی دی اور چیف باس نے اٹھ کر ایک بار پھر مشین کے بٹن دبلے شروع کر دیئے۔ سکریں ایک جگہ کے سے روشن ہوتی تو کوکن الماری کھولے اس کے اندر رکھی ہوتی مشین کی طرف منکھٹھڑا تھا۔

لیس — چیف باس اٹھنگو! — چیف باس نے تیز ہلچے میں کہا۔

”باس! — کارل کلب پر تو قیامت گذر گئی ہے۔ کارل کو جبراً اس کے دفتر سے اغوا کر لیا گیا ہے اور دہاں بے پناہ قتل و غارت کی گئی ہے۔ اٹھارہ آدمی ہلاک کر دیئے گئے اور بیس پچیس زخمی ہو گئے ہیں۔ تفصیلات کے مطابق صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ ایک کار کلب کے مین گیٹ پر رکی اس میں سے ایک ایک بمی اور دو ایک بمی جیسی اترے جب کہ ایک ایک بمی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا رہا۔ کار سے اترنے والے تینوں اندر گئے۔ انہوں نے کاؤنٹر میں مرفی سے کارل کی موجودگی اور اس کے دفتر کا پوچھا۔ پھر مرفی کو گولی مار دی گئی۔ وہ ایک بمی دفتر کی طرف بڑھ گیا جب کہ دونوں ایک بمی جیشوں نے دہاں فائر کھول دیا اور پھر انتہائی حیرت انگیز انداز میں انہوں نے سب مسلح افراد کو

ملو۔ اور۔“ ادیٹر عمر نے تحکمانہ بلجے میں کہا۔

”لیس باس۔ اور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور ادیٹر عمر نے
 ”اور اینڈ آل کبیر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اسے سوئیل کی طرف بڑھا دیا۔
 ”اسے رکھو اور سنو!۔ میں کارلے جارہا ہوں۔ تم نے انتہائی
 محتاط رہنا ہے۔ ایک ایشیائی خطرناک گروپ تنظیم کے خلاف کام کر رہا
 ہے۔ جو کہتا ہے وہ کسی طرح یہاں بھی پہنچ جائے تو تم نے احتیاط
 کرنی ہے۔“ میرے متعلق انہیں کسی طرح بھی پتہ نہیں چلنا چاہیے
 کہ میں کہاں ہوں۔“ بروک نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔
 ”لیس باس!۔ لیکن کیا کارل اس گروپ کو کور نہیں کر سکتا؟“
 سوئیل نے حیرت جبر سے بلجے میں کہا۔

”اسی کارل کی وجہ سے تو مجھے رائلش گاہ چھوڑ کر لیبارٹری جانا پڑا
 ہے۔ اسے اغوا کر لیا گیا ہے اور یقیناً اسے ان لوگوں نے سی اغوا کیا
 ہے۔ اس سے انہوں نے میلا فون خبر پوچھا جو کہ کیونکہ اس کے سوا
 اور کسی کو میلا فون خبر معلوم نہیں ہے۔“ بروک نے ہونٹ
 چبالتے ہوئے کہا۔

”کارل بھی نہیں پاسکتا باس!۔ وہ انتہائی با اصول آدمی ہے اور
 باس!۔ اگر کارل آپ کا نمبر پاسکتا ہے تو جو کہتا ہے اس نے
 مین لیبارٹری کا پتہ بھی بتا دیا ہو۔ کیونکہ لیبارٹریوں کو بھی سی کنٹرول کرتا
 تھا۔“ سوئیل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور بروک اس کی بات
 سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

اوہ۔ اوہ۔ واقعی تمہاری بات درست ہے۔ اوہ دیری بیٹ

کونے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کونے میں جا کر دیوار کی جھٹ میں ایک مخصوص
 جگہ پر پر مارا تو فرش کا ایک کونا صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھ
 گیا وہاں نیچے جاتی ہوئی سیٹھیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ
 تیزی سے سیٹھیاں اترتا چلا گیا اور پھر ایک کمرے میں پہنچ گیا۔ آخری
 سیٹھی اترتے ہی اس کے سر پر موجود غلا خود بخود بند ہو گیا تھا۔
 ادیٹر عمر آدمی اس کمرے سے نکل کر ایک تنگ سی سرنگ میں داخل ہوا
 اور مختصر دیر بعد سرنگ کا خاتمہ ہوا تو وہ ایک اور کمرے میں تھا اس
 نے کمرے کا دروازہ کھولا اور دوسری طرف آگیا۔ یہاں ایک نوجوان
 موجود تھا جس نے اس ادیٹر عمر کے کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے
 مودبانہ انداز میں سلام کیا۔

”ٹرانسمیٹر آف سوئیل۔“ ادیٹر عمر نے کمرے میں رکھی ہوئی ایک
 کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور وہ نوجوان سر ہلاتا ہوا تیزی سے دروازے
 کی طرف بڑھ گیا کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک لائٹ
 ریج ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس نے بڑے مودبانہ انداز میں ٹرانسمیٹر ادیٹر عمر
 کے سامنے رکھ دیا۔ ادیٹر عمر نے جلدی سے اس پر ایک فزکویٹی ایڈجسٹ
 کی اور پھر اس کا مین دبا دیا۔

جیلو جیلو۔ بروک کا لنگ۔ اور۔“ اس نے بار بار کال
 دینا شروع کر دی۔

”لیس۔ آر تھر انڈنگ۔ اور۔“ چند لمحوں بعد ایک آواز ٹرانسمیٹر
 سے برآمد ہوئی۔

آر تھر۔ میں مین لیبارٹری آ رہا ہوں۔ مجھے فرسٹ پوائنٹ پر

لیکن اگر انہیں میں یہاں نہ ملا تو یقیناً وہ مین لیبارٹری پر ہی ریڈ کریں گے اور جم ہاسٹ بھی وہیں ہے۔ ٹھیک ہے۔ ایسی صورت میں میرا دہاں ہونا ضروری ہے تاکہ اگر واقعی یہ لوگ ایسا کریں تو ان سے حتمی طور پر نمٹا جاسکے۔ بروک نے کہا اور تیری سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد نیلے رنگ کی کار میں وہ بیٹھا خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت کے مغرب میں موجود پہاڑیوں کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا جہاں مین لیبارٹری موجود تھی۔ اُسے یقین تھا کہ اگر واقعی سویڈل کی بات درست ہے اور یہ لوگ مین لیبارٹری پہنچ بھی گئے تو وہاں انہیں انتہائی آسانی سے مار گرایا جاسکتا ہے کیونکہ مین لیبارٹری میں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات بھی کئے گئے تھے اور پھر وہاں حفاظت کے لئے انتہائی تربیت یافتہ افراد کا گروپ بھی موجود تھا اور پھر یہ انتظام اس کی نظروں کے مطابق عارضی ہی تھا کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ کارل کے اغوا ہونے کی خبر اس کے اسٹنٹ انفنٹری اور فرانک تک پہنچ گئی ہوگی اور وہ لوگ پائل کتوں کی طرح اس گروپ کو تلاش کرنے میں مصروف ہوں گے۔ اُسے دراصل سب سے زیادہ فکر اس بات سے ہوئی تھی کہ کوکن نے بتایا تھا کہ پولیس کارل کلب گئی ہی نہیں تھی جب کہ وہ ٹیٹ آفس کا اسٹنٹ ڈائریکٹر کہہ رہا تھا کہ حملہ آوروں سے ایک کار ڈملا ہے جس پر اس کا نام درج ہے۔ اس کا صاف مطلب تھا کہ یہ اسٹنٹ ڈائریکٹر نہ تھا بلکہ وہ ایشیائی خود لول رہا تھا۔ اس نے شاید تصدیق کرنے کے

چکر میں کال کی تھی۔ اُسے پہلے بھی تجربہ ہو چکا تھا کہ یہ ایشیائی آواز اور لہجے کی نقل اتارنے کا ماہر ہے کیونکہ پہلے اس نے ہڈی کوارٹر کے جنرل منیجر جکیب کی آواز اور لہجے میں بات کی تھی اور وہ اُسے پہچان بھی نہ سکا تھا اور اب تو وہ اس اسٹنٹ ڈائریکٹر میکھ سے سرے سے ہی واقف نہ تھا۔ وہ یہی سب کچھ سوچتا ہوا اور کار چلاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔

مقا کا اندر لے گیا۔ کوٹھی خاصی بڑی اور جدید طرز کی تھی۔ پورچ میں ایک سیاہ رنگ کی جدید ماڈل کی کار بھی موجود تھی۔ ٹائیکر نے اس سیاہ رنگ کی کار کی سائیڈ پر کار روکی اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے ایک لمبا تنگا نوجوان ایک کمرے سے نکل کر بڑے سے میں آیا اور پھر برآمدے کی سیڑھیاں اترتا ہوا ان کی طرف بڑھ آیا۔

”میرا نام جیمز ہے جناب! — اور میں ڈاکٹر صاحب کا سیکرٹری ہوں۔“ آنے والے نے خوش اخلاقی سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ہمارا تعلق سیٹ آفس سے ہے اور ہم نے ڈاکٹر صاحب سے مندرجہ ملنس ہے۔“ عمران نے اسی طرح تسکنا نہ لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے پولیس والا کہنے کے بعد اسے لہجہ بھی پولیس جیسا ہی رکھنا پڑا ہوا تھا۔

ڈاکٹر صاحب ابھی کہیں گئے ہیں۔ لیکن تا کر نہیں گئے۔“ جیمز نے جواب دیا۔

”کیا یہاں آنے والوں کو بٹھانے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔“ ڈاکٹر صاحب نہیں ہیں تو آپ سے بھی بات ہو سکتی ہے۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”اوہ۔“ آئیے تشریف لیتے۔“ جیمز نے کہا اور واپس چلتا ہوا برآمدے میں آیا اور پھر برآمدے کے کونے میں موجود ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ڈرائنگ روم تھا اور خاصی خوبصورتی سے سجا ہوا تھا۔ فرنیچر بھی بے حد قیمتی تھا۔

تشریف رکھتے اور فرماتے کہ آپ کیا پینا پسند کریں گے۔“ جیمز نے کہا۔

عمران نے کار ڈاکٹر نیلسن کی کوٹھی کے پھاگ پر روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے ستون پر لگے ہونے والے بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاگ کھلا اور ایک ملازم نما آدمی باہر آ گیا۔

ڈاکٹر صاحب نے کہو کہ سیٹ ڈائریکٹر سیٹ آفس میکینک آئیے عمران نے ملازم سے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”جناب! — ڈاکٹر صاحب تو کہیں گئے ہوتے ہیں۔“ آپ ان کے سیکرٹری جیمز سے مل لیں۔“ ملازم نے مودبانہ لہجے میں کہا۔ شاید سیٹ آفس یعنی پولیس کا حوالہ اسے مرعوب کر گیا تھا۔

”اوہ۔“ پھاگ کھلو۔“ عمران نے کہا اور ملازم واپس اندر چلا گیا جب کہ عمران دوبارہ کار کی سائیڈ پر آکر بیٹھ گیا۔

”اسے شک پڑ گیا ہوگا۔“ ہو سکتا ہے وہ اندر ہی ہو۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے پھاگ کھل گیا اور ٹائیکر جو ٹائیکر پر بیٹھا

ہم اس وقت ڈیوٹی پر ہیں اس لئے پینے پلانے کی بات چھوڑیں۔
آپ سے چند باتیں کہہ کے ہم نے والدین چلے جانا ہے اور بھی بہت سے کام ہیں۔“ عمران نے اسی طرح سر دلبے میں کہا اور جیمز ہنٹ چپا ہوا سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔
”جی فرمائیے۔“ جیمز نے کہا۔

آپ کتنے عرصے سے ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ہیں؟ — ۹ عمران نے پوچھا۔

گذشتہ چھ سالوں سے۔“ جیمز نے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر صاحب طب کے ڈاکٹر ہیں۔ ان کا کلینک کہاں ہے؟ —
عمران نے پوچھا کیونکہ گیت پر موجود نیم پیٹ پر ڈاکٹر نیلسن کے نام کے نیچے لکھی ہوئی ڈگریوں سے اسے پتہ چل چکا تھا کہ ڈاکٹر نیلسن طب کا ڈاکٹر ہے۔

”وہ خاص مریضوں کو دیکھتے ہیں۔ علیحدہ کوئی کلینک نہیں ہے۔“ جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان کے پاس کتنی کاریں ہیں۔“ سنا ہے انہوں نے رولس رانز کار خریدی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”رولس رانز۔“ جی نہیں۔ ان کے پاس ایک ہی کار ہے اور وہ پورچ میں کھڑی ہے۔“ جیمز نے جواب دیا۔

”تو پھر ڈاکٹر صاحب کیا تبدیل کئے ہیں جب کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے میری ان سے فون پر بات ہوئی ہے۔“ عمران کا لہجہ جمید سر ہو گیا۔

”ایک مہان کے ساتھ گئے ہیں اس کی کار میں۔“ جیمز نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”یہاں آپ کے علاوہ اور کتنے ملازم ہیں۔“ ڈاکٹر صاحب کی بیگ کہاں ہیں؟ — ۹ عمران نے پوچھا۔

ڈاکٹر صاحب نے شادی نہیں کی۔ میرے علاوہ چار ملازم اور ہیں۔“ جیمز نے ہنٹ چلتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر ہلکی سی گھبراہٹ کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

”تم لوگ باہر جاؤ۔“ میں نے مسٹر جیمز سے خاص بات کرنی ہے۔“ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ خاموشی سے اٹھ کر باہر چلے گئے۔

”مسٹر جیمز! — اگر ڈاکٹر گھر پر موجود نہ ہوں تو مجھے بتادو۔“ ورنہ تم جانتے ہو کہ تمہارا جھوٹ تمہارے لئے مصیبت بھی بن سکتا ہے۔“

عمران نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے انتہائی سروس لہجے میں کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں جناب! — آپ بے شک پورے گھر کی تلاشی لے لیں۔“ اگر ڈاکٹر صاحب گھر پر موجود ہوتے تو پھر مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی؟ — جیمز نے کہا۔

”سوچ لو۔“ کیونکہ ہمارا تعلق میٹھ آفس سے ہے اور میٹھ آفس والے پوچھ گچھ سے پہلے نگرانی بھی کرتے ہیں۔“ عمران نے کہا تو جیمز بے اختیار چونک پڑا۔

”نگرانی۔“ کیا مطلب؟ — ۹ جیمز نے چونکے ہوئے لہجے میں کہا۔

مطلب یہ مسٹر جیمز۔ کہ ہمارے آنے سے پہلے کوٹھی کی باقاعدہ نگرانی کی جاتی رہی ہے اور ڈاکٹر صاحب باہر نہیں گئے۔“ عمران

کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

جیمز اس قدر گھبرا گیا تھا کہ اس نے انتہائی شرافت سے وہ خفیہ راستہ
بنادیا اور چند لمحوں بعد عمران اس جیمز سمیت اس خفیہ راستے سے گذر کر
دوسری کومٹی میں پہنچ گئے۔ جیمز نے چونکہ انہیں بنادیا تھا کہ اس کومٹی
میں ڈاکٹر کا خاص آدمی سوئیڈل رہتا ہے اس لئے سوئیڈل کو انہوں نے
آسانی سے کو کر لیا ورنہ شاید وہ ان کے لئے خطرناک جی ثابت ہو سکتا
تھا اور پھر مقصود سے تشدد کے بعد سوئیڈل نے بھی زبان کھول دی۔
اس طرح عمران کو معلوم ہو گیا کہ بروک لینڈ مین لیبارٹری میں چلا گیا ہے
اس لیبارٹری کا انچارج کون ہے؟ — عمران نے جیمز اور سوئیڈل
سے پوچھا تو سوئیڈل نے بتایا کہ اس کا انچارج آرتھر ہے اور باس نے اس
کے سامنے اسے ٹرانسپیر پر کال کیا تھا تو عمران نے وہ ٹرانسپیر چال کیا
اور اس کے ساتھ ہی اس کا چہرہ چمک اٹھا کیونکہ ٹرانسپیر پر نوٹکی لسی ابھی
تک ایڈجسٹ تھی۔ عمران کے اشارے پر جو مانا اور ٹائیگر نے جیمز اور سوئیڈل
دونوں کو ہی آت کر دیا تو عمران نے ٹرانسپیر کا بٹن دبا دیا۔
”ہیلو سیلو — سوئیڈل کا گنگ۔ اور —“ عمران نے سوئیڈل کے
لبے میں کہا۔

”لیس — والٹر اٹنڈنگ ٹو۔ اور —“ ایک آواز ٹرانسپیر سے
سنائی دی۔

”چیف باس سے بات کر دو والٹر — میں ان کا خاص آدمی سوئیڈل
بول رہا ہوں — اٹا از امیر جنسی۔ اور —“ عمران نے کہا۔
چیف باس تو ابھی تک لیبارٹری نہیں پہنچے اور باس آرتھر انہیں لینے

نے کہا۔

”نہیں نہیں — آپ کو غلط بتایا گیا ہے جناب! — وہ گھر پر نہیں
ہیں۔“ جیمز نے قدرے بولکھائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ٹائیگر
کمرے میں داخل ہوا۔

”جناب! — گھر پر واقعی چار ہی ملازم ہیں — ہم نے چیک کر لیا
ہے۔“ ٹائیگر نے کہا تو عمران نے سر ہلادیا۔ اس کے ساتھ ہی اس
نے جیب سے ریواور نکال لیا۔ اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے بھی ریواور نکال لیا۔
”کیا — کیا مطلب —“ جیمز دونوں ریواور دیکھتے ہی گھبرا کر اٹھ
کھڑا ہوا۔ اس کا ہاتھ بھی تیزی سے جیب کی طرف گیا تھا کہ ٹائیگر نے اس
کی گردن سے ریواور کی نال لگا دی اور دوسرے لمحے وہ اس کی جیب
سے ریواور نکال چکا تھا۔

”اب بولو کہاں ہے ڈاکٹر —“ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔
”وہ واقعی کہیں چلے گئے ہیں اور مجھے بتا کر نہیں گئے۔“ جیمز
نے جواب دیا۔ جی تھا کہ عمران کا ہاتھ گھوما اور جیمز چیخا ہوا نیچے قالین پر
جاگرا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھا عمران نے لات اس کی گردن پر رکھی
اور پھر ہیر کو مخصوص انداز میں مڑ دیا۔

”بولو کہاں ہے ڈاکٹر —“ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”وہ — وہ خفیہ راستے سے گیا ہے۔“ جیمز نے پھنسے پھنسے لہجے
میں کہا اور اس کا چہرہ تیزی سے بگڑ گیا تھا اور عمران نے لات جھٹالی اور
پھر جھک کر اس نے اسے گردن سے پکڑا اور کھڑا کر دیا۔
”چلو دکھاؤ کہاں ہے وہ خفیہ راستہ —“ عمران نے اسے دروازے

فرسٹ پوائنٹ پر گئے ہوتے ہیں۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”اچھا۔۔۔ باس جب ہی آئیں تو انہیں کہنا کہ مجھے کال کر لیں۔ اور اینڈ آل۔۔۔“ عمران نے کہا اور ٹرانسپیر کا بٹن آف کر کے اس نے اسے اٹھایا اور واپس ڈاکٹر کی اصل کو مٹھی کی طرف چل پڑا۔ چاروں ملازموں کو چونکہ پہلے ہی آف کیا جا چکا تھا۔ اس لئے وہ اطمینان سے کو مٹھی کے ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد ٹرانسپیر سے کال آئی شروع ہو گئی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسپیر آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔۔۔ باس کالنگ۔ اور۔۔۔“ بروک کی آواز سنائی دی۔
”یس ہاں!۔۔۔ سوئیڈل بول رہا ہوں۔ دو ایکری می اور دو ایکری می جوشی جیمز کے پاس آتے تھے۔ جیمز براہمنوں نے تشدد کیا تو جیمز نے انہیں خفیہ راستہ بتا دیا۔ وہ یہاں آتے مگر میں پہلے ہی تیار تھا چنانچہ میں نے انہیں مارا گرایا اور اس وقت ان کی لاشیں میرے سامنے پڑی ہوئی ہیں۔ اور۔۔۔“ عمران نے سوئیڈل کے ہاتھ میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”تمہارے باپ کا کیا نام ہے۔ اور۔۔۔“ دوسری طرف سے باس نے سرد بلجے میں پوچھا۔

”باپ کا نام۔۔۔ کیا مطلب باس۔ اور۔۔۔“ عمران نے ظاہر سے حیرت ہی ظاہر کرتی مٹھی کیونکہ اسے تو سوئیڈل کے باپ کے نام کا علم ہی نہ تھا۔
”اس کا مطلب ہے کہ تم دو ہی علی عمران جو جس نے پہلے جیکب بن کر مجھ سے بات کی اور پھر میکیتھ بن کر۔۔۔ اور اس کا مطلب ہے کہ تم نے جیمز اور سوئیڈل دونوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اور۔۔۔“ اس بار دوسری

طرف سے انتہائی خرخٹ بلجے میں کہا گیا۔

ڈاکٹر نیلسن المعروف بروک لینڈ صاحب!۔۔۔ میں تو جم ماسٹ خریدنا چاہتا تھا لیکن تمہارے آدمیوں نے سودا کرنے کی بھی بھانسنے لگا مجھے اور میرے ساتھیوں پر قاتلانہ حملے شروع کر دیتے اور سنو۔۔۔ اب بھی میں سودا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور۔۔۔“ اس بار عمران نے اپنے اہل ہاتھ میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”بھوکا امت کرو۔۔۔ تم اور تمہارا گروپ زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ سمجھے۔ اور اینڈ آل۔۔۔“ دوسری طرف سے چلاتے ہوئے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”چلو اب یہاں سے نکل چلیں۔ ورنہ وہ لوگ بھوکے دزدوں کی طرح یہاں ٹوٹ پڑیں گے۔“ عمران نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ اپنی کار میں بیٹھے اس کو مٹھی سے نکل کر مین روڈ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔
”اب کہاں جانا ہے۔“ ہائیگر نے پوچھا۔

”رالف بار۔۔۔ اب آفری صورت یہی رہ گئی ہے کہ رالف سے ہی اسلحہ حاصل کیا جائے۔ فوری طور پر اور کوئی صورت نہیں ہے۔“ عمران نے کہا اور ہائیگر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

نے جواب دیا تو بروک کے چہرے پر بے اختیار سراسیمگی کے آثار پھیلنے چلے گئے۔

”کیا — کیا کہہ رہے ہو — کارل اور انھونی کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ کیسے — پوری تفصیل بتاؤ۔ اور“ — بروک لینڈ نے مونٹ چبانے ہوئے کہا۔ اور جواب میں فرانک نے بتایا کہ کس طرح اس ایشیائی گروپ کو بہوش کر کے پوائنٹ ٹو پر لے جایا گیا اور کس طرح وہاں انھونی ہلاک ہو گیا اور کارل وہاں سے کھنچ آیا۔ پھر کارل نے اسے تھپڑ بھادیا — پھر کارل کلب پر حملہ ہوا اور ابھی تھپڑ دی دیر پہلے کارل کی لاش پوائنٹ ٹو کی عقبی سڑک میں ایک کونجی میں پڑی ہوئی ملی ہے۔ وہ کونجی کس کی ہے۔ اور“ — بروک نے چونک کر پوچھا۔

”باس! — وہ کونجی کرائے کے لئے خالی تھی۔ یہ گروپ آپ آئے استعمال کرتا رہا۔ ڈیڑھ کے پاس کوئی پارٹی آئی تو وہ اسے کونجی دکھانے لے گیا تب اس کارل کی لاش سامنے آئی۔ وہ بندھے ہوئے تھے اور انہیں اسی حالت میں گولی ماری گئی تھی لیکن مرنے سے پہلے ان پر بے پناہ تشدد کیا گیا تھا۔ ان کے دونوں ہاتھ آدھے سے زیادہ چرے ہوئے تھے اور چہرہ بے پناہ تکلیف کی وجہ سے مسخ ہو گیا تھا۔ اور“ — فرانک نے جواب دیا۔

”اور دیری بیٹ — بہر حال سنو! — کارل اور انھونی کی موت کے بعد اب ہمیں ایجنٹ گروپ کا چیف مقرر کرنا ہوں — یہ گروپ پاکیشیا کی کڑی سروس سے تعلق رکھتا ہے اور انتہائی خطرناک گروپ ہے اس کا لیڈر جو اپنے آپ کو پرنس آف ڈیوٹ کہتا ہے اس کا نام علی عمران

”اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں کہ میں براہ راست انھونی سے بات کروں“ — کرسی پر بیٹھے ہوئے بروک نے بڑبڑاتے ہوئے ہلچے میں کہا اور پھر سامنے پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر پر دوبارہ فونکیشن ایڈجسٹ کرنے لگا۔ ”ہیلو سیو — چیف باس کا ٹانگ انھونی۔ اور“ — فونکیشن ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے مین باتے ہوئے کہا۔

”فرانک بول رہا ہوں چیف باس۔ اور“ — چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے آواز نکلی تو بروک لینڈ بے اختیار چونک پڑا۔

”انھونی نے کال کیوں نہیں اٹھائی۔ اور“ — بروک نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”باس کارل اور باس انھونی دونوں ہلاک ہو چکے ہیں۔ باس انھونی پہلے ہلاک ہوا تھا اور باس کارل نے مجھے انھونی کی جگہ ایکشن گروپ کا ممبر ٹوٹا دیا تھا اور اب باس کارل بھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ اور“ — فرانک

ہے۔ وہ رالف بار کے مالک رالف کا پرانا دوست ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اس سے دوبارہ رابطہ کرے۔ اس لئے تم ایسا کرو کہ رالف کی خفیہ اور سخت نگہبانی شروع کرادو تاکہ اگر وہ کس سے رابطہ کرے تو انہیں گھیرا جاسکے۔ میں ہر قیمت پر اب ان کی موت چاہتا ہوں ہر قیمت پر۔ سمجھ گئے ہو۔ اور۔۔۔ بروک نے تیز بلیچے میں کہا۔

”لیس باس۔ اور۔۔۔“ فرانس نے جواب دیا۔
”میری فریکوئنسی نوٹ کرلو۔ کس فریکوئنسی پر تم مجھ سے رابطہ کر سکتے ہو۔ اور۔۔۔“ بروک لینڈ نے کہا۔

”لیس باس!۔۔۔ یہ ضروری ہے۔ اور۔۔۔“ فرانس نے جواب دیا اور بروک لینڈ نے اسے مین لیبارٹری کی فریکوئنسی تاکہ ریلیٹیو آت کر دیا۔
”یہ کونسا گروپ ہے باس!۔۔۔ جو اس قدر خطرناک ثابت ہو رہے“ سلمے بیٹھے۔ جسے لیبارٹری انچارج آرتھر نے پوچھا اور بروک لینڈ نے اسے پوری تفصیل بتادی۔

”اس کا مطلب ہے باس!۔۔۔ کہ کارل سے انہوں نے یقیناً مین لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات پوچھ لی ہوں گی اور اب ان کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں کہ وہ جم ہائٹ کے حصول کے لئے یہاں ریڈ کریں۔ لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ انہیں پہلے آپ کے پاس جانے کی کیوں سوجھی۔۔۔ وہ براہ راست یہاں بھی آ سکتے تھے اور ظاہر ہے اس وقت ہم چونکا بھی نہ ہوتے۔“ آرتھر نے ہنستے چہلاتے ہوئے کہا۔

”میں نے بھی اس پوائنٹ پر غور کیا ہے آرتھر۔۔۔ یہ شخص علی عمران

بلجے اور آواز کی نقل کرنے کا ماہر ہے۔ میرا خیال ہے اس کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ مجھ پر قابو پا کر تم سے میرے بلجے میں بات کرتا اور صاف شدہ جم ہائٹ کو منگو الیتا۔ ظاہر ہے تم نے انکار نہ کرنا تھا اس طرح وہ سانی سے جم ہائٹ حاصل کر لیتا۔ لیکن کس کی پلاننگ بہر حال ناممکن ہو گئی۔ روک نے کہا اور آرتھر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”بالکل چیف باس!۔۔۔ آپ کی بات سو فیصد درست ہے واقعی اس طرح وہ آسانی سے جم ہائٹ حاصل کر لیتا۔“ آرتھر نے کہا۔
”اب تم ایسا کرو کہ لیبارٹری کے حفاظتی نظام کنٹرول کرنے والوں کو وری طرح الارٹ کر دو۔ وہ اگر پہلے نہ مارا گیا تو لازماً یہاں ریڈ کرے گا۔ اس کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔“۔۔۔ بروک لینڈ نے کہا اور آرتھر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کرے سے باہر چل گیا۔

آرتھر کے باہر جانے کے بعد بروک لینڈ اٹھا اور کمرے میں بیٹھنے لگا۔ اس نے چہرے پر شدید ترین تشویش کے آثار نمایاں تھے۔ کارل اور انھونی کی دلت کی خبر سننے اس کے اعصاب کو شدید دھچکا پہنچا تھا اور اس خبر کے بعد اسے احساس ہونے لگ گیا تھا کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ ورنہ عام لوگ کارل اور انھونی کو اس طرح ختم نہ کر سکتے۔ زان جیسا ایکشن گروپ کارل کا مقابلہ نہ کر سکا تھا نہ لاکا وہ یہاں کاربے والا تھا اور اس کے بے شمار ساتھی اس کے ساتھ تھے۔ لیکن یہ لوگ تعداد میں کمی ہیں اور اجنبی بھی ہیں اس کے باوجود یہ تیزی سے آگے بڑھتے چلے آ رہے تھے۔ ان کی پیش قدمی کسی طرح بھی نہیں رک رہی۔

ابھی وہ کمرے میں ٹہلتا ہوا یہ باتیں سوچ رہی رہا تھا کہ ٹرانسٹیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلتی لگیں، بروک لینڈ نے پہلے تو چونک کر ٹرانسٹیٹر کی طرف دیکھا، کیونکہ یہ کال اس کے لئے غیر متوقع تھی، پھر اس نے آگے بڑھ کر ٹرانسٹیٹر کا بٹن آن کیا۔

”ہیلو ہیلو۔“ فرانک کانگ چیف ہاس، اور۔“ ٹرانسٹیٹر آن ہوتے ہی فرانک کی آواز سنا فی دی ہاس کے لہجے میں ایسا جوش تھا کہ بروک اور زیادہ چونک پڑا۔

”لیں۔ چیف ہاس انڈنگ ٹو۔ اور۔“ بروک نے سر دہلے دیں کہا۔

”ہاس!۔ میں نے اس گروپ کا کھوج نکال لیا ہے۔ یہ گروپ واقعی رالف ہارن آیا، رالف اس دوران گھر چلا گیا تھا۔ اس گروپ نے اس کے گھر کا پتہ معلوم کیا اور پھر یہ رالف کی رہائش گاہ پر پہنچ گیا اور ابھی تک وہیں ہے۔ اور۔“ فرانک نے تیز لہجے میں کہا۔

”کیسے معلوم ہوا۔ تفصیل بتاؤ۔ اور۔“ بروک نے پوچھا۔

”ہاس!۔ رالف کا اسسٹنٹ میرا خاص آدمی ہے۔ آپ کی کال کے بعد میں نے اس سے رابطہ قائم کیا تو اس نے یہ ساری باتیں بتادیں۔ دو ایکریں اور دو ایکریں جیشوں کا حوالہ شناخت کے لئے کافی تھا، چنانچہ میں نے فوری طور پر رالف کی رہائش گاہ کو گھیر لیا اور اندر ایک مخصوص ڈکٹاؤن پہنچا دیا۔ تب مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ گروپ اندر موجود ہے۔ اور۔“ فرانک نے کہا۔

”ویری گڈ فرانک، ویری گڈ۔ تم نے واقعی شاندار کام نہ سر انجام

دیا ہے۔ لیکن ان کے بارے میں علم ہو جانے کے باوجود وہ ابھی تک زندہ کیوں ہیں۔ اور۔“ بروک نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاس!۔ رالف آپ کا دوست ہے اس لئے میں نے سوچا کہ آپ سے مزید احکامات لے لوں۔ اگر آپ حکم دیں تو میں پوری کوششیں کر رہا ہوں۔“ یا حکم دیں تو پہلے انہیں یہ کوشش کروں اور پھر اس گروپ کا خاتمہ کروں۔ جیسے آپ کہیں۔ اور۔“ فرانک نے کہا۔

”تم پوری کوششیں کروں سے اڑاؤ۔ کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑو۔ چاہے وہ رالف ہو یا کوئی اور۔“ سمجھے۔ اور۔“ بروک نے تیز لہجے میں کہا۔

”لیں ہاس، اور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور بروک لینڈ نے اور اینڈ آل کچھ کر ٹرانسٹیٹر آن کر دیا، فرانک کی اس کال نے اسے خاصا حوصلہ دیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ فرانک اس گروپ کا یقینی طور پر خاتمہ کر لینے میں کامیاب ہو جائے گا۔

اور پھر تقریباً پون گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد آخر کار فرانک کی کال دوبارہ آئی۔

”ہیلو ہیلو۔ فرانک کانگ، اور۔“ فرانک کا لہجہ پرجوش تھا، ”لیں۔ چیف ہاس بول رہا ہوں۔ اور۔“ بروک نے تیز لہجے میں کہا۔

”ہاس!۔ گروپ کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور ان کی لاشیں میرے سامنے پڑی ہوئی ہیں۔ اور۔“ فرانک نے تیز لہجے میں کہا۔

”لاشیں، کیا مطلب!۔ کوئی کوراکٹوں سے تباہ کر دینے کے بعد ان لاشیں کیسے دستیاب ہو سکتی ہیں۔ اور۔“ بروک نے چونکتے ہوئے کہا۔

”باس! — کوٹھی کی تباہی کے باوجود یہ بچ گئے تھے۔ شاید کسی تہ خانے میں چھپے ہوئے تھے۔ لیکن ہم نے مگرانی جاری رکھی۔ پولیس بھی وہاں پہنچ گئی۔ — پھر ہم نے عقبی طرف سے ایک اور کوٹھی کے پھاٹک سے ایک کازر نکلتے دیکھی اور باس! — رالف کے ساتھ وہ چاروں افراد بھی کار میں موجود تھے۔ چنانچہ ہم نے اس کار پر بے دریغ فائر کھوا دیا۔ — نتیجہ یہ کہ رالف سمیت وہ چاروں لاشوں میں تبدیل ہو گئے۔ پھر پولیس کے آجانے کے باوجود ہم ان کی لاشیں اٹھا کر لے آئے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اور“ — فرانک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فرانک! — تمہارے اور انتھونی کے درمیان کیا تعلق تھا۔ اور“ — بروک نے بھکتے سر دلبے میں کہا۔

”تعلق — وہ میرا باس تھا۔ کیوں۔ اور“ — فرانک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کے علاوہ کیا تعلق تھا — کوئی رشتہ داری۔ اور“ — بروک نے پوچھا۔

”رشتہ داری تو نہیں تھی باس! — البتہ میں اور انتھونی کلاس فیلو رہے تھے مگر آپ — کیوں پوچھ رہے ہیں۔ اور“ — فرانک کے لہجے میں حیرت کا عنصر اور زیادہ بڑھ گیا۔

”تم شادی شدہ ہو۔ اور“ — بروک سسل انٹرویو لینے پر تڑا ہوا تھا۔

”لیں باس۔ اور“ — اس بار فرانک نے صرف جواب دیا اور کچھ پوچھا نہیں۔

”تمہاری والد کا کیا نام ہے اور کتنے بچے ہیں تمہارے۔ اور“ —

بروک نے پوچھا۔

کوئی بچہ نہیں ہے اور والد کے ساتھ بھی جھگڑا ہے ہم علیحدہ رہتے ہیں۔ اور“ — فرانک نے جواب دیا۔

”یہ لاشیں اب کہاں ہیں۔ اور“ — بروک نے پوچھا۔

”پوائنٹ ٹو پر جاب۔ اور“ — فرانک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

او۔ کے — میرا ایک خاص آدمی آ رہا ہے اس کا نام کوکن ہے۔ تم

اُسے یہ لاشیں دکھا دینا۔ اس کے بعد اُسے کہنا کہ وہ مجھے کال کرے۔ اور“

بروک نے کہا۔

”لیں باس۔ اور“ — فرانک نے جواب دیا اور بروک نے اور اینٹ

آل کدھر کر رابطہ آف کیا اور پھر تنزی سے ایک اور فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے

لگا۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے مین دبا دیا اور کال دینی

شروع کر دی۔

”لیں۔ کوکن انڈنگ۔ اور“ — چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔

کوکن! — کارل گروپ کے پوائنٹ ٹو سے واقف ہو۔ بروک

نے پوچھا۔

”لیں ہس۔ اور“ — دوسری طرف سے کوکن نے کہا۔

”اس گروپ کے فرانک کو جانتے ہو۔ اور“ — بروک نے پوچھا۔

”لیں باس! — آپ ہی طرح جانتا ہوں۔ اور“ — دوسری طرف سے

کوکن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ شادی شدہ ہے یا غیر شادی شدہ۔ اور“ — بروک نے پوچھا۔

”شادی شدہ ہے لیکن جوی کے ساتھ جھگڑا ہے اس کا — مگر

کوکن نے کہا۔

اور کے — میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا — اور اینڈ آل۔
بروک نے مطمئن لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اطمینان کا
ایک طویل سانس لیا۔ اسے یقین تھا کہ کوکن سب کچھ آسانی سے معلوم
کر لے گا۔

اسی لمحے آرتھر اندر داخل ہوا اور بروک نے اسے ساری تفصیل بتادی۔
باس! — آپ کو ہر صورت میں ہوشیار رہنا چاہیے۔ اگر کوکن کی
تسلی جی ہو جلتے تب بھی آپ لاشیں یہاں منگالیں۔ میرے پاس جدید ترین
میک اپ واش ہے۔ یہاں بھی انہیں اچھی طرح چیک کر لیا جائے تو زیادہ
بہتر ہے۔ آرتھر نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔ پہلے کوکن کی رپورٹ تو آجائے۔ بروک نے
کہا اور آرتھر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ چونکہ وہ لیبارٹری
کا انچارج تھا اس لئے وہ مسلسل مصروف رہتا تھا۔
پھر تقریباً ایک گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں
کی آوازیں ابھریں تو بروک نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن
آن کر دیا۔

ہیلو ہیلو۔ فرانک کا لنگ چیف باس۔ اور — فرانک کی آواز
سنائی دی۔

لیس۔ چیف باس انڈنگ یو۔ اور — بروک نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

کوکن سے بات کیجئے باس۔ اور — فرانک کی آواز سنائی دی۔

آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ اور — اس بار کوکن نے بھی حیران ہوتے
ہوئے کہا۔

سنو کوکن! — کارل بھی ہلاک ہو چکا ہے اور اس کا نمبر ٹو انکسوفی بھی۔
اس لئے فبرقہری فرانک کو میں نے ایکشن گروپ کا چیف مقرر کر دیا ہے
اس نے پاکیشیائی گروپ کے خلاف کام کیا ہے اور بقول اس کے اس
نے اس گروپ کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں پوانٹ ٹو پر رکھی ہوئی ہیں
لیکن پاکیشیائی گروپ آوازیں اور لہجہ نقل کرنے کا ماہر ہے — پہلے
بھی اس نے بیہ کوآٹر کے جنرل یلچر چیک اور میرے آدمی سوڈا کا بیوہ ہو
لہجہ اقتدار کر کے مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے اور مجھے اب بھی
خطرہ ہے کہ کہیں معاملہ الٹ نہ ہو — فرانک ان کے ہاتھ لگ گیا
ہو اور فرانک کی بجائے اس گروپ کا آدمی بات نہ کر رہا ہو۔ اس لئے
میں نے فرانک سے کہا ہے کہ میرا خاص آدمی کوکن پوانٹ ٹو پر آ رہا ہے
تم فرانک سے اچھی طرح واقف ہو اس لئے تم جا کر ان لاشوں کو بھی چیک
کر۔ خاص طور پر ان کے چہروں پر میک اپ چیک کرنا اور پھر فرانک
کو بھی جس طرح چاہو چیک کرو — اور اگر فرانک اصل ہوا اور لاشیں
بھی اصل ہوں تو پھر وہیں سے مجھے کال کر کے رپورٹ دینا۔ اور —
بروک نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے باس! — میں اب پوری طرح آپ کا مقصد سمجھ گیا
ہوں۔ میں اس فرانک کو ایسے انداز میں ٹوں ٹوں گا کہ اگر وہ غلط آدمی ہو
گا تو پہلے سوال پڑی سامنے آجائے گا اور اگر وہ غلط ہوا تو میں اسے گولی
مار دوں گا — اور لاشوں کو بھی چیک کر لوں گا۔ آپ قطعاً بے فکر رہیں۔ اور

”کراؤ بات۔ اور“۔ بروک نے فریٹ چبا لئے ہوئے کہا۔

”ہیلو باس! — میں کوکن بول رہا ہوں۔ میں نے لاشیں اچھی طرح چیک کر لی ہیں وہ واقعی اس گروپ کی ہی لاشیں ہیں۔ دو ایکری میس اور دو ایکری میس جیشی — میں نے ان کے میک آپ چیک کئے ہیں۔ ان چاروں کے چہروں پر میک آپ تھے۔ دو ایکری میس ڈرمل ایشیائی تھے اور دوسرے دو ایکری میس جیشیوں کے منہ پر جبہ بدلے ہوئے تھے۔ میں نے فرانک سے بھی تفصیلی انٹرویو کیا ہے وہ اصل فرانک ہے۔ اس کے باوجود میں نے اس کا چہرہ بھی چیک کیا ہے اس کے چہرے پر میک آپ نہ تھا۔ اس کے علاوہ میں نے رالف کی رہائش گاہ بھی جانچ دیکھی ہے۔ اُسے راکٹوں سے مکمل طور پر تباہ کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ جگہ بھی دیکھی ہے جہاں اس گروپ کی کار پر حملہ ہوا تھا۔ کار اچھی دہاں موجود ہے۔ اور“۔ کوکن نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ اب تم ایسا کرو کہ چاروں لاشیں اپنی کار میں ڈال کر مغربی پہاڑیوں میں واقع جمیل کے پاس پہنچ جاؤ اور لاشیں دہاں رکھ کر واپس چلے جاؤ۔ اور“۔ بروک نے اس بار قہقہے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔ اور“۔ دوسری طرف سے کوکن نے جواب دیا اور بروک نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر مینز پر پڑے انٹرکام کاربھیور اٹھا لیا۔

”لیں۔“ — ریسپور اٹھاتے ہی اس کے کانوں میں ایک آواز پڑی۔

”چیف۔ بس سیکنگ — آرتھر کو میرے پاس بھیجو۔ فوراً“۔ بروک نے تیز لہجے میں کہا اور ریسپور رکھ دیا۔ پانچ منٹ بعد آرتھر کمرے میں داخل ہوا۔

”لیں باس“ — آرتھر نے کہا۔

”کوکن نے پوری طرح تسلی کر لی ہے لیکن اس کے باوجود میں نے تمہارے کہنے پر چاروں لاشیں فرسٹ پوائنٹ پر منگوالی ہیں — تم اب اپنے آدمی فرسٹ پوائنٹ پر بھیجو اور تاکہ وہ لاشیں اندر لے آئیں اور جب لاشیں آجائیں تو مجھے اطلاع دینا۔ میں انہیں خود ہی چیک کروں گا۔ بروک نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”لیں باس“ — آرتھر نے جواب دیا۔

”اس وقت تک میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن لاشیں اندر آتے ہی مجھے فوری مطلع کر دینا“۔ بروک نے کہا اور پھر تیز قدم اٹھاتا ایک سائیڈ پر موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

جو دو گنا دیکھا جائے گا۔ ایک طرف بیٹے جو امانے نہ جانتے ہوئے کہا۔
 ”تمہارے اندر بھی شاید تنویر جیسی روح ہے۔۔۔ بجائی، ایسا بارش
 کے ساتھ ہی وہ جم ہاٹ میں تباہ ہو جائے گی اور پھر سب لاشیں ٹائٹس فٹس۔
 ہم یہیں لیبارٹریاں تباہ نہیں کرنے آتے۔ جم ہاٹ حاصل کرنے آتے ہیں
 اور وادی اہاں کہتی تھیں کہ وہ کام کیا کرو کہ سانپ بھی مرجائے اور لاش بھی
 نہ ٹوٹے۔۔۔ اور سانپ مرے یا نہ مرے نہ مٹی کو بھرتا لی نہیں ٹوٹتا چاہیے
 کیونکہ سانپ تو مٹتے ہیں زمین سے نکل کر آتے ہیں ایک نہ ہی دوسرا بھی
 مگر لاشیں خود بے لے کے لئے رقم چاہتی۔ کیا سمجھتے۔۔۔ عمران کی
 زبان رواں ہو گئی۔

”میرا خیال ہے باس! کہ ہم کو کن، فراٹک اور بس کے ساتھیوں کی
 لاشیں لے جائیں اور انہیں وہاں رکھ کر خود اوپر اوپر چھپ جائیں۔ پھر
 جیسے ہی وہ لوگ لاشیں اٹھائے آئیں ہم ان پر لوٹ پڑیں۔ میک آپ
 باکس ہم ساتھ لے جائیں اور ان کے میک آپ میں ہم آسانی سے اندر جا سکتے
 ہیں۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”اول تو جوزف اور جونا جیسی ٹیم شمیم لاشیں یہاں پورے کاربن میں
 نہ ملیں گی۔ ان بیسی لاشوں کے لئے ہمیں دو آدمی نہیں بلکہ دو دیواروں
 پڑیں گے۔ دوسری بات یہ کہ اگر وہ اندر سے باہر کا نظارہ کر رہے
 ہوں گے تو پھر کسی جی طرف سے فائرنگ نہ ہوگی اور ان کے ساتھ سماری
 اصل لاشیں بھی وجود میں آجائیں گی۔“ عمران نے کہا اور ٹائیگر کے
 ہونٹ بے اختیار پھینچ گئے۔

”پھر یہی ہو سکتا ہے کہ ہم کچھ دنوں کے لئے غائب ہو جائیں۔ آخر

ضرورت سے کچھ زیادہ ہی بزدل ہے یہ بروک بھی۔“ عمران
 نے ٹرائیڈر آف کرتے ہوئے منہ بنا کر کہا اور ساتھ بیٹھا ہوا ٹائیگر بے اختیار
 مسکرا دیا۔

”پھر اب کیا کرنا ہے۔ کیا ہم لاشیں بن کر وہاں جائیں۔“ ٹائیگر
 نے کہا۔

”اب یہ معلوم نہیں کہ وہ لوگ اندر سے باہر کا منظر چیک کر رہے ہوں گے
 یا نہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لاشیں اٹھانے والے مرے کو مارے
 شاہ مدار کے مصداق پہلے لاشوں پر فائرنگ کریں اور پھر اٹھائیں اس طرح
 تو ہم واقعی اصل لاشوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔“ عمران نے
 ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ماسٹر! آپ کس چکر میں پڑ گئے ہیں، اسلحہ یہاں وافر مقدار میں
 موجود ہے۔ ہم یہ اسلحہ لے کر اس لیبارٹری میں گھس جاتے ہیں۔ پھر

کبھی تو یہ بروک لیبارٹری سے باہر آئے گا جی۔۔۔ ٹائیگر نے لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”ہاں!۔۔۔ جب وہ ہم اسٹ کسی سائنسی لیبارٹری کو فروخت کر رہم تب تک میں جمع کرائے گا تو آج جانے گا باہر۔۔۔“ عمران نے کہا اور ایک بار پھر نوٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ عمران کی پیشانی پر بھی سوچ کی ن نمودار ہو گئی تھیں۔

ایک ہی ممکنہ حل ہے کہ کوکن ہو کہ میرے قہر نامت کا ہے اس کوکن کی اصل لاش تم تینوں کی نقلی لاشوں سمیت وہاں رکھ دی جائے میں کوکن بن کر ساتھ رہوں۔ پھر آگے جو ہوگا موقع دیکھ کر کیا جائے گا۔ چلو اٹھو تیار کرو۔۔۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ جی وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

تھوڑی دیر بعد عمران کوکن کے سب آپ میں ٹیگر پر بیٹھا ہوا ہے جب کہ اس کے باقی ساتھی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کوکن کی لاش عمران نے اپنا میک اپ کر کے اسے دونوں سیٹوں کے درمیان فرش لٹایا ہوا تھا۔ کارٹیزی سے مغربی پہاڑیوں کی طرف اڑی چلی جا رہی اور کار میں خاموش تھی کیونکہ ہر شخص آئندہ آنے والے واقعات کے بارے میں سوچ بچار میں مصروف تھا۔

تقریباً ایک گھنٹہ کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد کار پہاڑی علاقے داخل ہو گئی اور تھوڑی دیر بعد دھڑ سے اسے جمیل بھی نظر آنے لگا پہاڑیاں بالکل دیران تھیں۔ نہ ان پر کوئی درخت تھا اور نہ ہی کوئی انسان وہاں نظر آ رہا تھا۔

”اوہ کے۔۔۔ اب تم لاشوں میں تبدیل ہو جاؤ۔۔۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ٹائیگر تو وہیں نیچے کوچک کر ٹیڑھا ہو کر لیٹ گیا جبکہ جوزف اور جونا ایک دوسرے کے ساتھ لگ کر ٹیڑھے ہو گئے۔ عمران نے کار جمیل کے قریب لے جا کر روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ کار کی دوسری سائیڈ پر اگر اس نے دروازہ کھلا اور پھر اس نے جب تک کہ ٹائیگر کو باہر گھسیٹا اور اسے کار کے قریب جی زمین پر لٹا دیا۔ اس کے بعد اس نے جوزف، جونا کو بھی اسی طرح گھسیٹ کر نیچے لٹایا اور پھر کوکن کی اصل لاش کو بھی باہر نکال کر ان کے ساتھ لٹا دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ دوبارہ کار میں بیٹھا اور کار کو آگے بڑھا کر اس نے اسے موڑا اور پھر تیزی سے واپس چل پڑا۔ لیکن نزدیک ہی ایک موڑ پر اس نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے سائیڈ سیٹ پر لٹائی اور اندر سے مشین گن نکال کر اس نے آہستہ سے کار کا دروازہ بند کیا اور پھر چٹان کی طرف چلتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اس نے ہاں بوجھ کر وہ جگر سلیکٹ کی مٹی، تھوڑی دیر بعد وہ چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا اس جگہ سے اتنی قریب پہنچ گیا کہ اب اس کے ساتھی اسے زمین پر پڑے صاف دکھائی دے رہے تھے۔

اسی لمحے کچھ دُور اسے ہلکی سی گڑگڑاہٹ سنائی دی اور ایک بھاری چٹان تیزی سے سرکتی ہوئی ایک طرف کو مٹی اور ایک ایک کر کے اس جٹی ہوئی چٹان والی جگہ سے نظر آنے والے دانے سے آٹھ افراد باہر نکل آئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور وہ بڑے چوکے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے جیسے انہیں خطرہ ہو کہ کہیں ارد گرد

نے کہا اور جو انہوں نے اُسے والپس زمین پر کھڑا کر دیا، انگیر نے اومی کا کوٹ اس کے کندھوں سے نیچے آدھے بازوؤں تک دیا۔ اس طرح ایک لحاظ سے وہ بے بس ہو چکا تھا۔ اس کمرے کی کے ساتھ ایک چھوٹی سی مشین نصب تھی جس کے سامنے ایک مٹی اور کمرہ ہر طرف سے ممکن طور پر بند تھا۔

کیا نام ہے تمہارا — ہ عمران نے مشین کو چند لمحے غور سے دیکھا۔ بعد میں کمرہ اس نوجوان سے غائب ہو کر کہا۔
 تک — تک — کرومی — اس نوجوان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔
 لیسا، مری کا انجان کون ہے — ہ عمران نے سر دلیجے پوچھا۔

آرتھر — باس آرتھر ہے — کرومی نے جواب دیا۔

اُسے یہاں بلاؤ اور سنو — اگر تم نے اسے یہاں بلالیا تو تمہاری بخش دی جائے گی۔ ورنہ دیکھا ہے تم نے انہیں — ایک بڈی اور دیں گے تمہاری — عمران نے انتہائی سر دلیجے میں دیکھا۔

دراستہ ہی جوزف اور جو ان کی طرف بھی اشارہ کر دیا۔
 م — م — میں بلاتا ہوں — باس نے تو خود کہا تھا کہ جب لاشیں پہنچ جائیں تو میں انہیں کال کر کے بلاؤں۔ وہ خود پہلے لاشوں کے سر پر گئے پھر انہیں اندر لے جایا جائے گا — کرومی نے اس سے کہا۔

اور کے — بلاؤ اُسے — عمران نے کہا اور کرومی تیزی سے اس کی طرف بڑھ گیا۔

کوئی چنپا بھانہ ہو اور ان کے دیکھنے کے انداز سے ہی عمران سمجھ کر اندر سے باہر نہیں دیکھا جاسکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو یقیناً یہ لوگ پہلے اندر سے ہی پوری تسلی کر کے باہر آتے۔ اس نے مشین گن کو کاغذ سے لٹکایا اور جیب سے ساٹھ رنگا مشین پش نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ وہ آٹھوں آدمی اب تیزی سے عمران کے سامتیوں کی طرف بڑھے۔ آہستہ آہستہ پھر جیسے ہی وہ مشین پش کی ریچ میں آئے عمران نے ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے ٹھٹھک ٹھٹھک کی مسلسل آوازوں کے ساتھ وہ آٹھوں کے آٹھوں سفینے سے پہلے ہی نیچے گر کر ترپنے لگے اس ساتھ ہی عمران پٹان کی اوٹ سے نکلا اور دوڑتا ہوا اپنے سامتیوں کی طرف بڑھ گیا۔

اٹھ جاؤ۔ راستہ کھل گیا ہے — عمران نے ان کے قریب پہنچے ہوئے کہا اور ٹانگیں، جوزف اور جو ان اچھل کر کھڑے ہو گئے اور نمرہ دوڑتا ہوا حملے کے اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک طویل مہمگ نما راستہ تھا اس راستے پر چلتے ہوئے وہ ایک کمرے کے کھلے درے تک پہنچ گئے اسی لمحے درے سے ایک آدمی سامنے آیا۔

خبردار — عمران نے چیخ کر کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ آؤں سنبھلا، عمران نے چھلانگ لگائی اور اس آدمی کو لے کر فریئر پر دوڑتا گھسٹا ہوا اندر کمرے میں پہنچ گیا۔ اس آدمی کے حلق سے چیخ سی نکلی گئی عمران بھیجی کی سی تیزی سے اٹھا اور اس کے ساتھ ہی جو انہوں نے جھپٹ کر اس آدمی کو گردن سے پکڑا اور فضا میں بلند کر لیا۔

”اسے ابھی مارا نہیں — میں نے اس سے پوچھنا کچھ کرنی ہے۔“

”ایک منٹ۔ پہلے یہ بتاؤ کہ اندر سے آنے کا راستہ کونسا ہے۔“
 عمران نے کہا۔

”یعقوبی دیوار درمیان سے چھٹ کر ذرا سی بٹ جاتی ہے اور دروازہ بن جاتا ہے۔“ کوئی نے جواب دیا۔ وہ عام سامعین آپریٹر تھا اس لئے وہ خوفزدہ نہ ہو سکا۔

”او۔ کے۔ بلاؤ اسے۔ بس یہ یاد رکھنا کہ اگر اُسے کوئی شک ہو گیا تو پھر تمہاری موت انتہائی عبرتناک ہوگی۔“ عمران نے مشعلیجے میں کہا اور کرومی نے جلدی سے صفین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔

”میلو میلو۔ فرسٹ پوائنٹ آپریٹر کرومی بول رہا ہوں باس۔“
 کرومی نے ایک بٹن دبا کر انتہائی سوجانہ بیچے میں کہا۔

”ہاں کرومی! کیا پوزیشن ہے۔“
 ”نشین میں سے آواز نکلی اور عمران جو کرومی کے ساتھ کھڑا تھا اس نے بجلی کی سی تیزندی سے کرومی کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اُسے بولنے سے روک دیا۔

”باس!۔ لائشیں اندر پہنچ چکی ہیں۔“ عمران کے حلق سے کرومی جیسی آواز نکلی۔

”کتنی لائشیں ہیں۔“
 ”باس نے پوچھا۔

”چار ہیں باس!۔“ دو الیشیائی ہیں اور دو امیریمی جیسی۔ بالکل ویلڈوں جیسے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”او۔ کے۔ میں آ رہا ہوں۔“
 ”باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ہاتھ بڑھا کر مشین کے بٹن آف کر دیئے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کرومی کے منہ سے ہاتھ ہٹا لیا۔

”او۔ کے کرومی!۔ اب تمہاری زندگی محفوظ ہو چکی ہے۔ اور
 ”۔۔۔ عمران نے کہا اور کرومی اٹھا اور مڑنے ہی لگا تھا کہ عمران
 زوگھوا اور کرومی کی کنپٹی پر اس کی مڑی ہوئی انگلی کا جھک پڑا اور
 ی چختا ہوا اچھل کر ایک طرف فرش پر جا گرا۔ نیچے گر کر وہ ایک دو
 کے لئے سڑپا پھر ساکت ہو گیا۔

اسے گھسیٹ کر ایک طرف ڈال دو اور ہم سب نے بھی اس دیوار
 اونوں میں ایک دوسرے کے ساتھ لگ کر کھڑا ہونا ہے۔“
 ”اس لئے محتاط رہنا۔“

”اس ہاس کے ساتھ اور آدمی بھی ہوں۔ اس لئے محتاط رہنا۔“
 ”ان نے کہا اور پھر ٹانگیں کھینچ کر ایک سائیڈ پر ایک کونے
 پر گھس کر وہاں دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران بھی اس کے
 ساتھ تھا جب کہ جوت اور جونا دیوار کے دوسرے کونے میں تھکے ہوئے
 رہے تھے۔

تقریباً پانچ منٹ بعد دیوار میں سے سر کی آواز سنائی دی اور اس کے
 ساتھ ہی دیوار درمیان سے تھوڑی سی سائیڈوں میں مٹی اور ایک آدمی
 کے جسم پر نیلے رنگ کا سوٹ تھا اچھل کر باہر آیا جس پر عمران اس
 کی جھوکے عقاب کی طرح جھپٹا اور دوسرے لمحے وہ آدمی اس کے سینے
 پر لگا دوبارہ کونے میں پہنچ گیا۔ عمران نے ایک ہاتھ اس کے سینے کے
 اوپر دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر رکھ کر اُسے اس طرح اٹھا کر چھپے گیا
 کہ نہ ہی اس کے پیر گھٹنے کی آواز پیدا ہوتی تھی اور نہ ہی اس کے حلق
 سے کوئی آواز برآمد ہوتی تھی لیکن جب اس آدمی کے علاوہ اور کوئی آدمی
 یا تو عمران نے اُسے نیچے پٹخا اور وہ آدمی نیچے گرے ہی اُٹھنے لگا تھا کہ

عمران نے استہانی چھتری سے لات اس کی گردن پر رکھ کر گھما دی اور اس آدمی کا جسم ایک دھماکے سے نیچے گرا اور وہ ساکت ہو گیا۔ اس کے چہرے پر کھلیت استہانی شدید تکلیف کے آثار نمودار ہو گئے۔
 ”کیا نام ہے تمہارا؟“ — عمران نے چہرہ کو ذرا سا واپس موڑتے ہوئے سرد بلجے میں پوچھا۔

آ — آ — آرتھر — ”اس آدمی کے حلق سے رک رک کر آواز نکلی اور عمران نے پیر بٹایا اور دوسرے لمحے جبکہ اس کی گردن پکڑ دی اور ایک جھٹکے سے اُسے اٹھا کر کھڑا کر دیا اور پھر پاک جھپکنے میں وہ اس کا کوٹ بھی اس کے آدھے بازوؤں تک اتار چکا تھا۔
 اگر تمہارے حلق سے آواز نکلی تو رُوح نکال دو گا جسم سے۔“ — عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

تت — تت — تم کون ہو — تم تو مقامی لگتے ہو —
 اس آرتھر نے حیرت سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”بروک کہاں ہے؟“ — عمران نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے پوچھا۔

وہ — وہ آرام کر رہا ہے۔ آرتھر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی عمران کا ہاتھ گھوما اور آرتھر کا بھی وہی شہر ہوا جو اس سے پہلے کروی کا ہو چکا تھا۔ لیکن نیچے گر کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی تھی کہ ایک بار پھر اس کی کینٹی پر عمران کے برٹ کی ٹوپوری قوت سے پڑی اور وہ ساکت ہو گیا۔

”ٹائیگر — اس کا لباس اتارو۔ مجھے اس کا میک اپ کرنا ہے۔ اس

کا قد و قامت میرے برابر ہے۔ اس لئے کام چل جائے گا۔“ — عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندر کی جیب سے ایک چمپاسا میک اپ باکس نکال لیا۔ ٹائیگر نے چھتری سے آرتھر کا لباس اتارنا شروع کر دیا عمران نے باکس ایک طرف رکھ کر اُسے کھولا اور پھر اس میں موجود سامان کی مدد سے اس نے پہلے اپنے چہرے پر موجود کون کا میک اپ اتار اور پھر آرتھر کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ بالوں میں مخصوص کریم اور آنکھوں میں ڈراپ ڈالنے کے بعد جب اس کا ہاتھ رکا تو اس کی آنکھیں آرتھر کی حیرت مرنے والی اور بال ہلکے سُرخ رنگ کے اور گھنگھریالے ہو چکے تھے۔ اب وہ چہرے سے آرتھر ہی نظر آ رہا تھا پھر اس نے اپنا لباس اتار اور آرتھر کا اتار دیا لباس پہننا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ اس نے آرتھر کی جڑیں اور بوٹ بھی پہن لئے پھر اپنے لباس کی جیموں کا سارا سامان نکال کر اس نے آرتھر والے لباس کی جیموں میں منتقل کر دیا۔

”ان دونوں کا خاتمہ کر دو“ — عمران نے اس خلا کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے کمرہ سا فنگرنگ مشین پسٹل کی ٹھک ٹھک سے گونج اٹھا اور کروی اور آرتھر دونوں تڑپے بغیر ہی بیہوشی کے عالم میں مُردہ ہو چکے تھے۔

کر سی سے اٹھ کھڑا ہوا، اس کے چہرے پر اب گہرا اطمینان نمودار ہو گیا تھا۔
 میں کافی دیر تک سو تا رہا ہوں، حالانکہ مجھے تو ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے
 میں نے بس ذرا سی آنکھ جھپکی ہو۔ بروک نے کھاتی پر بندھی ہوئی ٹھری
 دیکھتے ہوئے حیرت برسرے لہجے میں کہا۔

”یس ہاس۔“ عمران نے جواب دیا اور تیزی سے دروازے کی طرف
 بڑھ گیا۔ چہرہ آگے پیچھے چلتے ہوئے ایک راہداری سے گزرتے ہوئے ایک چھوٹے
 سے کمرے میں آگئے اور عمران نے کمرے کی ایک دیوار پر مخصوص انداز میں
 ہاتھ رکھ کر اسے دبایا تو سامنے والی دیوار درمیان سے ہٹ کر سائیدول میں
 ہو گئی اور وہاں خلا سا پیدا ہو گیا۔

”چلیے ہاس۔“ عمران نے کہا اور بروک سر ہلاتا ہوا اس خلا سے دوسری
 طرف آگیا۔ سامنے ایک طویل راہداری تھی جس کے اختتام پر اسی طرح دیوار
 میں ایک کھلا خلا نظر آرہا تھا۔ اس خلا کو پار کر کے وہ ایک کمرے میں آئے
 جس کی دیوار کے ساتھ مشین نصب تھی اور آگے سرنگ جا رہی تھی جس کے
 آخری دہانے سے آسمان دکھائی دے رہا تھا۔

”یہ آپریٹر کہاں چلا گیا۔“ بروک نے حیرت برسرے لہجے میں کہا۔
 ”شفٹ تبدیل ہو رہی ہے۔ دوسرا آپریٹر آنے والا ہے۔“ عمران
 نے جواب دیا اور بروک سر ہلاتا ہوا اس سرنگ کی طرف بڑھ گیا۔
 مختصری دیر بعد وہ اس دھانے سے نکل کر باہر کھلے علاقے میں آگئے
 کچھ دور زمین پر چار جسم بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے جن میں سے
 دو الیشائی اور دو ایگریٹیو جہتوں کے تھے۔ بروک کے چہرے پر ان بے حس و
 حرکت جہتوں کو دیکھ کر بے اختیار فحاشانہ مسکراہٹ رنگ گئی۔

عمران نے کمرے کا دروازہ ذرا زور سے کھولا اور اندر داخل ہو گیا
 اور اس کے ساتھ ہی کرسی پر نیم دراز آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا بروک جڑا کر سیدھا
 ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں نیند کا شمار موجود تھا۔

”اوہ، آخر تم۔“ کیا ہوا۔ کیا لاشیں آگئی ہیں۔“ بروک نے
 آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے پوچھا۔

”یس ہاس! لیکن میں نے انہیں اندر نہیں منگوایا۔“ وہیں جمیل کے
 پاس ہی چڑی بونی ہیں۔ میں نے خود وہاں جا کر چیکنگ کی ہے۔ وہ
 واقعی اصل لاشیں ہیں اور اسی گروپ کی ہیں۔ میں نے سوچا کہ
 لیبارٹری میں کام کرنے والے لاشیں دیکھ کر خوفزدہ نہ ہو جائیں۔“
 عمران نے آخر کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا کیا۔“ مقصد تو لاشوں کے بارے میں پوری تسلی کرنی تھی۔
 چلے مجھے دکھاؤ۔“ بروک نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور

”جوں۔۔۔ واٹ واٹ کے غلات کا م کرنے آئے تھے“ نانس۔
 بروک نے بڑے سنجیدہ سے لہجے میں کہا اور قدم بڑھاتا دواوہ ان بجے و
 حرکت جہوں کے قریب پہنچ گیا۔

”ارے۔۔۔ ان پر تو نہ گویوں کے نشانات میں اور نہ زخموں کے
 یہ کیسی لاشیں ہیں۔۔۔ بروک نے انسانی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”اگر تمہیں پسند نہیں آتا تو زندہ ہو جائیں گی۔۔۔ اٹھ کر کھڑی
 ہو جاؤ نا پسند لاشو۔۔۔“ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔
 ”کیا۔ کیا۔ تم۔ تم عمران۔۔۔ بروک نے بے اختیار اچھلے
 ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بھینٹ خوف اور حیرت کے طے جلے تاثرات
 نمودار ہو گئے تھے۔

اسی لمحے چار بے حس و حرکت پڑے ہوئے جہوں میں سے تین ایک
 جھٹکتے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”عمران تو وہ پڑا ہوا ہے۔ وہ بھارہ واقعی اصل لاش ہے۔“
 عمران نے مسکراتے ہوئے کوکن کی لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس
 کے چہرے پر بس کا میک اپ موجود تھا۔

اسی لمحے چار بجلی کی سی تیزی سے بروک پر چھینٹا اور دوسرے لمحے چیخا
 ہوا بروک منہ کے بن پہنچے گرا اور جڑا۔ اس کے دونوں بازو عقب میں
 کر کے اس کی کلائیوں میں کھپتے جھکنے توں دنی اور پھر اسے گردن سے
 پکڑ کر دوبارہ کھڑ کر دیا۔

”ہاں تو بروک بیٹہ صاحب!۔۔۔ تم نے اپنے طور پر تو بڑی عقلمندی
 دکھانے کی دشمنش کی تھی درجہ تصدیق کرنی تھیں ہماری لاشوں کی۔

اس لئے اب ابھی طرح تصدیق کروا کر ہم زندہ میں لاشوں میں تبدیل
 ہو چکے ہیں۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم۔۔۔ تم کس طرح زندہ بچ گئے۔۔۔ وہ فرانک۔۔۔ وہ کو بھی۔
 وہ کوکن۔۔۔ آرہتر۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ بروک کے لہجے میں پناہ حیرت تھی۔

تمہارے اس آدمی فرانک نے واقعی حیرت انگیز کارکردگی دکھائی تھی
 اور رالف کی رہائش گاہ ہی راکٹوں سے اڑا دی تھی لیکن جہ تہہ خانے میں
 ہونے کی وجہ سے بچ گئے تھے اور پھر ہم رالف سمیت ایک غیر راستے
 سے باہر نکل آئے مگر تمہارے آدمی وہاں بھی موجود تھے انہوں نے ہم پر
 فائر کھول دیا اور اس فائر کے نتیجے میں میرا دوست رالف ہلاک ہو گیا
 مگر تمہارے آدمی ہمارے قباوہ آگئے جن میں وہ فرانک بھی تھا وہ جنگ
 چونکہ وہی تھی جہاں تمہارا نمبر نو پوانٹ ہے جہاں سے میں بیرون کر کے
 لے جایا گیا تھا اس لئے پولیس سے بچنے کے لئے ہم اس فرانک سمیت
 اس کو بھی میں داخل ہو گئے اور اس کے بعد فرانک نے شدید دے سامنے
 وہاں کھول دی۔۔۔ میں نے اس کے لئے نواسٹریٹ کال کر کے
 تمہارے سارے آدمیوں کو واپس بھجوا دیا۔ پھر رالف کی موت کا انتقام لینے
 کیلئے فرانک کو اپنی جان سے باہر دھوا پڑا۔۔۔ اس کے بعد میں نے
 تمہیں لیبارٹری سے باہر کھانے کے لئے فرانک کے بچے میں تبدیل کال کیا
 لیکن تم ضرورت سے زیادہ دوشیا بن رہے تھے۔ چنانچہ تم نے کوکن کو بھجوا
 دیا۔۔۔ فرانک سے میں اس کے بارے میں ساری تفصیلات پوچھ چکا تھا

یہ کہ تم نے پہلے سویڈل کے باپ کا نام پوچھ کر مجھے اپنی اسیت ظاہر
 کرنے پر مجبور کر دیا تھا اس لئے مجھے یقین تھا کہ تم پہلے کی طرح دوبارہ انٹرویو

وعدہ نہ کر آئندہ کبھی پالیسیا سے کوئی دعوات حاصل نہ کروں گا۔
بروک نے ایک ٹیلیو سائنس لیتے ہوئے کہا۔

”اس کا فیصلہ بعد میں کریں گے۔ اسے لے آؤ۔“ عمران نے
سر ہلاتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

جوانا نے بروک کو بازو سے پکڑا اور پھر اسے گھسیٹا ہوا آگے لے جانے
لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چٹان کے پیچھے موجود کار تک پہنچ گئے۔

”جیم ہانٹ کو ڈنگی میں رکھ دو۔“ عمران نے کار کی عقبی سیٹ
پر بڑھے ہوئے دو بڑے بڑے تھیلوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور
جوہزف نے دونوں تھیلے اٹھا کر گاڑی کی ڈنگی میں رکھ دیتے اور پھر عمران
نودسٹیرنگ پر بیٹھ گیا جب تک ٹائیگر سائیڈ سیٹ پر اور بروک کو جوہزف اور
جوانا نے اپنے ساتھ عقبی سیٹ پر بیٹھا لیا۔ عمران نے کار اسٹارٹ کی اور
پھر اسے ذرا سا بیک کر کے اس نے موٹا اور گھنٹہ کم کروالیں کا برن کی
طرف بڑھنے لگا۔

کافی دور جانے کے بعد عمران نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر
دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

”اسے بھی لے آؤ۔“ عمران نے مڑ کر کہا اور جوہزف اور جوانا نے
بروک کو بھی نیچے اتارا اور پھر وہ سب عمران کے پیچھے چلتے ہوئے ایک
اونچی چٹان پر چڑھ گئے۔ ہر طرف ویران پہاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔

”تم اپنی مین لیبارٹری والی جگہ تو پہچانتے ہو گے بروک۔“ عمران
نے مسکراتے ہوئے بروک سے مخاطب ہو کر کہا جو ہونٹ بیٹھے خاموش
کھڑا تھا۔

کرو گے۔ بہر حال تم بھی یہی مطمئن نہ ہوتے اور تم نے کوکن کو بھیج دیا اور
وہ اہمق منہ اٹھاتے سیدھا پوائنٹ لو پر پہنچ گیا اور اس کے بعد ظاہر ہے
اُسے بھی لاش میں تبدیل ہونا پڑا۔ پھر تمہیں کال کیا گیا لیکن تم پھر بھی
باہر نہ آتے اور تم نے لاشیں یہاں منگوالیں۔ ہم یہاں پہنچے اور پھر ہم نے
تمہارے آدمیوں کو قتل کر دیا اور اندر پہنچ گئے۔ وہاں مشین آپریٹر کروٹی
کے ذریعے لیبارٹری انچارج آہٹ کر بولایا گیا۔ اس کے بعد میں نے آہٹ کر
روپ دھار لیا اور ہم لیبارٹری میں پہنچ گئے۔ لیبارٹری میں
موجود افراد کو کسی بات کا علم ہی نہ تھا۔ میں نے سب سے پہلے تمہیں
چیک کیا۔ تم کمرے میں گہری نیند سو رہے تھے لیکن پھر بھی میں نے
کمرے کے تالے والے سوراخ سے بیہوش کر دینے والی گیس اندر کمرے
میں انجیکٹ کر دی۔ اس کے بعد لیبارٹری آپریٹر شروع ہوا۔ یہاں
آدمی کم تھے اور مشینیں زیادہ۔ چنانچہ آدمی ختم کر دیئے گئے اور جیم ہانٹ
برآمد کر لی گئی۔ اس کے بعد ہم نے تمام لاشیں اندر اکٹھی کیں۔ گیس
کے اثرات صرف ایک گھنٹے تک کے لئے تھے اس لئے ایک گھنٹہ بعد میں
تمہارے کمرے میں پہنچا اور تم اطمینان سے میرے ساتھ چل کر یہاں پہنچ
گئے۔“ عمران نے اسے تفصیل سے سارے حالات بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم واقعی خطرناک ترین لوگ ہو۔“ ہمارا واسطہ کبھی
تم جیسے لوگوں سے نہیں پڑا۔ مجھے تسلیم ہے کہ میں اور میری تنظیم
تمہارے مقابلے میں شکست کھا چکی ہے۔ کاش میں تمہیں پہلے ہی
جیم ہانٹ دے دیتا تو میرا ایشن گروپ تو ختم نہ ہوتا۔ بہر حال تم اب جیم ہانٹ
حاصل کر چکے ہو۔ اس لئے تمہارا مقصد پورا ہو گیا۔ اب تم مجھے چھوڑ دو۔ میرا

”میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ نہ جانے تم مجھے کس طرف لے آتے ہو۔ یہاں تو ہر طرف پہاڑیاں ہیں پہاڑیاں نظر آرہی ہیں۔“ بروک نے اسی طرح جوٹ جباتے ہوئے کہا۔
 ”اس کا مطلب ہے کہ تم شناخت نہیں کر سکتے۔“ عمران نے اس طرح منہ بناتے ہوئے کہا جیسے اُسے بروک کے جواب سے غامی مایوسی ہوتی ہو۔

”تم کہنا کیا چاہتے ہو۔“ بروک نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔
 ”میں نہیں تمہاری لیڈر ٹری کی شناخت کرنا چاہتا ہوں۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک ریوٹ کنٹرول نما آلہ نکالا اور اس کا ایک بیٹن دبا دیا۔ بیٹن دبے ہی سبز رنگ کا ایک باب جل اٹھا۔ بروک حیرت سے اس آلے کو دیکھ رہا تھا کہ عمران نے دوسرا بیٹن دبا دیا اور اس کے ساتھ ہی ایک سبز رنگ کا باب یکھلتا جل اٹھا۔ ایک لمحے تک جلتے کے بعد وہ سمجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی سبز رنگ کا باب بھی سمجھ گیا اور عمران نے وہ ریوٹ کنٹرول نما آلہ نیچے پہاڑیوں میں پھینک دیا۔

”اب تمہیں آسانی سے پہچان ہو جائے گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ یکلخت پہاڑیوں میں اس قدر ہولناک گڑگڑاہٹ سنائی دی جیسے ساری پہاڑیاں اچانک اپنی جگہ سے چل پڑی ہوں۔

”یہ۔ یہ۔ یہ۔ کیا ہو رہا ہے یہ۔“ بروک نے کہا اور اسی لمحے ایک اور اس قدر خوفناک دھماکا ہوا کہ بروک بے اختیار اُچھلا اور اس کے

ساتھ ہی اس کا جسم چٹان سے نیچے لڑکھ گیا لیکن جو اُنے جھپٹ کر اُسے سنبھال لیا۔

اسی لمحے دوڑ پہاڑیوں میں جیسے خوفناک آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔ آگ کے خوفناک شعلے آسمان تک بلند ہوتے چلے گئے اور جیسے آسمان پر سے اُڑتے ہوئے پتھروں کی بارش سی ہوئے لگ گئی۔
 ”یہ۔ یہ۔ یہ۔“ بروک آنکھیں بند کئے بری طرح چیخا چلاتا جا رہا تھا۔

”یہ بے تمہاری مین لیڈر ٹری۔ اب پہچان لیا تم نے اُسے۔“ عمران نے طنز پر لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم نے سب کچھ ختم کر دیا۔ سب کچھ۔ کاش! ایسا نہ ہوتا۔ کاش! ایسا نہ ہوتا۔“ بروک گھٹنوں کے بل زمین پر گر کر اور اس نے بے اختیار رونا اور چیخا شروع کر دیا۔

”تکلیف ہوتی ہے ناں تمہیں۔۔۔۔۔“ اسی طرح جب کسی ملک کی دولت چوری ہوتی ہے تو اس کے رہنے والوں کو بھی ایسی ہی تکلیف ہوتی ہے مگر بروک لینڈ۔“ عمران نے طنز پر لہجے میں کہا مگر اسی لمحے بروک پہلو کے بل گر کر اور ساکت ہو گیا۔ وہ بیہوش ہو چکا تھا۔

”اس کے دونوں ہاتھ کھول دو اور پھر اسے پیمائش میں لے آؤ۔“ عمران نے کہا اور ڈائیگریٹر نے جبکہ اس کی کھاتوں میں موجود کلپ بمشکلی کھول دی اور پھر اس نے اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا چند لمحوں بعد بروک کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور ڈائیگریٹر ہنسنے لگا۔ بروک نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے

چھینیں نکلنے لگیں۔

”تم نے اپنی لیبارٹری کا مشہور دیکھ لیا۔ اب بولو تمہیں کیا سزا دی جائے؟“ عمران نے سر دلچے میں کہا تو بروک تیزی سے تڑپا اور اس نے عمران کے پیر پکڑ لئے۔

”مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو۔“ اس نے گرگڑاتے ہوئے کہا۔

”اوہ کے۔ اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو۔ جلدی کرو۔ پولیس کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتی ہے۔“ عمران نے کہا اور بروک تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب کار میں بیٹھے تیزی سے والپس کا برن کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

”باس! آپ نے اس بروک کو معاف کر کے زیادتی کی ہے۔ اس کے جرم کی سزا ملنی چاہیے۔“ ٹائیگر نے انتہائی سنت بلجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ اس وقت کا برن کے بین الاقوامی ایئرپورٹ پر موجود تھے۔

”مٹر! اس سے اس بلجے میں بات کرنے کی تمہیں جرأت کیسے دیتی ہے؟“ عمران کے بولنے سے پہلے ہی پاس کھڑے جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کا سیاہ چہرہ غصے کی شدت سے اور زیادہ سیاہ ہو گیا تھا اور جو نا بھی حیرت سے ٹائیگر کو دیکھنے لگا تھا کیونکہ ٹائیگر نے جس بلجے میں عمران سے بات کی تھی اس سے واقعی بغاوت کی ٹو آر ہی تھی۔

”ارے ارے۔ اتنا غصہ دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ٹائیگر ہے۔ شکار کرنے کے بعد شکار کو کھانا اس کی جبلت میں شامل ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آئی ایم سوری باس! واقعی میرا لہجہ غلط تھا۔ بس جھٹلاہٹ میں

کی ضرورت تھی جو یہ سارے کام کر سکتا۔ اور تم نے دیکھ لیا کہ بروک کی وجہ سے پولیس نے بھی ہمیں نہ روکا۔ ہم ہاسٹ بھی ہم پاکستانی سفارتخانے تک پہنچانے میں کامیاب ہو گئے۔ جہاں سے وہ محفوظ طریقے سے پاکستان پہنچ جائے گی اور ہمارے لئے کائنات بھی تیار ہو گئے اور اس وقت ہم اطمینان سے پاکستان بھی روانہ ہو رہے ہیں۔ اب تاؤ۔ اگر میں بروک لینڈ کو اسی وقت ہلاک کر دیتا تو میرے کس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ عمران نے اسی طرح خشک ہلچے میں ٹائیگر کو سمجھاتے ہوئے کہا اور اس بار ٹائیگر کے چہرے پر ایسے آثار چھا گئے جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ زمین پیٹھے اور وہ اس میں غائب ہو جائے۔

”واقعی ہاں!۔ آپ نے درست سوچا۔ جے لیکن آپ جیسی ذہانت تو شاید مگر یہی میں حاصل نہ کر سکوں گا۔“ ٹائیگر نے انتہائی شرمندہ ہلچے میں کہا۔

”آغا سلیمان پاشا کی خدمت کیا کرو۔“ یہ ذہانت والا نسخہ اسی کے پاس ہے۔ بس مختصر سی وہ مزگ کی دال میں ڈال کر مجھے بھی کھلا دیتا ہے۔ عمران نے مکر کرتے ہوئے جواب دیا اور اس بار ٹائیگر کے ساتھ ساتھ ہونا بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

”اور میرے لائق کوئی خدمت جواب!۔“ اسی لمحے بروک نے ایک طرف سے لائنچ میں مکر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔

”بس ایک بات ذہن میں رکھو بروک۔“ اگر آئندہ تم نے یا تمہارے ملک کے کسی آدمی نے پاکستان سے کوئی سائنسی دھات چرانے کی

ایسا ہو گیا ہے۔“ ٹائیگر کے چہرے پر یکجہت انتہائی شرمندگی کے آثار پھیل گئے۔ شاید اسے بھی جوزف کی بات پر احساس ہوا تھا کہ اس کا لہجہ تو بین آئینہ تھا۔

”ہلچے کی بات چھوڑو۔“ تم نے یہ فقرہ کہہ کر مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ میں نے تمہیں اپنا شاگرد بنا کر شاید غلطی کی ہے۔“ اس بار عمران کا لہجہ خشک تھا۔

”میں معافی چاہتا ہوں ہاں!۔ آپ کو میرے فقرے سے واقعی تکلیف ہوئی ہے۔“ ٹائیگر نے اور زیادہ شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔

”سنو ٹائیگر۔“ سیکرٹ ایجنٹ کی مانند وزیر کی نہیں ہوتی کہ اس آدمی کو نا بھڑنا سیکھ لے اور سیکرٹ ایجنٹ بن جاتا ہے۔ یہاں عقل کا استعمال جسم سے زیادہ کرنا پڑتا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ لیبار ٹری تباہ ہونے کے بعد یہاں کی پولیس نے کس قدر تیزی سے ان پہاڑیوں کے گرو گھیرا

ڈال دیا تھا۔ ان ترقی یافتہ ممالک کی پولیس ایسی سی کارکردگی دکھاتی ہے۔ اگر بروک ہمارے ساتھ نہ ہوتا تو لازماً پولیس نے ہمیں روک لینا تھا اور

پھر دنگی میں موجود ہم ہاسٹ بھی سامنے آجاتی اور ہمارے پاس کیا ثبوت تھا کہ یہ ہم ہاسٹ ہمارے ملک سے جرائی گئی ہے اور ہماری ملکیت ہے

ظاہر ہے حکومت ایٹرن کامزن اسے ضبط کر لیتی اور لیبار ٹری تباہ کرنے کے جرم میں ہمیں بھی شاید سلاخوں کے پیچھے بھیج دیا جاتا۔ پھر

ہمارے اصل کاغذات بھی شروع سے ہی ہمارے ہاتھوں سے نکل گئے تھے رالف میرا درست بھی ہلاک ہو چکا تھا۔ اس لئے ہم ہاسٹ کو بچانے اور خود

کو یہاں سے پاکستان لے جانے کے لئے ہمیں خوری طور پر کسی ایسے سہارے

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ناول

سلور ہینڈز

مصنف بنظر حکیم ایم اے

- سلور ہینڈز — ایک ایسی تنظیم جس نے عمران کے ملک میں ایک مونس کاروبار پر مکمل اجارہ داری حاصل کرنی چاہی۔ وہ کیسا کاروبار تھا۔ ؟
- مادام لوسیا — سلور ہینڈز کی ایسی ایجنٹ جس نے عمران اور اس کے بھائیوں کو حقیقت میں ٹھکنے کا ناچنا چھنے پر مجبور کر دیا۔
- مادام لوسیا — جو نہ صرف مارشل آرٹ کی بمثال ماہر تھی۔ بلکہ وہ لیوں۔ سے جسم چھلنی کرنے کی بھی بے حد شوقین تھی اور پھر جو بھی مادام لوسیا کے سامنے آیا۔ اس کا جسم گولیوں سے چھلنی ہو گیا۔
- مادام لوسیا — جس نے سیکرٹ سروس کی موجودگی میں پیشمار افراڈ گولیوں سے بھون ڈالا۔ مگر سیکرٹ سروس کے نمبران خاموش تماشائی بنے۔
- گئے گئے — کیوں ؟

- جولیا اور سیکرٹ سروس کے تمام ممبران اکیٹو کے انکار کے باوجود ایک ڈبل میں فیشن شو دیکھنے پر رضہ تھے اور پھر اکیٹو کے دامنغ انکا کے باوجود فیشن شو دیکھتے رہے — کیا سیکرٹ سروس نے اکیٹو سے بغاوت کرنی تھی ؟
- سنسنی خیز اور انتہائی دلچسپ کہانی۔ سپنس اور ایکشن سے بھر پور۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

کوشش کی تو پھر آئندہ کوئی رعایت نہ مل سکے گی۔ اب بھی تمہیں رعایت دینے پر میرے ساتھی مجھ سے ناراض ہو رہے ہیں۔ — عمران نے کہا۔

میں نے وعدہ کیا ہے اور وعدہ نبھانے کا — ویسے بھی آپ نے جہاز میں لیبارٹری تباہ کر کے ہمیں اس قابل ہی نہیں چھوڑا کہ ہم دوبارہ بین الاقوامی طور پر کوئی کام کر سکیں۔ بروک لینڈ نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

اسی لمحے اس فلائٹ کے بارے میں اعلان ہونا شروع ہو گیا جس پر عمران اور اس کے ساتھیوں نے جانا تھا اور عمران اور اس کے ساتھی بروک لینڈ سے مصافحہ کر کے تیزی سے اس جہاز کی طرف بڑھ گئے جو صرف فلائٹ پر چلنے والے مسافروں کے لئے مخصوص تھا۔

ختم شد

عمران پر مودیر میں ایک دلچسپ اور منفرد ناول

اوین کلوز

مصنف: بے منظر کلیم ایم ایس

• ایسی ہیروئن انگریز خلیفہیں۔ جو ایک اشارے پر اوپن ہو جایا کرتی تھیں

اور دوسرا اشارے پر رکھ کر جو جاتی تھیں اور عمران اور میجر پر مودیر دونوں اس

اوپن کلوز کے چکر میں پھنس کر بری طرح پریشان ہو کر رہ گئے۔

• **ٹائیکل**۔ ایک ایسا ہیروئن انگریز کردار۔ جو روپ بدلنے کا ماہر تھا۔

جس کی بیک وقت پانچ شخصیتیں تھیں اور وہ ہر شخصیت میں اپنی جگہ

مکمل کرتا تھا۔ انتہائی حیرت انگیز سلاخیوں کا مالک حیرت انگیز کردار۔

• علی عمران اور میجر پر مودیر۔ دونوں علیحدہ علیحدہ ایک ہی مشن پر کام کرتے

رہے۔ دو عظیم ایجنٹوں کے درمیان کامیابی کے لئے انتہائی حیرت انگیز

اور دلچسپ مقابلہ۔

• علی عمران اور میجر پر مودیر: دونوں نے منہ بولے پر علیحدہ علیحدہ خوفناک قاتل شخصیات

اتریں اور پھر ہر طرف خون ہی خون پھیلتا چلا گیا۔۔۔ انتہائی سیریز رفتار

آکشن سے بھرپور۔

• عمران اور میجر پر مودیر۔ دونوں میں۔ جس میں کامیابی کے سلسلے میں

اور کیسے۔۔۔؟ انتہائی حیرت انگیز انجام۔

• انتہائی برقی رفتار آکشن۔ دلچسپ اور منفرد واقعات پر مشتمل۔ خونریز اور

یادگار مقابلوں سے بھرپور۔ اعصاب شکن سپنس اور انوکھے پلٹ

پریزنتی جاسوسی ادب میں ایک نئے تجربہ کا نمل ایک یادگار ناول۔

یوسف براؤن۔ پاک گیٹ ملتان

• علی عمران کے ملک پاکیشا اور میجر پر مودیر کے ملک بنگالیہ کی انتہائی قیمتی سنٹی
اور معنیاتی دولت انتہائی منظم طور پر چوری ہونے لگی تو دونوں حکومتیں
پریشان ہو گئیں۔

• میجر پر مودیر نے علی عمران سے زیادہ برقی رفتار کی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا مشن
مکمل کر لیا۔ کیا واقعی۔۔۔؟

• علی عمران۔ جس نے اس اہم ترین مشن کو سرے سے کوئی اہمیت ہی نہ دی کیوں؟

• میجر پر مودیر۔ جسے اس کے پیٹ کزنل ٹھوڑی نے علی عمران کا شاگرد بننے
کا مشورہ دیا۔ کیوں۔ انتہائی حیرت انگیز سچوٹش۔

• وہ لمحہ۔ جب میجر پر مودیر عمران کے فیڈ پر اس کا شاگرد بننے کے لئے آیا۔
ایک دلچسپ سچوٹش۔

• راسکو اور بلیک گولڈ۔ دو بین الاقوامی مجرم خلیفہیں۔ جو معذرت

کی چوری میں ملوث تھیں۔ لیکن جب عمران اور میجر پر مودیر ان کے خلاف

میدان میں اترے تو انہیں فوراً طور پر گھوڑ کر دیا گیا۔ کیوں۔۔۔؟

عمران سیریز میں سسپنس اور ایکشن سے بھرپور ایک انتہائی منفرد کہانی۔

جولیا ناٹاپ ایکشن

مصنف: مظہر کلیم ایم۔ اے۔

- ★ جولیا کو اغوا کر کے ایک خوفناک اور ناقابل علاج بیماری میں مبتلا کر دیا گیا۔ کیوں۔۔۔۔۔؟
- ★ ایک مجسمہ منظم کی ایسی گہری اور خطرناک سازش کہ عمران بھی اس سازش کا آلہ کا بننے پر مجبور ہو گیا۔
- ★ عمران۔۔۔ جس نے اپنے ہاتھوں خود جولیا کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے مجرموں کے حوالے کر دیا۔
- ★ مادام جیکی۔۔ ایک منفرد کردار۔ جس نے جولیا کی زندگی بچانے میں اہم کردار ادا کیا۔۔۔۔۔ مادام جیکی کون تھی۔۔۔۔۔؟
- ★ جولیا۔۔ جو مادام جیکی کا احسان اتارنے کے لئے ایک مہیا اور روس یاہ کے ایکٹوں سے اکیلی ہی ٹکرائی تھی۔ ایسا خوفناک ٹکراؤ جس کا نتیجہ موت کے سوا اور کچھ نہ نکل سکتا تھا۔
- ★ جولیا شدید زخمی ہونے کے باوجود جب فارم میں آئی۔ تو "جولیا ناٹاپ ایکشن" کا آغاز ہو گیا۔ ایسا ایکشن۔ جو صرف جولیا ہی مکمل کر سکتی تھی۔

★ عمران اور مصفد۔۔۔ جو جولیا اور مادام جیکی کو بچانے کی غرض سے یقینی موت کا شکار ہونے پر مجبور ہو گئے۔

★ ایک ایسا مشن۔۔ جس سے جولیا۔ عمران اور مصفد کا کوئی تعلق نہ تھا۔ مگر وہ تینوں ہی اس مشن کی خاطر اپنی جانوں پر کھیل گئے۔۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔۔؟

★ وہ لمحہ۔۔ جب جولیا کے جسم پر انتہائی درندگی سے کوڑے برسائے گئے اور جب عمران اور مصفد دونوں کار کے خوفناک اور جان لیوا ایکسیڈنٹ کا شکار ہو گئے۔

★ جولیا کی زندگی کا ایک ایسا کا زامہ۔ جس پر شاید جولیا کو بھی ہمیشہ فخر ہے گا۔

★ اس مشن کا انجام کیا ہوا۔؟ جس سے کوئی تعلق نہ ہونے کے باوجود جولیا۔ عمران اور مصفد تینوں موت کے خوفناک پہلوں میں پھنسنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

★ سسپنس۔ ایکشن اور لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات سے بھرپور ایک ایسی کہانی جو باسوسی ادب میں یقیناً شاہکار کا درجہ رکھتی ہے۔



یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران شاگل اور ریکھا کے کرداروں میں ایک ہنگامہ خیز ایکشن کہانی

سار تو مشن

مصنف — منظرہ کلیم ایم اے

سار تو مشن — کافرستان کا ایک ایسا مشن جس کی کامیابی کے بعد وہ پاکستان کو ہمیشہ کے لئے اپنا غلام بنا سکتے تھے۔

سار تو مشن — جس کی حفاظت کی ذمہ داری پادری ایجنسی پر تھی۔ اور مادام ریکھا پادری ایجنسی کی چیف تھی۔

سار تو مشن — جس کے تحفظ کے لئے کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے گرد موت کا ہال بن دیا اور —؟

سار تو مشن — جس کی تباہی کے لئے عمران اور اس کے ساتھی دیوانہ وار موت کی اندھی غاروں میں کودنے پر مجبور ہو گئے۔

سار تو مشن — ایک ایسی لیبارٹری جسے ہر طرح مکمل طور پر ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا۔ کیا یہ لیبارٹری تسخیر ہو سکی یا —؟

سار تو مشن — جس کو تباہ کرنا تو ایک طرف اس تک پہنچنے کے لئے ہی عمران اور پاکستان سیکرٹ سروس کو مسلسل اور لمحہ بہ لمحہ یقینی موت سے دیوانہ وار لڑنا پڑا۔

سار تو مشن — ویران اور بخر مہاڑی سلسلوں میں قدم قدم پر بچھری ہوئی موت کے مقابلے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی ایسی جان لیوا جدوجہد کہ جس کا ہر لمحہ یقینی موت کا لمحہ بن کر رہ گیا۔

سار تو مشن — جس کو تباہ کرنے کے لئے جب تنویر اور دوسرے ممبرز آگے بڑھے تو مادام ریکھا نے انہیں گرفتار کر کے ان پر پٹوں چھڑک کر انہیں زندہ جلائے کا بھیانک منصوبہ بنایا — کیا تنویر اور اس کے ساتھی واقعی زندہ جلا دیئے گئے؟

ریکھا کی پادری ایجنسی اور شاگل کی سیکرٹ سروس کے مقابلے میں عمران اور پاکستان سیکرٹ سروس کے ایسے دلیرانہ اقدامات کہ جرات و بہادری کے الفاظ بھی اپنے آپ پر فخر کرنے لگے۔

کیا سار تو مشن کامیاب ہو گیا — یا عمران اور اس کے ساتھی اسے تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے — یا خود موت کی گمبیری غاروں میں اتر جانے پر مجبور ہو گئے؟

بیلی کا پٹروں سے برسنے والی گولیاں — میزائل بموں کی خوفناک بارش — موت کی اندھی چٹانوں پر ایسے جان لیوا مقابلے جن کا تصور ہی رو نگٹھے کھڑے کر دیتا ہے۔

مسلسل اور بے پناہ ایکشن اور اعصاب شکن سپینس سچھو پور ایک یادگار کہانی

یوسف براؤن، پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انوکھے انداز کا انتہائی دلچسپ اور یادگار ناول

سفلی دنیا

خاص نمبر

معصفت --- مظہر کلیم ایم اے

○ سفلی دنیا۔ شیطان اور اس کے کارندوں کی ایک ایسی دنیا جو اسفل ترین دنیا کہلاتی ہے ایک ایسی دنیا جو شیطانی دنیا کی بھی سب سے رذیل سطح ہے۔

○ سفلی دنیا۔ کالے جادو، بدروحوں، بد میت جنات، غلاطت اور گندگی میں لتھڑی ہوئی شیطانی دنیا جہاں مکرو فریب، رذالت اور غلاطت کو معیار سمجھا جاتا ہے۔

○ زپالا۔ تابوت کی پہاڑیوں میں رہنے والا ایک ایسا شیطان جسے سفلی دنیا کا سب سے بڑا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ ایک ایسا کروار جو پوری دنیا کو اپنے سامنے سرنگوں سمجھتا تھا۔

○ کافرستان کے کرٹل سورگ نے جب عمران کے خاتمے اور پاکیشیا کے دفاع کی بنیادی فائل کے حصول کے لئے زپالا کی خدمات حاصل کیں تو زپالا اپنی پوری سفلی طاقت سے عمران پر ٹوٹ پڑا۔

○ زپالا۔ جس نے انتہائی آسانی سے نہ صرف عمران کو استعمال کر کے دانش منزل سے فائل حاصل کر لی بلکہ عمران پر سفلی دنیا کا ایک ایسا کاری دار کیا کہ عمران گندگی اور غلاطت کے ڈھیر میں دفن اپنی زندگی کے آخری سانس لیتا نظر آنے لگا۔

○ سلیمان۔ عمران کا باورچی جس نے عمران کو سفلی دنیا کی طاقتوں سے بچانے کے لئے سردھڑ کی بازی لگا دی۔ کیا سلیمان سفلی دنیا کے شیطانوں کا مقابلہ کر سکا۔ یا۔۔؟

○ وہ لمحہ جب سلیمان کے کہنے پر عمران کو اس کی اماں بی جبرائیل ایک نبیوں میں لے گئی جہاں ایک عظیم نوری شخصیت کا ڈیرہ تھا لیکن عمران نے اس شخصیت کو اہمیت دینے سے صاف انکار کر دیا۔ کیوں۔ اور پھر کیا ہوا۔؟

○ صالح۔ جس نے تن تنہا سفلی دنیا کے بڑے بڑے شیطانوں کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکی۔ یا۔۔؟

○ گمباگا۔ سفلی دنیا کی انتہائی باقت شیطانی طاقت جس سے عمران مجبوراً جسمانی لڑائی لڑنی پڑی اور وہ لمحہ جب عمران کا پہلی بار ناقش آئینے جسمانی طاقت سے واسطہ پڑ گیا اور جب اس کی مارشل آرٹ کی تمام سمورت دھری کی دھری رہ گئی۔ اس لڑائی کا کیا انجام ہوا۔؟

○ سفلی دنیا کی انتہائی خوفناک اور رذیل ترین شیطانی قوتوں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی ایک طویل 'انتہائی خوفناک' اور انوکھے انداز کی جدوجہد۔ ایک ایسی جدوجہد جس کا ہر لمحہ پر اسرار 'خوفناک' اور انوکھا ثابت ہوا۔ اس جدوجہد کا انجام کیا ہوا۔؟

○ قسطی مختلف انداز کی نئی اور پر اسرار کہانی انتہائی منفرد انداز کی انتہائی خوفناک اور پر اسرار جدوجہد

○ ایک ایسی کہانی جس میں پہلی بار سفلی دنیا کی خباثتوں کا پردہ چاک کیا گیا۔
○ خیر و شر کے درمیان ایک ایسی ہولناک جنگ جو اس دنیا کے بچے بچے مسلسل جاری ہے۔

انوکھا، دلچسپ اور تیز خیز ناول

○ ایک ایسا ناول جو جاسوسی ادب میں پہلی بار پیش کیا جا رہا ہے۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ، ملتان